باسمہٖ سبحانہٗ و تعالیٰ شانہٗ

کتاب سراپا خیر و برکت

(یعنی)

کلیات نظم نعتیہ مولوی حضرت محمد محسن صاحب دام فیوضہ

(مشہور بہ)

گلستان رحمت ۱۳۰۲ھ

اسم تاریخی

گلستان سخن ۱۳۲۳ھ

جو مجموعہ ہے آٹھ رسالون کا

۱ صبح تجلی - ۲ چراغ کعبہ - ۳ سراپائے رسول اکرم - ۴ مخمس نعتیہ
۵ مدیح خیر المرسلین - ۶ حدیقۂ خاتم النبیین - ۷ انیس آخرت - ۸ شفاعت و نجات

(اہتمام سے)

خاکسار ابو الحسنات قطب الدین احمد بحالت مجموع اول بار

ماہ محرم الحرام سنہ ۱۳۲۳ ہجری مطابق اپریل سنہ ۱۹۰۵ء

مطبع نامی لکھنؤ مین طبع ہوئی

اشتہارات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچهٔ مثنوی صبح تجلی از نتائج افکار طبع همایون منشی محمد اکرام اللہ صاحب المعروف به مفتی الکاکوروی متخلص به افسون انسپکٹر پولیس ضلع اٹاوه

لمؤلفه

خداوندا شب معراج کن صبح بیانم را | پر جبریل گردان خامهٔ عنبرفشانم را
تمام تشنهٔ انتظار ساقی کوثر | چه می پرسی شراب ساغر پیغامم را
کلام من بفهم هر کسی نا کس نمی آید | زبان غیب میباشد دهان رمز دانم را
اگر افسانهٔ رنگین من چشم جهان بیند | خیال سحر سازد فسون بیانم را
ندانم مهر صبح کیست شام افروز بیتابی | که جا بخشد در و دیوار دل تسخیر خونم را
مکانم نقش پای ساکنان لامکان باشد | توان یابی ز فیض انبیا نام نشانم را
براق نکهت سبق آهنگ آهنگی گرداند | ببینم تا درین میدان کسی گیرد عنانم را

تجلی صبح سخن بدرخشانی مهرثنای خداوندیست که عابد شب زنده دار ماه سینه افروز داغ نیاز اوست و زاهد خشک مزاج آفتاب سوخته گرمی سوز و گداز او الهی دل هر ذره از مهر تو تا بیری + محبت هر کسی تو در موم مهر پیری + ظاهر شده بعاشق در دست کوبت + هر ذره خاکی را خاصیت اکسیری اما بعد دیدن الفوید سرمهٔ ما زاغ البصر و ما طغی کشیدن و شنیدن اجلوهٔ خرمن سوز صعقا دیدن صبح تجلی از مطلع طبع سخنوری دمید نسبت و تجلی صبح زجاک خامهٔ معنی گستری سر کشیدن لمؤلفه

بیت که صبح شام او وقف عبادت | دلش گنجینهٔ نور ارادت

ادنیجا ست که خامهٔ او شاخ نخل طور سیناست - و نامهٔ او ان هو الا وحی یوحی - گردش کلکش اگر طواف حاجیانست صریر کلکش صدای مناجاتیان - قنادیل حرم دوائر حروف نگینش محراب کعبه مدات نور آگینش دیده بهرش مژگان حور جنان نقاطش دانهٔ تسبیح فرشتگان بیاض بین السطورش تجلی کدهٔ طور سواد الفاظش سویدای دیدهٔ حور - صفا صفحهٔ روی یوسف صرف قرطاس آب و تابش سوزن عیسی رشتهٔ مریم خرج شیرازه بندی کتابش هنگام تترب اگر غبار وادی ایمن خاک دست لباس دیدهٔ اولی الابصار جامهٔ قلم پاک و کزلکش ساخته جوهر ذو الفقار - قط زنش را چوب سدرة المنتهی طیار - دوانش را خضر آبخمهٔ حیوان آبدار - رشنایش را آئینه داری ید بیضا در کار لیقهٔ او ملبوس صوفیان صاف اعتقاد - پوشش قلمدانش غلاف کعبهٔ عالی بنیاد تعالی اللہ کلیم کلامیکه طور سخن افروخته روشنی فکر اوست - موسوی آسا سوخته آتش افکارش گلزار ابراهیم از فیض ذکر او هیچ نگاهیکه گلستان تصنیفاتش دید سیاهی بنفشهٔ او سرمهٔ رحمت بینی کشید - دو بینی که جانب بستان تالیفاتش فرا سید از گلهای عنایش بوی وحدانیت شنید - الهی غنچهٔ طبعان گلشن معنی را به نسیم جنبش کلکش شگوفهٔ ارادت شگفتن و لالهٔ دلان این چمن را به آب و آتش داغ خاتمی سوختن سنبل سطورش تازیانهٔ معلم مدرسهٔ نکته دانی - و شوخ چشمی نرگس الفاظش چشم نمای آموزگاران مکتب معانی باد - و صریر قلمش اگر صفیر آموز ابجد خوانان چمن سخن ست نالهٔ او شاخ آشیانهٔ زمزمه سنجان این گلشن گردا د -

صبح تجلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حال ولادت اصبح اکرم صلے اللہ علیہ وسلم

۸۴۴ سنہ ۱۲۸۹ ہجری ۴۴۷۴

بیضاوی صبح کا بیان ہے — تفسیر کتاب آسمان ہے

ہے خاتمۂ شب دل افروز — دیباچہ نگار نسخۂ روز

آثار سحر ہوئے نمایان — سیپارہ لیے ہوئے ہے دوران

واللیل کو ختم کر چکا ہے — آمادۂ دور والضحے ہے

عنوان فلک ہے دُرِّ منثور — لوح زرّین سورۂ نور

اطراف بیاض مطلع صاف — وَالفجر کے حاشیے پہ کشاف

معمورۂ دھر تا بیابان — ہمطالع کشور بدخشان

ہر دشت ہے مثل دشت ایمن — ہر کوہ برنگِ طور روشن

عالم مین ہے آفتاب تاثیر — آب حلب و ہوائے کشمیر

گردون کے غلاف مین ہے پنہان — مشکوۃ شریف مہر تابان

آنکھین نظارے کی طلبگار — نظارے کا بخت خفتہ بیدار

منظور ہے حُسن کا تماشا — ہر دیدہ ہے دیدۂ زلیخا

ہے شرق سے غرب تک پریشان — نور عینین پیر کنعان

وہ سورۂ یوسفِ تجلی — یہ مطلع مصر کی عزیزی

پستی کا دماغ آسمان پہ — اوج افلاک مہرستہ

وہ ہے بلغ العلےٰ کی تفسیر | یہ ہی کشف الدجےٰ کی تعبیر
مضمون طلوع صبح صادق | مشہور روایت مشارق
موقوف حدیث شب کی تصحیح | رکھ دیجیے طاق پر مصابیح
ظلمت کا چراغ بے ضیا ہی | انجم کا ستارہ ڈوبتا ہے
مہتاب کی چاندنی ڈھلی ہے | مریخ کی سمت مشتری ہے
روپوش دبیر چرخ اخضر | ظلمت کا سیاہہ کر کے ابتر
اہل مد کہکشان سے مفرور | پروانہ نویس شمع کافور
زہرہ کا سفید ہو گیا رنگ | نظم پروین کا قافیہ تنگ
ہی فکر سپہر رات بھر کی | کیا بات ہی مطلع سحر کی
بر مطلع صبح صادق استاد | از دیدہ نوشت صاد بر صاد
ہی وقت اخیر شب خلاصا | الواح زبرجد فلک کا
ہنگام سپیدۂ سحرگاہ | ساعات مین روز و شب کے واللہ
اک مخبر صادق البیان ہے | پیغمبر آخر الزمان ہے
کیفیت وحی مین ہے بلبل | ہے وقت نزول مصحف گل
سبزہ ہے کنار آب جو پر | یا خضر ہے مستعد وضو پر
نوبت ہی صداے قمریان کی | تیاری ہے باغ مین اذان کی
محو تکبیر فاختہ ہے | قد قامت سرو دلربا ہے
اک شاخ رکوع مین رکی ہے | اور دوسری سجدے مین جھکی ہی
سوسن کی زبان پر مناجات | جاری لب جو سے التحیات

تسبیح شگوفہ یا مصور — تحریمۂ تاک رب اغفر
پھیلی ہوئی بوئے گل چمن مین — اور صلّ علی کا غل چمن مین
غنچے مین ہے خامشی کا عالم — یا صوم سکوت مین ہے مریم
کیاری ہر اک اعتکاف مین ہے — اور آب روان طواف مین ہے
پابند زکوۃ نامیہ ہی — کانٹا زر گل کو تولتا ہے
لایا یہ مجاہد صبا رنگ — نا فرمان ہو رہا ہے چو رنگ
سالک ہی چمن مین نہر موزون — مجذوب ہے شاخ بید مجنون
ہی صوفی صاف دل صنوبر — تحریک نسیم حالت آور
ہر تخم بہ خلوت آرمیدہ — ہر ایک ثمر خدا رسیدہ
ابدال ہین برگ و نخل اوتاد — ہی نعم العبد سرو آزاد
خدمت مین بہار کی صبا ہے — سبزہ سنبل کا بالکا ہے
سجادہ بدوش لالہ یکسو — یک سو شب زندہ دار شبو
ہے استغراق نیلوفر کو — پاس انفاس ہی سحر کو
سیفی جو زبان خار پر ہے — نرگس کی نگاہ مین اثر ہے
وحدت ہی چمن مین مغز تا پوست — صادق ہے بہار پر ہمہ اوست
غنچہ نہ رہا تو گل ہوا ہے — واصل ہے جسے یہان فنا ہے
لیتا ہے اشارۂ لجالو — مُوتُوا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمُوتُوا
خرقہ ہے نصیب یاسمن کو — عمامہ ملا ہے نارون کو
پیرایۂ نور مین سمن ہے — سلطان مشائخ چمن ہے

عطار شمیم گلستان کی
ہم مرتبۂ فرید بوئی

پھولون مین ہی یون گلاب خوش آب
جیسے قطبون مین قطب اقطاب

کیوڑا گلزار پر فضا مین
غوث الثقلین اولیا مین

ہر شمع خموش فکر مین ہی
ہر طائر شوخ ذکر مین ہے

شورش مین قلندرانہ قمری
اور چشتی سبز پوش طوطی

ہے خواجہ نقشبند ذیجاہ
طاوس علیہ رحمۃ اللہ

ہر کبک دری خلیل آذر
ہدہد ہے نام حمد احمد

اعجاز نسیم صبحدم ہی
انفاس مسیح کی قسم ہے

عالم مین وہی ہوا ہے چلتی
جو صبح الست کو چلی تھی

تنزیہ سے ہے مست نغمہ ہو
ہنگامۂ لا الہ ہر سو

با شان و شکوہ جلوہ فرما
شاہنشہ تختگاہ الا

سامان ظہور کی ہے تمہید
قدرت پہ یہ ہو رہی ہے تاکید

فیض روح القدس عیان ہو
افشاے رموز کن فکان ہو

آئینہ ہو چار سوے عالم
لبریز تجلیات پیہم

ہر قطرہ ہو جوش بحر و بر
ہر ذرہ ہو آفتاب پیکر

وہ شان ہو آج رنگ و بو کی
مصداق ہو جل شانہ کی

اوٹھنے حباب کو عطا کی
آب حیوان کی نہر جاری

فرمان بقا کے مستند ہون
احکام فنا کے مسترد ہون

کثرت وحدت مین ہو کی فانی
حاصل کرے عمر جاودانی

مہمان حدوث کا قدم ہو ۔ امکان پہ وجوب کا کرم ہو
سیرابی تازہ روپ دکھلائے ۔ ہر شاخ خمیدہ راست ہو جائے
اسرافیل اپنی صور لائین ۔ پھر رنگ رمیدہ کو جمائین
عزرائیل اب کرین نہ دورا ۔ ناکاروکے رہین عدم کا
اللہ اللہ کیا سماں ہے ۔ ہر شئے کو حیات جاودان ہے
سرسبزی ہے باغ مین جنان کی ۔ آمد ہے بہار بے خزان کی
لوح و قلم ادیب تقدیر ۔ محو خط نسخ عالم پیر
ایام کا بخت پھر جوان ہے ۔ پھر عہد شباب آسمان ہے
ہستی و عدم مین ایک لے ہے ۔ لاشے کے بھی لب پہ آج نے ہے
کیفیت خرمی سے مسرور ۔ رنگین طبعان محفل نور
رضوان نے کہین سبیل رکھی ۔ ہر کوزے مین سلسبیل رکھی
تیار کیے بحکم باری ۔ میکائیل اک طرف نہاری
آئے لیے ساغر و صراحی ۔ کوثر سے بھری ہوئی صبوحی
گلدستے بہشت سے بنائے ۔ جبریل درود پڑھتے آئے
بیٹھے ہوئے ہین خوشی سی پھولے ۔ غلمان لیے ہار حور گجرے
خاکا ہے زمین مین آسمان کا ۔ نقشا ہے مکان مین لامکان کا
گویا اوتر آئی ہے زمین پہ ۔ مینا بازار چرخ اخضر
نازل ہوئے عرش سے فرشتے ۔ سب حیّ علے الفلاح کہتے
حاضر ہوئی روح پاک آدم ۔ دوران نے کہا کہ خیر مقدم

ہمرنگ ارم زمانہ بشگفت — طوبیٰ لک یا ابا البشر گفت

انوار ہین نوحؑ کے نمایان — یا ابر کرم کا جوش طوفان

رحمت کے لباس ہین چپ و راست — شیثؑ و ادریسؑ خضرؑ و الیاسؑ

یمن و برکت لیے ہین موجود — ہارونؑ و شعیبؑ و صالحؑ و ہودؑ

خاتم پہ لکھے ہوے سلیمانؑ — نقش تسخیر جن و انسان

بسم اللہ صاد صبر ایوبؑ — الحمد کتاب شکر یعقوبؑ

یوسفؑ مع عزت و مناصب — یونسؑ مع ماہی و مراتب

داؤدؑ لیے زبور پہونچے — موسیٰؑ مع شمع طور پہونچے

کعبے مین خلیلؑ کا ہے جلوہ — بت کرنے لگے خدا کا سجدہ

اسحٰقؑ مع ذبیح آئے — لقمانؑ مع مسیحؑ آئے

تھے حسن فروش و جلوہ مشتاق — ارواح کے ساتھ ساتھ اخلاق

انواع محاسن و کمالات — اقسام صفات و عمدہ حالات

جو کچھ اب تک ہوا ازل سے — ہونے والا ہے جو کچھ آگے

ہر نکتۂ جانفزاے ناسوت — راز ملکوت و سر لاہوت

توحید کی شان راستبازی — تجرید کی وضع بے نیازی

استغنا ہمرکاب تسلیم — اقبال کے ساتھ تخت و دیہیم

دانش دانا سے سر مکنون — سرمایۂ نازش فلاطون

وہ نظم فصیح جسکا سحبان — طفل ناخواندۂ دبستان

وہ دولت و جاہ روزافزون — جسکے بندون مین تھا فریدون

حاتم کا وصف جود کامل
عدل نوشیروانِ عادل

حکمتِ مفتاح قفل مقصود
علم آئینۂ وجود معبود

ہر گوہر قلزمِ ولایت
ہر نیّر مطلعِ ہدایت

صدیق کا صدق و استواری
عثمان کا حلم و بردباری

آوازۂ عمرؓ کی صاحبی کا
اور دبدبہ مرتضےٰ علےؑ کا

ریحان بہشت روح پرور
خلق حسنِ شگفتہ منظر

رنگینی لالہ زار ایمان
جانبازی سیّد شہیدان

آثار مجاہدین ابرار
انوار مہاجرین و انصار

مقبولی بایزید و ادہم
محبوبی خاصِ غوث اعظم

عرفان ابو سعید و کرخی
روشندلی جنید و شبلی

گستاخیِ عاشقانِ مغرور
رسوائی دار و گیر منصور

عشق آفتِ عاشقانِ جانباز
حسن آئینۂ تجلی ناز

مجنون و ہجوم حسرتِ دل
لیلےٰ مع ساربان و محمل

القصہ یہ دیکھ کر تماشا
حیرت ہوئی آکے جلوہ فرما

کہتی ہوئی کیا ہے آج سامان
کھلتا نہیں کچھ یہ سرِ پنہان

خورشید فلک کے سائبان میں
یوسفؑ ہے غبار کاروان میں

خلوت گہ حسن ہے زمانہ
اور جلوۂ صبح شاہدانہ

ڈوبے ہوئے رنگ میں چمن کے
نکھرے ہوئے روپ میں دلہن کے

خورشید ظہور کا شرف ہے
معراج نظر کو ہر طرف ہے

مظہر کا خطاب میرزا ہے
منظر کا لقب ابوالعلا ہے

شبنم کو دم فلک مآبی
مٹی مین کمال بوترابی

ہر قطرے مین آب و تاب گوہر
ہر موج شعاع مہر انور

آفاق مین ہے تجلی نور
یا شان نزول جلوۂ طور

کرتا ہے فلک سجود پیہم
مائل بزمین ہے عرش اعظم

اونچی ہوئی یہ مکان کی کرسی
سب کھل گئی لامکان کی قلعی

مرکز کو چلی گئی ہے کیا نار
آتشکدے گل ہوے جو یکبار

پانی طوبی کی جڑ مین پہونچا
جو خشک ہوا ہے بحر ساوا

ہے خاک کی طبع مین روانی
جو دشت سماوہ مین ہے پانی

چلتے ہین یہ کس ہوا کے جھونکے
ہوش اوڑتے ہین جیسے کاہنونکے

باندھا وہ قضا نے لعن کا لام
ابلیس کی فوج مین ہے کہرام

بت مہر سکوت بر دہان ہے
بتخانون مین شور الامان ہے

کسکی شوکت کا زلزلا ہے
قصر کسرے جو ہل رہا ہے

ہے کسکو خطاب ایزد پاک
لولاک لما خلقت الافلاک

گم نور وجود مین عدم ہے
آغوش حدوث مین قدم ہے

ہے فرش پہ عرش کی تجلی
کہتی ہے ہوئی لا الٰہ غیری

ہے قبلہ ہر ایک سمت پرنور
ہر بیت ہے مثل بیت معمور

ہر نقص کمال کا سزاوار
ہر جزو مین عقل کل کے آثار

کیا رنگ قبول جلوہ گر ہے
ہر گل پہ ہزار کی نظر ہے

ہے چاندنی ایک ماہ پیکر — سورج مکھی آفتاب انور

اورنگ نشین باغ ہے گل — اور ہفت ہزاریون مین بلبل

ذی حکم خزانہ اشرفی ہے — صدبرگ کا اسم پانصدی ہے

عباسی کو دعوی فتوت — داؤدی کو شبہۂ نبوت

ہر دانہ ہے عابد سحر خیز — ہر ذرۂ خاک شمس تبریز

القاب نسیم دامن دشت — مخدوم جہانیان جہان گشت

خالق کا کرم ہے فیض گستر — بخشش کا صلای عام گھر گھر

روے حسنات سوے اخیار — چشم رحمت سو گنہگار

ہے فکر مین عابدونکی طاعت — محسن کی تلاش مین شفاعت

جیسی اسدن سحر ہوئی ہے — ایسی کبھی پیشتر ہوئی ہے

این نسخہ چہ انتخاب دارد — این صبح چہ آفتاب دارد

ناگاہ بجلوۂ عبارت — پیدا ہوئی غیب سے بشارت

یہ صبح سعادت جہان ہے — نوروز بہار جاودان ہے

مفتاح خزینہ ہاے اسرار — مصباح تجلیات انوار

ہے بدر کمال اوج تشبیہ — لبریز جمال مہر تنزیہ

نازل ہے زمین پہ کبریائی — بندے کے لباس مین خدائی

اسوقت دیار مین عرب کے — مطلع سے تجلیات رب کے

برج شرف قریشیان مین — اور ہاشمیون کے خاندان مین

کعبے کی زمین نامور سے — اور عبدالمطلب کے گھر سے

اسلام کا آفتاب چمکا — بے پردہ و بے نقاب چمکا
پیدا ہوے سرورِ دوعالم — پیدا ہوے فخرِ نوحؑ و آدمؑ
محبوب خدا نبی مرسل — صبح دو مین روزِ اوّل
شاہنشہِ انبیا محمدؐ — تاجِ سرِ اصفیا محمدؐ

پیدا ہوے حضرتِ پیمبرؐ — صبح قدرت کے سعد اکبر
واللیل اشارتی زمویش — والشمس عبارتی زرویش
خورشید سپہر دین محمدؐ — نورِ عین الیقین محمدؐ

پیدا ہوے قبلۂ طریقت — پیدا ہوے کعبۂ حقیقت
مقصودِ ازل اجل و اعلیٰ — منظورِ حضورِ حق تعالےٰ
سلطان فلک حشم محمدؐ — مہرِ عرب و عجم محمدؐ

پیدا ہوے بادشاہِ دیجاہ — آرایشِ تخت لِیْ مَعَ اللّٰہ
عین عرفان و مردمِ عین — ابروے جبین قاب قوسین
جان و دلِ مرسلین محمدؐ — روحِ روح الامین محمدؐ

پیدا ہوے خاتم النبیینؐ — مہرِ فرمانِ عز و تمکین
با میم احد احمدؐ بامیم — شایستۂ صد صلوٰۃ و تسلیم
گنجینۂ اصطفا محمدؐ — آئینۂ حق نما محمدؐ

محوِ رضوانِ حق روانش — آل و اصحاب و پیروانش
کیفیتِ وجد مین ہی اب ذوق — کہتا ہے خطیبِ خامۂ شوق
ہے ذکرِ ولادتِ پیمبرؐ — اَعلیٰ اَولیٰ اَحمدؐ و اَکبر

قطعات تاریخی

قطعۂ تاریخ از نتائج طبع مولوی محمد احسن حسن ابقاه الله صدر الصدور لکھیم پور ضلع کھیری برادر خرد مصنف

از معجزات نظم کسانیکه منکر اند / احسن کلام حضرت محسن شنیده اند
صد بار خوانده اند هزار آفرین کرد / روز یکه آب و رنگ سخن آفریده اند
استاد و هم برادر و هم قبلۂ من ست / دربارگاه مکرمتش برگزیده اند
المختصر که سدره نشینان اوج فکر / بر شاخ رفعتش ثمرها رسیده اند
این نسخه را بدیدۂ انصاف بنگرند / آنانکه صاد و ورد مضامین چشیده اند
صبحی شگفته شکار رنگین طبیعتان / از باده های صبح صبوحی کشیده اند
جوش بهار حسن معانی ست مد نظر / بیتاب اضطراب دل آرمیده اند
از خوشی فتنگان بهار گل سخن / در راه شوق آمد مضمون چیده اند
ز آب صفای بندش و ترکیب دلکشا / بر صفحۂ نگاه خود آئینه چیده اند
از هوش طالبان بهاره خنانیند / دیوانگان صبح گریبان دریده اند
تاریخ سال از زبان سروش غیب / صبح بهار آمد مضمون شنیده اند

قطعۂ تاریخ از نتائج طبع شاعر نازک خیال سید علی نقی صاحب رئیس قصبہ کریل ضلع مین پوری نائب انسپکٹر مدارس ضلع [illegible]

این مثنوی لطیف و رنگین / نوشت چو محسن سخندان
در وصف بهار آفرینش / در نعت رسول پاک یزدان
دی شب نقی از برای تاریخ / بیهوده سر فکر در گریبان
ناگاه بگفت هاتف غیب / گو کهنه نمود نظم حسان

قطعۂ تاریخ از منشی محمد وزیر خان خوشنویس منصرم مطبع مفید عام آگره

مثنوی حضرت محسن نے لکھی / حال پیدائش سرور یہ ہی
شب صبح تجلی ہے یہی / مہر تاباں مہ انور یہ ہے
چشم انصاف سے دیکھا جو اسے / خوب تصنیف سخنور یہ ہی
قابل صل علی ہے ہر بیت / نظم حسان سے بہتر یہ ہے
در معنی ہیں پروئے اسمیں / لڑی موتی کی سراسر یہ ہی
چشمۂ فیض ہے ساری یہ کتاب / کہیں زمزم کہیں کوثر یہ ہے
ہی نجات اس سے گنہگاروں کی / مدحت شافع محشر یہ ہے
مختصر گو ہے یہ ظاہر میں مگر / کیجیے غور تو دفتر یہ ہے
منصرم صبح تجلی کو ذرا / دیکھ کیا نسخہ اطہر یہ ہے
کیوں نہ ہاتف کہے اسکی تاریخ / ذکر میلاد پیمبر یہ ہے

تقریظ مثنوی صبح تجلی از قلم شکستہ رقم احمد خان صوفی مہتمم مطبع مفید عام آگرہ

منشی صحیفۂ کائنات کیلئے اگر شعاع مہر قلم اور سواد شب سے فقرات حمد و ثنا لکھے تو بھی ایک نقطۂ فرد ستائش سے ادا نہو سکے تجلی صبح اوسکی بیاض قدرت کا ایک سادہ ورق ہے۔ اور نظم عقد پروین اوسکی کتاب آفرینش سے ملکوتات کے پہلا سبق۔ لو کان البحر مدادا لکلمت ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمت ربی ولو جئنا بمثله مددا۔ اور نعت سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسکی پیلی گردن پر نور سے صبح تجلی نے رنگ

ظہور پایا اور بنات النعش نے چار عنصر سے بڑھ کر مرتبہ پایا ہی لکھنا امکان بشر نہین لولاک لما خلقت الافلاک
اوسکی مدح مین آیا ہی اور انک لعلی خلق عظیم حق تعالی نے فرمایا ہی اما بعد صوفی گمنام مہتمم مطبع مفید عام ارباب
فضل و کمال کی خدمت مین عرض کرتا ہی کہ یہ مثنوی صبح تجلی جسکا ہر ایک شعر شعری سے زیادہ منور اور ہر ایک سطر سطر کہکشان
سے بڑھ کر ہی نقطے اگر ثوابت ہین سیارہ ہین تو جملہ اوراق ماہ پارہ سواد خط سے اگر شام عشرت نمودار ہی تو مضامین روشن سے
صبح تجلی آشکار تصنیف شاعر خوش قلم منشی عطارد رقم مہر سپہر سخنوری ماہ فلک نکتہ پروری گوہر درج بلاغت اختر برج
فصاحت جناب مولانا مولوی محمد محسن صاحب محسن تخلص کاکوردی وکیل عدالت دیوانی مین پوری مد ظلہ العالی
نے ایسی عمدہ طبع ہوکر مطبوع خلائق ہوئی ہی کہ اس صبح تجلی کی قبولیت اظہر من الشمس اور ابین من الامس ہی
گردش شمس و قمر جبتک صبح کو تجلی سے ہم آغوش اور شام سحر کو کائنات مین ہمدوش کرے اس مثنوی کا ہر ایک ورق آفتاب
کیطرح پر نور ہی اور ماہتاب کی صورت چشم حساد سے مستور آمین ثم آمین

این نامہ کہ خامہ کرد بیضا	توقیع قبول روزیش باد

بتاریخ بست و سوم جمادی الثانی ۱۲۸۹ ہجری مطابق ۲۸ اگست ۱۸۷۲ع پیرایہ اختتام در بر کشید

خاتمہ مثنوی صبح تجلی تراویدہ قلم معجز رقم مفتی محمد اکرام اللہ صاحب افسوس مصنف دیباچہ مثنوی ہذا

لمؤلفہ

گر فروزد نور من شمع شب دیجور من	نسبت خاکی کشد موسی بسوی طور من
از زمین تا آسمان و از کجا تا انکجا	مید صبح تجلی از دل پر نور من

بنام ایزد این چہ ہمایون مجموعہ ایست عرفان زلالے صد شبلی و جنید را بوجد و حالت آورد یا گلدستہ معانی ست معرفت
خیز ہزار بلبل شیراز را بجوش اندر آرد نے نے عنبرین طبلہ عطار معنویست صدت بوی مولانای روم و شیخ فرید را
از خویشتن بے ... شمس تبریز را اسیرین یوست ازین بیدر فرمای از ملفوظات محی الدین سخن مند اند معانی را یگانہ و خشور۔
مولوی محمد محسن کہ منصور گلشن را ہر دم نالہ انا الحق بر زبان ست پنبہ ما دمی از گوش خود نمایان فرود آرد
الحاصل کہ رضوان را فکر تار طرہ حور در دل و سوزن مژہ غلمان بدست و مشتری را سودای خریداری شکنجہ
جوزا از حیصیت مگر در بند شیرازہ بندی ہمان ست اجزای حواس خویش را از ہم ریز غافل از نیکہ دبیر
قدرت نقش این ستودہ کارنامہ دیگریست کہ عرش آشیانست والا پایگاہ۔ دارا و سکندر دربان
کیوان خوابگاہ خداوندگار من اگر این نو آئین دیدی بخشت از طبع وظیفہ کرد بین بود این
۱۲۸۹ھ

وظیفہ کرد بیان باد

۱۲۸۹ھ

تمام شد

چراغ کعبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سہرے نام خدا سواد تحریر — واللیل اذا سجے اسکی تفسیر

دریا سے رواں ہی دُرِ نظم آج — یہ بحر خفیف بحر مواج

جاتا ہے کلیم آسمان تک — معراج سخن ہی لا مکان تک

خلوت گہ دل ارم سرشتہ — پرواز طبیعت اک فرشتہ

ہر گوہر قلزم تکلم — سیارۂ آسمان ہفتم

ہر حرف سیہ زبانِ سوسن — گنجینۂ راز ہشت گلشن

ہر لمعۂ فکر طبع والا — شمع سر طاق عرش اعلیٰ

ہر گل مین ہی رنگ گلستان کا — ہر قطرے مین موج زن ہی دریا

ہر لفظ عروس پردہ گوش — ہر معنے جان پیکر ہوش

مضمون نئے روپ کی دولھن ہی — اک راستی لاکھ بانکپن ہے

خطرہ نہین بحر مین سخن کے — کھٹکا نہین قفل مین دہن کے

بندش کی ادا ہی دستۂ گل — طرز نمکین ہے شور بلبل

نیرنگ وباغ رنگ تقریر — بیداری قلب خواب تحریر

تحریر کی وضع مین تامل — تقریر کے دور مین تسلسل

مضمون کو ازدیاد کا شوق — مصرع کو ہے مستزاد کا شوق

منظور اسے خوش بیانی — تشریح کتاب آسمانی

سرسبزی طبع نکتہ پرور — کشاف رموز خلد و کوثر

کاغذ مین سطور کا تسلسل   ہی کھیت مین چاندنی کے سنبل
شبدیز قلم کی شان اعلیٰ   جنگل مین براق کے غزالا
تحریک انامل سخنگو   جبریل امین کا زور بازو
از رفعت طبع من چہ پرسی   ہر حرف کی عرش پر ہی کرسی
اک رات کی روشنی ہی دل مین   چھٹکی ہوئی چاندنی ہی دل مین
شب کیا کہ جہان کا بخت فیروز   عالم کا خلاصۂ شب و روز
ایام کے گیسوِ مسلسل   آنکھون مین نہ آسمان کی کاجل
ساعت ہے کمال بدرِ شب کی   شب ہی شرفِ مہِ عرب کی
اندھیارے کے دیکھ لین اوجالے   آئین سرِ طور جانے والے

آغاز روایت

بھیگی ہوئی رات آبرو سے   داخل ہوئی کعبے مین وضو سے
اوڑھے ہوئے لیلیٰ گل اندام   شبنم کی ردا بالقصد احرام
گویا کہ نہا کے آئی فی الحال   جھک جھک کی نچوڑتی ہوئی بال
کیا سعی صفا سے رنگ فق ہی   سر سے پا تک عرق عرق ہے
نامحرمون سے چھپائے چہرا   پیروین کو بنائے مُنھ کا سہرا
آنا کھلتا ہوا نہ جانا   انداز خرام صوفیانا
سناٹے کا دم انیس و ہمدم   انفاس ہوا رفیق و محرم
خوشبو وہ کہ ہار یاسمن کے   لپٹے ہوئے بالون مین دلہن کے
یا تازہ بسی ہوئی ختن کی   کلیان یوسف کے پیرہن کی

ناخن کی جگہ ہلال کی مد
گرتے ہوے ٹوٹ کر ستارے
قربان روضۂ ضرورت ہدی
قطبین کے سایۂ ضیا مین
خلوت کی جاے انجمن کو
صورت مین غلاف محترم کے

دفتر سے طلوع کے ندارد
ہین رمی جمار کے اشارے
ثور و حمل سپہر تا جدی
مشغول دوگانے کے ادا مین
پردے مین چھپاے مادمن کو
در پردہ طواف مین حرم کے

گریز

تھا دیکھ کے اِس ادا کو مفتون
چشم درِ کعبہ سے ملے
سکتے مین کہ کیا یہ گل کھلا ہے
آنکھون مین ہوا سمٹ کے یکجا
میدان نظر مین خلوت آرا
دامان نگاہ بن کے پھیلی
گل دار ہوے ہین سبز فانوس
واللیل کی زینت حواشی
النجم کا یہ آسمان پہ نقشہ
جگنون کا ہوا مین یہ اشارا
تاریکی مین نور یا الٰہی
ہر شے مین ہے حسن خوش ادائی

دشتِ عرفات شکل مجنون
آئینہ حیرت تماشا
اہل رات کا رنگ روپ کیا ہی
بیدار دلون کا کیا سویدا
کس چشم سیاہ کا ہے پردا
کس دیدۂ منتظر کی پتلی
پنجرے مین ہے طوطیون کی طاؤس
تفسیر کبیر کہکشان کی
سوسن کی زمین مین بنفشہ
ظلمت کا چمک رہا ہے تارا
آنکھون مین سما گئی سیاہی
ہر رنگ مین شان دلربائی

ہر باغ نثار روے شبو | ہر دشت شکار چشم آہو

ظلمت مین ہے نور کی تجلی | بکھری ہوئی طرہ کی ہے چوٹی

ہر در سے ظہور نور مطلق | ہر دانے مین شورش انا الحق

ہر قطرہ وضو کی فکر مین گم | ہر ذرہ کیے ہوے تیمم

ہر سرو کو بندگی پہ ہی میل | ہر اک کے کی لو ہے قائم اللیل

ہر بزم طرب مین اتقیا جمع | قعدے مین لگن قیام مین شمع

کہتا ہے جھکا ہوا اندھیرا | ہو جاے قبول سجدہ میرا

سجادہ چرخ نیلگون پر | تسبیح ہزار دانہ اختر

تاریکی ہے یان سے منزلون دور | پیدا ہے سواد کشور نور

ابر رحمت گھرے ہوے ہین | کچھ رات کے دن پھرے ہوے ہین

نفرت ہی ستم کو آسمان سے | ہے تیر کھچا ہوا کمان سے

چلے مین ہی پیر[1] قوس و پوش | عقرب کی ہی نیش مین بھرا نوش

گردون کو اسد کیے ہوے زیر | چھوٹا ہوا ہیل گاو پر شیر

رفعت کا ہوا ہے سکہ جاری | میزان کی ہین دونون پلے بھاری

نوشاہ بنا ہوا ہے جوزا | ہے زیب کمر زری کا پٹکا

مریخ بشر بلند اختر | گردون کا لڑا ہوا مقدر

کیوان کو دم سکندری ہے | چمکی زہرہ کی مشتری ہے

ہر پستی ہے اوج سے ملاقی | ہر شان نزول کو ترقی

اعلیٰ کی طرف ہی میل انوار | پروانہ چراغ سے خبردار

[1] قوس کو باعتبار خمیدگی کے پیر سے تشبیہ دی [illegible] ۱۲

شبنم کو ہے پر لگائے گلشن | بلبل سے کہو کہ پکڑے دامن
ذرونکی طرح نہ دشت اوڑ جائین | دیوانون سے کہیے ہوش مین آئین
شمشاد نہین کسیکے بس مین | قمری نہ پڑی رہے قفس مین
ساحل ہوتا ہے خشک تڑے سے | نکلا جاتا ہے بحر بر سے
کنعان کے اوڑ رہا ہے جوہر | دلو آج بنا کے ڈول جعفر
یونس سر حوت تک پہونچکر | سکہ نہ بٹھائین ہر درم پر
مرغابی برق ابر مسکن | چگ جائے نہ سنبلہ کا خرمن
اوڑ جائے نہ سطح ارض الٰہی | سرطان پہ کرے نہ چوٹ ماہی
پامال زمین نہ آسمان ہو | پٹری نہ سڑک کی کہکشان ہو
ظاہر ہوئے کس لیے یہ سامان | کیون اتنے عروج پہ ہے دوران
کیون خاک کی اتنی ارجمندی | کیون پستی کی اسقدر بلندی
کیون شب کا یہ حسن روز افزون | کیون ہے یہ ملیح اتنی موزون
محمول کا کس طرف ہی موضوع | مسند کو کیا ہے کسنے مرفوع
یہ کسکی خبر کا مبتدا ہی | موصول کہان کہان صلا ہی
ہین کس سے مضاف یہ عجائب | راجع ہے کدھر ضمیر غائب
ناگاہ خطاب آئے وحی تنزیل | عالی لقب آئے حضور جبریل

عرض جبرئیل

عنوان کرم سے کے منشور | قرآن شریف کے سورہ
مانند دوا ہین پہ نازل | مانند دعا ہے پر منزل

منشور اوامر و نواہی — عنوان صحیفۂ الٰہی
فہرست اخبار صفیا کے — تاریخ فرشتہ انبیا کے
دُرجِ گہرِ کلام باری — پیغامبرِ پیام باری
وارد ہوے ابر سیان زمین پر — ساتھ انکے بُراق برق پیکر

تمہید وصف بُراق

پہونچا ہے بُراق تک جو نامہ — دو ہاتھ اوچھل پڑا ہے خامہ
شوخی پہ ہے تیز کلک رفتار — جل اٹھے جاے سپند سبع سیار
قطبین مین سن میان انجم — ڈُکڑی کی ہوئی ہی چوکڑی گم
چکر مین ہے چار موج دریا — نشۂ ساہرن ہے چوکڑی کا
مضمون کی جست مین ہی گرمی — یا جست کے تار مین ہے بجلی
ہان اے مرے خامۂ سُبک گام — آہستہ خرام بلکہ مخرام
دو چار قدم وہ چل سنبھل کر — حرف اوڑکے نہ جا سکین فلک پر
گو ہو نہ سکیگا کچھ مگر خیر — لکھ وصف براق آسمان سیر

صفت براق

چھوٹا سا فرشتہ ہیکل — کھیت اوسکا بہشت خلد جنگل
مہ پارہ فلک سے آنے والا — اطلس کو کتان بنانے والا
یون چرخ سے نکلے وہ سبک رو — فانوس سے جس طرح کہ پرتو
شیشے سے پری چمن سے شبنم — سیپی سے گہر حباب سے دم
گلشن سے بہار جسم سے جان — آنکھون سے نیند دل سے ارمان

صحرائے شہود میں رم غیب | چلتے ہوئے راہ عالمِ غیب
محور وشِ فراغ بالی | مشتاق خرام لاابالی
آدم سے ملک تک ایک دم میں | امکان سے قدم تک اِک قدم میں
شوخی میں سلوکِ شوق کا حال | رفتار میں جذب عشق کی چال
نیرنگ طلسم حیرت آئین | یا گنجِ روانِ دولتِ دین
اقبال کا یا کہ بال دیگر | یا روح امین کا تیسرا پر
یا دیدۂ منتظر میں نقشا | اوڑتی ہوئی وصل کی خبر کا

ورود جبرئیلؑ و براق بر آستانۂ شریف

بالجملہ وہ دونوں محرم قرب | پروانہ و شمع عالم قرب
یوں آئے ہو جس طرح سے عاجل | پروانہ چراغ کے مقابل
یا جیسے کہ عاشقانِ مضطر | اپنا خط شوق آپ لیکر
حاضر ہوے اوسکے آستان پر | جسکا کہ مکان ہے لامکان پر

نعت

محبوب خدائے انس و جان کا | مقصود رموز کن فکان کا
امکان کے گھر کا ابر نیسان | دریائے قدم کا شاخ مرجان
صانع کے قلم کا رنگ ایجاد | بندوں کے چمن کا سرو آزاد
ایمان کی سند کا نقش خاتم | عرفان کے نگین کا اسم اعظم
آغاز ازل کی ابتدا کا | انجام ابد کی انتہا کا
تشبیہ کے آئنے میں تمثال | تنزیہ کی سلطنت کا اقبال

ہاشم کی کلاہ میں گل تر — دامن میں قریشیوں کے گوہر
منظور اشارۂ فلکبر — قائم بہ مقام قم فانذر
نور القمرین والکواکب — خورشید مشارق و مغارب
رونق دہ ایمن تجلی — شمع تہ دامن تجلی
لاہوت مقام و عرش مسند — شاہنشہ انبیا محمد

درود

تا دور زمانہ بہر نازش — تسلیم خدا و احترامش
او سوقت وہ دفتر معانی — تھا داخل بیت ام ہانی
رکھتا ہی تھا قدم زمین پر — نازان تھا مکان اوس مکین پر
تھی خاک وہان کی گل بدامن — اوس حجرے کا تھا چراغ روشن
راحت تھی نیاز مند سرکار — تھا خواب کا بخت خفتہ بیدار
رحمت کی ردا سے مہر گستر — گلگون و لطیف و صاف بستر
رنگینی فیض عام قالین — خاطر کا گداز شمع بالین
ہم غافلون کا خیال ہر پل — آرایش پردہ ہاے مخمل
تھی چاندنی کی بساط ہی کیا — ہوتی جو وہ فرش بزم والا
کیا بال ہما کے بالش پر — تکیہ سر پاک کا خدا پر
خفتہ بہ رہ حق مقیم منزل — سوتی ہوئی آنکھ جاگتا دل
دریا سے رواں بہ رنگ گوہر — غنچے کے لباس میں گل تر
آداب سے آپ کو اوٹھایا — یا اپنے نصیب کو جگایا

بیدار ہوئی جو چشم حق بین / آہو ہوئی شکل خواب شیرین
دیکھا کہ عجیب ماجرا ہے / گھر برج قمر بنا ہوا ہے
انشا ہے رموز غیب مخبر / ہونیکا نہین یہ دن کبھی پھر
سونا کبھی ہو نہ یہ جگانا / لیتا رہے کروٹین زمانا
طالع مین نہین یہ شب کسی کے / اختر سو بار سو کے جاگے
ہو گی نہ یہ پھر زمین کی توقیر / مٹی ہو ہزار بار اکسیر
انوار کا ہے ورود پیہم / تارونکی برس رہی ہے شبنم
نازل سوے عالم مجازی / امواج محیط بے نیازی
جبرئیل ہین اور براق بھی ہے / قاصد بھی ہے اشتیاق بھی ہے
تحریک نسیم و صبح صادق / کشتی سبک و ہوا موافق
کوسون سے رسول روح پرور / آیا ہے ہواے شوق لیکر
آتا ہے طلب کا استعارہ / بردن کا ہے آمدن اشارہ
یعنے او ٹھیے کہ بحر پرجوش / گوہر کے لیے ہی کھولے آغوش
او ٹھیے کہ چمن ہرا بھرا ہے / طوطی بلبل کا بولتا ہے
او ٹھیے کہ ہے باب فیض مفتوح / ہے طالب جسم عالم روح
او ٹھیے کہ نگاہ چشم تنزیہ / ہے منتظر جمال تشبیہ
اے محمل شوق منزل ذوق / اے شاہد ذوق محمل شوق
ای ہمت طالبان مطلوب / ای جان حبیب و شان محبوب
تھی دل سے تجھے طلب خدا کی / ہر لحظہ تھی یاد کبریا کی

اب اوسکی طلب کا ہے تقاضا | ہے یاد مین تیری حق تعالیٰ
دیکھو اوٹھو کے بہار منزل صدر | اے امشب وے ہر شبہت شب قدر
کر سیر مقام قدس کی آج | ای امشب و ہر شب تو معراج
عرش آپ کا منتظر ہے چلیے | خاطر کو سنبھالیے سنبھلیے
پا کر یہ اشارۂ کرامت | کی شوق نے شورش قیامت
سینے سے جگر چلا نکل کر | شادی سے ہزار ہا تھا اوچھل کر
فرحت سے ہوا یہ قلب بیتاب | آئینہ دکھا رہا تھا سیماب
پہونچا دل بیقرار سرور | سو بار زمین سے آسمان پر

تشریف آوری بیت اللہ

اوٹھ کر وہ خدا کا آرزو مند | لب تشنۂ شربت شکر خند
آیا پے آبروے کعبہ | مانند خلیل سوے کعبہ
محبوب خدا سے بحر و بر کا | مہمان ہوا خدا کے گھر کا
اوس گھر مین یہ تھا خوشی کا عالم | ڈر تھا کہ اوبل نجاے زمزم
کعبہ نکرے طواف اپنا | ہو قبلہ نما کہین نہ قبلا
پانون پہ بتان سر کشیدہ | گر پڑ کے منھون خدا رسیدہ
ہلا سہلا کہا حرم نے | لبیک حریم محترم نے
محراب جھکی سر ادب سے | منبر نے قدم لیے نبی کے
آیا جو کرم پہ عشق بیباک | سینہ کیا شق جگر کیا چاک
بھڑکا دیے اور شعلے دل کے | آب زمزم کے دیکے چھینٹے

کی مشق جفا ستم وفا سے — زخمی بھی کیا تو اک ادا سے

لبریز طرب کیا الم سے — نشرح کو ملا دیا الم سے

گوھر کو بنا دیا سمندر — آئینے کو کر دیا سکندر

بھر دی دلِ پاک مین تجلّی — یا کعبۂ دل مین کی سپیدی

خالی اوسے کر کے ماسوا سے — لبریز کیا فقط خدا سے

حق سے رگ و پے کو کر کے معمور — جسم بشری کو کر دیا نور

بندے سے کہا نظر بچا کر — کیا غیر ہے تو خدا خدا کر

وحدت کو کھچا دوئی کا نیرنگ — بیرنگی کی سمت کو چلا رنگ

بسمل ہوئی قلب کی تپش بھی — کوشش کرنے لگی کشش بھی

اعلیٰ کی طرف ہوا ارادہ — کعبے نے کہا خدا کو سونپا

باعزت و شان و جاہ و تمکین — آیا بالائے خانۂ زین

حضرت کی رکاب مین قدم تھے — یا طاق مین رکھے گل کے دستے

اللہ وہ راہوار چالاک — اور پشت پہ شہسوار لولاک

یہ شان کبھی سنی نہ دیکھی — افلاک کی ہفت پشت نے بھی

لی باگ تو اشہب سبک گام — تھا صبح بہار کشورِ شام

مسجد اقصیٰ

پیش نظر جناب عالی — بیت المقدس کا باب عالی

وہ سرورِ انبیائے پیشین — وہ باعث فخر شرع و آئین

مسجد کے قریب آ کے اوترا — آداب سے سر جھکا کے اترا

اک ہاتفِ غیب دے ان خبر دہ
ہر شے تھی وہان کی حیرت افزا
گوشے گوشے مین روح واصل
ظلمت کے غبار سے نمایان
شانِ لبِ بام سے ہویدا
دیوار مین خامشی کا عالم
داؤد کے نغمہ ہاے دلبند
سلطان عرب کے مژدہ گویان
مرفوع ہیمبر دن کو رایات
ہر تختے مین تھے ہزار تھالے
دو مرجعِ کائنات باہم
قبلے نے درود کی ندا دی
مینار اوٹھے برائے تعظیم
منبر نے پڑھا ادب سے گویا
آنکھون کو بچھائے تھا مصلا
از راہ کمال مہربانی
رکھو کر سے وشیر کو مقابل
اک رنگ مین لالہ ایک نسرین
گلگون مے ناب مہر پیکر

اَسْریٰ سُبْحَانَہٗ بِعَبْدِہٖ
اللہ کے گھر مین تھی کمی کیا
پہلو پہلو مین قلب شاغل
گرد رہِ لشکرِ سلیمان
جان بخشی حضرتِ مسیحا
آثار قبول صوم مریم
کھائے دمِ عیسوی کی سوگند
انجیل و زبور اوٹھائے قرآن
یا سورۂ انبیا کے آیات
اک شجرۂ طور کی قلم کے
دہ قبلہ کعبہ دو عالم
کعبے نے نماز شکر ادا کی
محراب جھکی بقصد تسلیم
شاہنشہِ انبیا کا خطبا
سایہ کیے گنبدِ معلا
اوس گھر سے ہوئی یہ میہمانی
اوس صاحب ذوق کا لیا دل
اک ذوق مین تلخ ایک شیرین
کہسار طرب کے لعل احمر

اک سیر طراوتِ نفس کی | یا روح کھچی ہوئی ہوس کی
دو شیر لطیف ماہ تابان | شیرینیِ درد کاہشِ جان
جان بخشیِ دورِ عالمِ عشق | بالائی اک آمدِ غمِ عشق
کی رغبتِ قلب نے جو تاثیر | مقبولِ بشیر ہو گیا شیر
عکسِ لبِ جان فزا لبن مین | ہمرنگ عقیق تھا یمن مین
چرکا سرِ مے پہ تیغ[2] نے کا | انگور کے زخم پر نمک تھا
پیکر وہ سفیر صبح پیکر | خورشید رواں ہوا فلک پر
تنہائی کا قافلہ رواں تھا | تجرید کا ساتھ کارواں تھا
گلگون بہار تھا وہ شبدیز | مانند دمِ نسیم گلریز
پہونچی جو ہوا سے دامنِ پاک | کھلنے لگے غنچہ ہائے افلاک

سیرِ فلکِ اول

تیتلی سے سمندِ بادپا کی | جا کر چشمِ قمر مین جا کی
وہ خطبۂ منبرِ خلافت | آئینۂ جوہرِ شرافت
جسکا کہ ارم ہے تختِ طاؤس | افلاک و نجوم شمع و فانوس
خلقت ہوئی جسکے جان و دل سے | جس طرح بشر کی آب و گل سے
ہمرتبۂ صفی باصفا کا | مصداقِ خطابِ مصطفیٰ کا
وہ روزِ ازل کا سعدِ اکبر | وہ اولِ ما خلق کا مظہر
وہ سطرِ اخیر صفحۂ راز | وہ مطلعِ اولین آغاز
وہ آخرِ انبیائے مرسل | جسکا ثانی نہین وہ اول

[1] ان چار شعروں کا یہ مطلب ہو کہ ہوس و عشق پیش کیے گو عشق اختیار کیا ۱۲ [2] تیغ نے سے مراد دشنۂ انکار ہی یعنے کو چر کا انکار کا دیا تو انگور یعنے مادہ شراب کے زخم پر نمک چھڑکا ۱۲

تنزیہ کا لطف پانے والا
شان وحدت دکھانے والا

پہونچا کیے طے زمین کا دفتر
مثل الف اول آسمان پر

آیا جو نظر وہ فخر عالم
آدم نے کہا کہ خیر مقدم

فرخندہ پسر ملا پدر سے
خیر البشر اول البشر سے

پہلے پہل آسمان کو دیکھا
ارواح فرشتگان کو دیکھا

پہونچے قدم سعید سرور
تھا پامال منزل ذاکب پر

پامال طبیعت روان کی
گویا تھی زمین[له] آسمان کی

فلک دوم

پھر وہ سبب ظہور ایمان
ظلمات جہان مین آب حیوان

جسکے شہدا کا واپسین دم
صبح انفاس ابن مریم

جسکا کرم آیت شفا ہے
بیمار کے درد کی دوا ہے

ہے جسکی اذان صبحگاہی
احیاے شریعت الٰہی

وہ گوہر آب زندگانی
جسکا اول نہین وہ ثانی

شان احد احمد مکرم
شاہنشہ کشور دو عالم

پھیلی ہوئی جسکی چاندنی ہے
دن دونی ہی رات چوگنی ہے

یکتائی کا رنگ لانے والا
نیرنگ دوئی مٹانے والا

پہونچا بکمال شادمانی
تا دائرہ سپہر ثانی

رونق ہوئی کشور فلک مین
جان آگئی پیکر فلک مین

یکجان و دو تن ہوئے نمایان
تیجے کو لیے مسیح دوران

[له] زمین مخروطی کا پامال ہونا اصطلاح منجمین سے ہے ۱۲

تاجِ سراِ نبیاء کے گوہر
آئینۂ حق نما کے جوہر

بچے نے صدا سے مرجادی
انفاسِ مسیح نے جلادی

تھا منشیِ چرخ لو لگائے
خامہ کی طرح سے سر جھکائے

زندہ ہوئیں صورتیں رستم کی
اور روح پھڑک گئی قلم کی

فلکِ سوم

پھر وہ شرف ستارۂ حسن
زیبِ رخِ ماہ پارۂ حسن

ہے جسکی حسین و پاک صورت
اک نسخۂ گلستانِ قدرت

جسپر ہے فدا چمن میں سنبل
گلزار میں گل قفس میں بلبل

ہے جسکی بہارِ رخ کی تمہید
اوراقِ سمن برگ ہائے مولید

وہ واسطۂ قدیم و حادث
سعدینِ فلک نشین کا ثالث

وہ چشم و چراغ آدم و نوح
سرو چمن مثلثِ روح

توحید کا تخم بونے والا
تثلیث کا گھر ڈبونے والا

یون گذرا تیسرے فلک پر
جس طرح النظر مین حسن منظر

سراپا

اِس جا ہے سخن کا اور مرجع
مصرع ہی ہر ایک حسن مطلع

کاتب کی چمک رہی ہی تقدیر
آنکھون مین کھچی ہوئی ہی تصویر

نقشے کی ہے وہ لطیف صورت
جس سے کہ ہی اہل دل کو حیرت

صورت کا وہ دلپذیر نقشہ
جس سے ہے ہر آئینے کو سکتہ

سورج کی نہ دو پھر پلٹ جاے
اِسدم مرے سامنے سے ہٹ جاے

گر بدر کہین ادھر او دھر ہو — کہدو مرے شہر سے بدر ہو

حقا کہ وہ جسم سر سے تا پا — ہے شاہد غیب کا سراپا

دیکھا ہے خدا نے اپنا عالم — آئینہ بنا کے قد آدم

کھینچی بکمال حسن تدبیر — نقاش ازل نے اپنی تصویر

رخ مین صفت جمال دی ہی — صورت مین جان ڈالدی ہی

ابرو پہ جبین مہ شمائل — رکھی ہوئی رحل پر حمائل

پیشانی ہے جزو مصحف رو — اس پارے کے دو رکوع ابرو

واللیل کا ترجما ہے گیسو — تفسیر اذا سجے ہے گیسو

آنکھون سے لکھون صفت وہ آنکھین — مالا عین رأت وہ آنکھین

بیداری بخت چشم ایجاد — سیپارۂ رخ کے سورۂ صاد

خلوت گہ کبریا کو دیکھا — آنکھون کی قسم خدا کو دیکھا

بینی سے بلند اختر حسن — معراج پہ ہی پیمبر حسن

اسرار وہن ہین وحی منزل — اور حامل وحی ریش مرسل

احباب مین لب مسیح تقریر — اعدا مین لیے کلیم شمشیر

کیا ذکر تبسم ہنسی ہے — گل کی گلشن مین جو ہنسی ہے

کانون کی سنی ہے کیا روایت — جو سر وہی قطب کی ولایت

جوہر کا بھرا ہوا خزینہ — آئینۂ بے مثال سینہ

اسرار نہ آسمان نظر مین — ڈوبے ہوئے ہفت بحر بر مین

اوس گردن صاف کی بلندی — تکبیر فریضہ سحر کی

[illegible] مناسب — روزی مین اذان وقت مغرب
دیکھی [illegible] فلک مین یا زمین مین — ہاتھ ایسے کسی کے آستین مین
دو انگلیون مین یہ ماہ کا حال — مقراض مین جس طرح مہاجال
کھولے ہوئے شوق عرش عالی[1] — عینین براہ پائمالی
چرچے بھی شیخ و شاب مین ہین — پا ایسے کسی رکاب مین ہین
دیکھی جو وہ صورت دل آرا — ارواح کو دفعتہً غش آیا
حالت ہوئی بیخودی کی طاری — زہرہ کہین بھول اوٹھی ستاری
کہتے تھے ملک سنی نہ دیکھی — صورت ہے کہ قدرت الٰہی
حاضر تھے مہ منیر کنعان — فرزند جوان پیر کنعان
گل جنکے تھے مصر کے چمن مین — کانٹے کنعان کے پیرہن مین
یعقوب تھے جنکے ناز بردار — تھا جنکا دلون مین گرم بازار
آنکھون مین سمائی وہ تجلی — جو خواب مین تھی کبھی نہ دیکھی
یوسف ہوئے جان و دل سے شیدا — منھ دیکھ کے رہ گئی زلیخا

فلک چہارم

پھر وہ خط عفو اہل عصیان — فرزانہ شفیع پیش یزدان
جس سے کہ ہوئی شکست کفار — صحرائے عرب ہی جس سے گلزار
تشریف شرف کی بی کم و کاست — جسکے قد راست پہ ہوئی راست
وہ رونق چارسوئے ایجاد — اعجاز کرامت خداداد
تھے جسکے چہار یار ذیجاہ — منزلگہ لطف و مہر کے ماہ

[1] لفظ عرش معالی مین دو معنی ہین ۱۲

زیبائشِ صدرِ علم و تمکین | آرائشِ چار بالشِ دین
بیکس کی مراد دینے والا | ناچار کی داد دینے والا
ٹھہرا چرخِ چہارمین پر | یا صفحۂ سیم پر خطِ زر
اسرارِ نہان کے لکھنے مین آئین | گو دو نون زبانِ خامہ ملجائین
میدان وہ عجیب روپ مین تھا | خورشید بھی دوڑ دھوپ مین تھا
کی مصحفِ انبیا کی تدریس | تا واذکر فی الکتاب ادریس
یکجا ہوے دو نبی اکرم | مثلِ صفحات خطِ توام
یکرنگی سے مصطفیٰ و ادریس | قدرت کے قلم کی سطرِ تجنیس
ہم وضع دو نقش کلکِ ایجاد | دو قطعے نوشتۂ یک استاد

فلکِ پنجم

پھر وہ گلِ نوبہارِ معنی | وہ گوہرِ شاہوارِ معنی
ہے جسکی زبان مین فصاحت | ہے جسکے کلام مین ملاحت
ہی جسکی شگفتہ رنگ تقریر | مَا یَنطِقُ عَنِ الھَوٰی کی تفسیر
اعجاز اثر بیان شیرین | قرآن کا ورق زبان شیرین
اورنگ نشین عزت و جاہ | زورِ سرِ پنجۂ یداللہ
تکبیر کی جسکے پاس دولت | ہے جسکی نمازِ پنج نوبت
گبران جہان کا آبرو ریز | برہمزنِ پنج گنجِ پرویز
دُرہاے یقین پرونے والا | دل سی شش و پنج کھونے والا
آیا سرِ چرخِ پنجمین پر | یا افسرِ سلطنت پہ گوہر

ہارون سے نہ کہ افصح البیان تھے — گویا کہ کلیم کی زبان تھے
موسیٰ کے وزیر اور برادر — پیغمبر و بازوئے پیمبر
کی نعت ادا بہ خوش بیانی — یا وصف چمن مین گلفشانی
تحریر کیے ہزار دفتر — الواح زبرجد فلک پر
بہرام تھا مُہر خامشی کی — عبری[1] نے یہ کی تمام ترکی

فلک ششم

پھر وہ دُر بے بہائے تکوین — وہ لالہ و لعل کوہ تمکین
جسکی نہین روک لامکان تک — پایاب ہے نیل آسمان تک
ہے دور مین جسکے سحر باطل — افسون ہے اسیر چاہ بابل
آ ہوئے رمیدہ ساحری ہی — اللہ کی گائے سامری ہی
جس سے ہوئی شان کفر نابود — فرعون کوئی بچا نہ نمرود
جسکی شوکت وزیر و شہپر — شمشیر اوسکی قضا کا شہپر
جسکی بخشش کی ڈر سے قارون — پہلے سے ہوا زمین مین مدفون
وہ روز طلوع صبح بینش — صبح ششم روز آفرینش
وہ قبلۂ شش جہات عالم — وہ مرجع کائنات عالم
انداز کرم بتانے والا — شش دانگ جہان لٹانیوالا
گردون ششم پہ چشم بد دور — چمکا مانند شعلۂ طور
جلوے وہ جمال نے دکھائے — موسیٰ وہی آگ لینے آئے
تھا داغ فراق لن ترانی — مسرور وصال من رآنی[2]

[1] عبری — مصرع دوم حضرت ہارون کی زبان عبرانی تھی مطلب یہ کہ بہرام جو کہ فلک سے فلک پنجم ہے اور جسکا عطارد سے تعلق ہوا ہے ۱۲ آسمان سخن تھا ہو نہ سکا
[2] من رآنی — اشارہ ہے حدیث من رآنی فقد رای الحق ۱۲

وہ محوِ کلام ایزدِ پاک　　تھا مہر سکوت ماعرفناک
آتی تھی صدا سے عقلِ اوّل　　دیکھے کوئی نخل طور کا پھل
کیا وادیِ ایمن فلک کی　　تقدیر سے مشتری ہے چمکی

فلک ہفتم

پھر وہ خمِ سجدہ گاہ تسلیم　　محرابِ حریم جاہ و تعظیم
کعبے کا سواد صفحۂ عین　　شنگرفی نسخۂ ذہبین
جسکی آمد کا سنتے ہی غل　　آتشکدے شمع سان ہوے گل
گردن مین بتان بے دہن کی　　پھانسی ہوئی چوٹی برہمن کی
کلیون کی طرح سے اُنکے چھوڑا　　کعبے مین پڑا بتون کا توڑا
طوفان بلا ہے جسکا خنجر　　بھر آذر پرست و آذر
وہ ناظرہ خوان مصحفِ دل　　خضرِ سرِ راہ ہفت منزل
سلطان سریر ہفت کشور　　شمع فانوس ہفت اختر
جمعے کو سعید کرنے والا　　ہر ہفتے مین عید کرنے والا
اوترا سرِ بام چرخ ہفتم　　قربان ہوے ہر قدم پہ انجم
تھین منتظرِ جناب اطہر　　عینین خلیل ابن آذر
کرتا تھا جو صرف میہمانی　　خوان یغما سے من عصانی
دیوان ازل کا مطلع نور　　برجستہ ردیف بیت معمور
اک بزم کے تھے چراغ دونون　　ملکر ہوے باغ باغ دونون
ہندو سے فلک بتون سے بیزار　　منت سے نجات کا طلبگار

بیت المعمور

اوس بیت مین پھر وہ سرو موزون — آیا مانند تازہ مضمون
قبلہ تھا خدا کے سب گھرونکا — یا صدر تمام دفترون کا
جلتے تھے وہان فرشتونکے پر — گرتے تھے ملک سر ملک پر
گنجایش غیر حق سے معذور — مالک سے تمام خانہ معمور
نیرنگ خیال قدسیان کا — یا رنگ محل نُہ آسمان کا
آگے جو بڑھا وہ صاحبِ دل — حیرت سے کے تھے آئے مقابل

بہشت و دوزخ

ہر شے تصویر بزم تنزیہ — آئینہ حیرت اوسکی تشبیہ
سب عالمِ غیب کے کرشمے — سرِّ ملکوت کے معمے
باغ لاہوت کے کھلے رنگ — قدرت کے عیان طلسم نیرنگ
خورشید جمال کے ستارے — یاقوت جلال کے شرارے
ٹھہری جو اوتر کے پل سواری — مالک نے ادب سے بندگی کی
پاکر خبر بہار مقدم — گل ہو گئی آتش جہنم
تھا خوف کہ ہو نجائے برباد — دوزخ مثل بہشت شدّاد
رحمت کی سحر ہوئی نمودار — ہو کیون نہ سقر سفر پہ تیار
شعلے کی شرارتین تھین فی النار — خاموش تھا صورت گنہگار
پھر وہ گلِ گلستان تنزیہ — وہ باعثِ خلق دہر و مافیہ
مانند بہار فرحت انگیز — جنت کی طرف ہوا جلو ریز

جسکا ہی لقب میان جمہور — نور افشان باغ عالم نور

کیا کیجے بیان صفت فضا کی — پھلواری جناب کبریا کی

سرّ صل علےٰ گل تر — رمز بلغ العلےٰ صنوبر

مے وہ کہ ہنگ چشم مخمور — اپنے نشئے مین آپ ہی چور

نے وہ کہ ہے جسکا زمزمہ لا — ہم معنی لا الہ الا

یک سینۂ عندلیب و صد گل — یک سایۂ گل ہزار بلبل

تار رگ گل ہزار دستان — از بر کیے بلبلین گلستان

رخ حسن عمل کا حور و غلمان — چشم نگہ قبول رضوان

دریا سے کرم سمٹ کے کوثر — رحمت محدود ہو کے ساغر

خوش ہو کے قضا بہشت پیرا — تقدیر نہال ہو کے طوبا

ہر شاخ رہ خدا کی مشعل — ہر پھول نہال شوق کا پھل

ہر چشمہ نیاز کا کرشمہ — یا دیدۂ منتظر کا چشمہ

تھا نوک زبان حال رضوان — دیباچۂ منت گلستان

اللہ رے یہ مرا مقدر — رکھ اپنے قدم مری جبین پر

امت سے بھی اسقدر ہوا شاد — آکر کرین میرے گھر کو آباد

ہین سب بد و نیک مجکو محبوب — بی قید وہ یوسف اور مین یعقوب

اچھے ہون اگر قصور میرے — عاصی کے قصور سے بدلیے

ہو مشک خطا مری (جمع قصر ۱۲) ختن مین — یا نا فرمان ہو اس چمن مین

کیجے نہ مجھے قبل حشر رسوا — ہے مجکو یہ مدتون سے کھٹکا

اوسدن عجب اضطراب ہوگا ہنگامۂ بے حساب ہوگا
مجنون کوئی رہ نجاے بن مین بیخود کوئی وادیٔ قرن مین
غافل کوئی حشر مین نہ کھو جاے محسن کسی سایے مین نہ سو جاے
اے صدر نشین یوم موعود اے بادشہ مقام محمود
بدلا مری آرزو کرم سے ہی میری بہشت تیرے دم سے
القصہ سمجھ کے جزو کل کو اور دیکھ کے وانکے خار و گل کو

عرش و کرسی

اور آگے بڑھا وہ طالب رب کہتا ہوا آدم بمطلب
طوبےٰ سے رکھا قدم جو آگے جبریل و براق دونون ٹھہرے
رفرف پہ چڑھا وہ صاحب قدر جس طرح کمال پر سر بدر
کرسی پہ بٹھا کے نقش مقصود آیا سو عرش پاک معبود
سب سر د قدان عرش اعظم تعظیم کو اوٹھے قدِ آدم

مقام اعلی

زیر قدم جناب والا اعلےٰ سے تھا جو مقام اعلےٰ
دلکی تک و دو تھی دم سے آگے سر چار قدم قدم سے آگے
آئینہ روے ذات عالی اقلیم صفات بیمثالی
چمکا ہوا ایمن تجلی پھیلا ہوا دامن تجلی
وحدت کا کھلا ہوا وہ ناکا جسمین نہین دخل ماسوا کا
وارفتہ خیال جست و جو کے چھاپے لیے خون آرزو کے

امید کے تہ نشین سفینے ٹوٹے ہوئے حوصلے کے زینے

نکلی ہوئین ہمتون کی جانین اوتری ہوئین چلّے سے کمانین

بھولے ہوئے راہ کے مسافر ارکان رباعی عناصر

افتادۂ خاک بحر و ساحل درماندۂ راہ خضر و منزل

طاؤس سپہر بال بستہ عنقاے نجوم پر شکستہ

جھیلی ہوئی دورباش ادب کی طوبیٰ و بہشت و عرش و کرسی

جانیکا نہ لے سکین ملک نام روحونکا پہونچ سکے نہ پیغام

تاثیر دعا کی در سے محروم کوشش شرف اثر سے محروم

انسانکی وہان تھی کب رسائی آنکھون مین کشش بٹھا کے لائی

وہ مردم چشم دین و ایمان کحل البصر وجوب و امکان

ایمان کا رنگ روے تصدیق نخل چمن مجاز و تحقیق

وہ مرجع کار و کارسازی وہ سرّ نیاز و بے نیازی

آنکھون کو تلاش جلوۂ رب کانون مین صداے نحن اقرب

آیا سوے بزم لی مع اللہ آئینے مین جیسے پرتو ماہ

پہونچا وہ وہان جہان نہ پہونچے جبرئیل کی عقل کے فرشتے

نزدیک خدا حضور پہونچے اللہ اللہ دور پہونچے

لرزے مین تمام دست و پا تھے انداز جلال کبریا تھے

بے سایہ قد رسول باری تھا سایۂ نخل خاکساری

سجدے کے لیے جھکا ہوا تھا سر عرش پہ اور زمین پہ ماتھا

ہر لحظہ زبان پر مناجات ہر لمحہ لبون پر التحیات

خالق سے نگاہ پاک محرم چھوٹی ہوئی عینکِ دو عالم

تپلی مین جما جمال دلخواہ جس طرح چنے پہ قل ہو اللہ

خاموشیِ عشق سرمہ پیکر آوازۂ حسن شورِ محشر

مواجے بحر جا نگدازی سیرابیِ باغ دلنوازی

وحدت کی چھپے ہوئے تھے اورنگ کثرت کے مٹے ہوئے تھے نیرنگ

تھی اوج پہ شان مصطفائی دکھلاتی تھی بندگی خدائی

وحدت کی ہوئی دوئی مین آمد مانند احد میان احمد

دامن مین چھپائے غیر کو عین واحد تھا نقاب روے اثنین

عینیتِ غیر رب کو رب سے غیریت عین کو عرب سے

ذاتِ احمد تھی یا خدا تھا سایہ کیا جسم تک جدا تھا

خالق کی صفت ہے ذات والا وہ شعلۂ طور یہ اوجالا

کیا ہو گئے حد سے بڑھنے والے سجدے مین درود پڑھنے والے

عرفان کے مقام کی کرین سیر دیکھین کہ صفت ہے عین یا غیر

کافی ہے اسیقدر بیان بس بس اے مری طبع نکتہ دان بس

لازم ہے ادب سے وہ خموشی جو مُہر ہو میرے خاتمہ کی

خاتمہ ومناجات

اِسوقت اوٹھا ہوا ہے پردا سوقع ہے رسائی دعا کا

کر عرض ادب سے سر جھکا کر تا پایۂ عرش ہاتھ اوٹھا کر

اے پرتو مہر لا یزالی
بے مثل مثال بے مثالی

شمع حرم خدا نمائی
قندیل حریم کبریائی

جس طرح ملا تو اپنے رب سے
انداز سے شوق سے ادب سے

یون ہی ترے عاصیان مجبور
اک دن ہون ترے لقا سے مسرور

صدقے مین ترے یہ آرزو ہے
دم مین رہ آخرت کرین طے

ہو حشر کا دن خوشی کی تمہید
جس طرح سے صبح صادق عید

یون سر پہ ہو مہر آتشین خو
ٹوپی مین کسی کی جیسے جگنو

دشمن پہ کڑی ہو پہلی منزل
مین سوؤن لحد مین ہو کے غافل

گذرے مری نعت کے سخن مین
رکھی ہو یہ مثنوی کفن مین

پردہ رہے نامۂ عمل کا
کھل جاے نہ قبر مین لفافا

اوس دم کھلے چشم آرزومند
جب دفتر حشر ہو چکے بند

جلدی کرے شوق قلب مضطر
کھل جائین مرے براق کے پر

اس تیزی سے آئے وہ سبک بال
پیچھے رہین کاتبان اعمال

پہونچے مرا باد پا ارم تک
پہونچا دے مجھے ترے قدم تک

رہ جائین نہ میرے دل کے ارمان
مشکل سے نہ مشکلین ہون آسان

شامت سے نہ پایمال ہو جاے
سبزہ جو اوگے نہال ہو جاے

پھولے پھلے گلشن تمنا
عقبیٰ مری پھل ہو پھول دنیا

یان شوق و خلوص التجا ہو
وان مین ہون آپ ہون خدا ہو

تمام شد

قطعۂ تاریخ طبعزاد ہیچمدان محمد مرزا جان متخلص بہ محمود

اولاً حمد خدائے پاک ہے
حال ہی یہ رقم معراج کا
سننے والوں کا وظیفہ ہی درود

بعدہ نعت شہ لولاک ہے
عرش کرسی سیر افلاک ہے
واہ کیا اچھا کلام پاک ہے
اسکی یوں تاریخ راقم نے کہی

ہیں محمد محسن عالیجناب
مثنوی ایسی کہی باغ و بہار
ہے کل تفسیر آیات و حدیث
ترجمہ کیا اس حدیث پاک ہے

جنکی یہ محمود نظم پاک ہے
گل خجالت سے گریبان چاک ہے
دیکھ لے جو صاحب ادراک ہے

قطعات تاریخ ختم و طبع نتیجۂ فکر رسا و طبع عرش پیمائے شمع انجمن سخن مولوی محمد حسن صاحب احسن صدر الصدور لکھیم پور ضلع کھیری صوبۂ اودھ برادر خرد جناب مصنف ظلہما

محسن کہ بہار لفظ و معنی
آئینۂ فکر کش صفا خیز
بر ہر رقم خامۂ بنازش
در وصف بہار گر سخن گفت
بر دوخت پی دعا اگر دست
اولی بہر بعد او ز ہر قبل
تا عرش برین عروج الفاظ

در گلشن طبع اوست گلچین
نیرنگ خیال حیرت آئین
صد بار ادب نمود تحسین
از شاخ قلم فشاند نسرین
شد بر در لب فرشتہ آمین
اعلی دو مینش از نخستین
تا سدرہ بلندی مضامین

با اوج رسا عرش از ثریا
این مثنوی عجیب بنوشت
رنگ شیشۂ گر ز کلک اوریخت
از مدحت انبیا عیان کرد
ترکیب لطیف و طرز نازک
از لفظ فسردہ گفت بر خیز
احسن بنویس بہر تاریخ

بگذشت گداز شمع بالین
در شان عروج سرور دین
ہر نقطہ گرفت شکل پروین
صد معجزہ درنگاہ حق بین
معنی نمکین و لفظ شیرین
از معنی تازہ گفت بنشین
معراج خیال ہای رنگین

۱۳۰۱ھ

ولہ

آن تازہ نمائے طرز کہن اُستاد و بیاد ر محسن من
تا چرخ ترقی رفعت او تا مہر تجلی فطرت او
در جستن معنے ہائے بعید آغاز طلب انجام طلب
بنوشت رسالۂ ہوش ربا در ذکر معارج خیر الورا
مضمون حدیث متواتر بنمود بصدق بیان ظاہر
ہر بیت خلاصۂ بیت ارم ہر نکتہ شگوفۂ شاخ قلم
تاریخ لطیف و مدیحہ احسن خوش گفت فرشتۂ فکرت من

او صاف خارج حد سخن الطاف بیرون ز اندازِ خیال
تا سدرہ بلندی فکرت او تا عرش بریں تک تاز خیال
در بستن مضمون ہائے جدید انجام خیال آغاز خیال
ہر لفظ کرامت قسم رسا ہر معنے لو اعجاز خیال
ہر خار و خس چمن خاطر بر داشت صفا پرداز خیال
ہر حرف سعادت بخت رقم ہر مضمون مایۂ ناز خیال
معراج ہمیر پاک سخن معراج فلک پرواز خیال

۱۳۰۱ھ ۱۳۰۱ھ

ولہ

این نظم عجیب سربسر اعجاز است — نیرنگ طبیعت بعنایت ورازیست
گویند کہ لاجواب تاریخ لطیف — معراج خیال لامکان پرواز است
۱۳۰۱ھ

قطعۂ تاریخ نتیجۂ طبع ارجمند و فکر بلند گنجینۂ معانی راز کلید جناب مولوی رشید الدین صاحب رشید خلف حافظ رحیم الدین صاحب رئیس کاکوری

حقا کہ فروغ طبع محسن — پیدا ہی اختر فن ہے
صفحے پہ ہر ایک سطر رنگین — گیسو سے معنبر سخن ہے
موزونی شاہد معانی — آرائش زیور سخن ہے
ہر رنگ میں ہر خیال نازک — شاہنشہ کشور سخن ہے

یہ مثنوی چراغ کعبہ — اک شمع منور سخن ہے
بحر اوسکی وہ شوخ ہے کہ جسکو — زیبا ہی دلبر سخن ہے
دیکھ اسکو رشید چشم دل سے — یہ چشمۂ کوثر سخن ہے
انصاف کے ساتھ غور کیجئے — نسخہ نہیں دفتر سخن ہے

آداب کے ساتھ لکھیے تاریخ — معراج پیمبر سخن ہے

تاریخ طبعزاد جناب شیخ غلام احمد صاحب سیفی رئیس اعظم بمبئی محلہ نظام پورہ

استاد مرے جناب محسن — کچھ آپکا طرز ہی جدا ہے
واللہ یہ سخن ہی یا کرامات — اعجاز طبیعت رسا ہے
ہر بیت مین نور کا ہی مضمون — کعبے مین چراغ رکھ دیا ہی
ثانی سے جو خوبتر ہی اول — پہلے سے شگفتہ دوسرا ہی
سیفی کو ہوا خیال تاریخ — کیا اسکا بلند حوصلا ہے

خامے سے حضور کے جو ٹپکا — طوبی مین نیا شگوفہ کھلا ہی
الفاظ شگفتہ کے چمن مین — طوطی معنی کا بولتا ہی
ہر طرز مین اک نیا تکلف — ہر رنگ مین اک نیا مزا ہی
ہر ایک دقیقہ منتخب ہے — جو قافیہ ہی ڈھلا ہوا ہی
ہاتف نے کہا بہت ادب سے — یہ نعت رسول مجتبے ہی
۱۳۰۱ھ

ولہ

مرے استاد محسن نے لکھی یہ مثنوی سیفی — کہ جسکا دلنشین انداز و دلکش طرز رنگین ہی
گئے عرش برین تک جبکہ مضمون بلند اوسکے — سروش غیب بولا وہ کہ معراج المضامین ہی
۱۳۰۱ھ

قطعۂ تاریخ طبعزاد منشی خورشید حسن صاحب طپش اسسٹنٹ سکرٹری انجمن اسلام بمبئی

بارک اللہ چڑھ گیا کس اوج پر نجم سخن — قطرے قطرے میں ہے سیر بحر قلزم مواج کی
دور ہو پہنچا ہے ستارہ رفعت معنی کا آج — بادشاہ نظم کو حاجت ہے تخت و تاج کی
خامۂ محسن نے صفحے پر جڑے ہین جو نشان — لعل کی یاقوت کی الماس کی پکھراج کی
اے طپش یہ مصرع برجستہ لکھا تاریخ مین — مثنوی یا ادب حال شب معراج کی

سنہ ۱۳۰۱ ہجری

سراپای رسول اکرم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حلیہ اشرف نسل آدم صلی اللہ علیہ وسلم

الحمد شب غم نے اوٹھایا بستر
مژدہ اے دل کہ ہوا نور خدا پیش نظر
مرحبا طالع بیدار مبارک ہو سحر
بارک اللہ طبیعت کا ہی رنگ دیگر
اگر [illegible] ماہی
سجدہ کرتی ہین ملائک مرا دیوانہ ہی

لامکان تک یہ جاتی ہی مجھے طبع رسا
ہو رہا ہی صف ارواح مین پھر چرچا
بڑھ گیا عرش کی پائے سے سخن کا پایا
خیر مقدم کی چلی آتی ہی ہر سو سے صدا
بزم قدسی کا بلایا ہوا مہمان ہون مین
ملک آنکھون پہ بٹھاتے ہین وہ انسان ہون مین

آج کس وجہ سے خدام سخن آتے ہین
تنگی بزم جہان دیکھ کے گھبراتے ہین
مسندین عرش کی محفل مین بچھا جاتے ہین
گاؤ تکیہ کرۂ ارض کا ڈھولاتے ہین
جشن کا روز ہی یعنی کہ شہ اقدس کا
ابر او سجا کر خیمۂ فلک اطلس کا

ہم دکھاتی ہین طبیعت سی تماشے کتنے
حل کیے غنچۂ خورشید سے نکتے کتنے
عالم نور مین چھوٹے ہین شوشے کتنے
عقد پروین سے لکھے ہین معمے کتنے
سادہ کاغذ ورق مہر درخشان ہی آج
دست پر نور عطارد مین قلمدان ہی آج

یون خرامندہ بشوخی ہی قلم رعنا پہ
بال پروانہ ہی چٹکیون مین اوڑتا ہی
موج ہو جس سے خجل غرق دریا ہی
آہو شوخ ہی گیا کبک خرامان کیا ہی
کوئی شاخ آہوونکی جلوہ گہ بین تو نہین
کوئی سرخاب کلہ پر کبک دری مین تو نہین

رنگ گلزار معانی کا عجب عالم ہے — غنچے کو دیکھیے تو صبح کا بھرتا دم ہے
ہر رگ گل چاند کے ٹکڑے سے بھلا کیا کم ہے — سرو رعنا نہیں آئینہ قد آدم ہے

ہر شجر شمع تجلی ہے لگن تھالے ہیں — نام ظلمت نہیں لالے کی بہیالن ہین

سطر سنبل گل تر حرف ہے غنچہ نقطا — کاغذ مشق ہے اک سیر چمن کا تختا
طوطی بولا مرے خامے کا میان شعرا — کیون نہو آج میں لکھتا ہون سراپا کسکا

جسکو گلدستۂ باغ ابدیت کہیے — خندۂ صبح بہار احدیت کہیے

گیسوے حور قلم ہو کے بنے خامۂ مو — کہ ہون آراستہ تصویر سخن کے گیسو
کہو رضوان سے کہ لا دے مجھے شاخ شبو — کہ شب فکر مین ہو نکہت مشکین ہر سو

منشی دفتر اعلیٰ کا کرم کافی ہے — مشق کرنے کو مری لوح و قلم کافی ہے

روشنائی کی یہ ترکیب ہے شمع بے دود — جسکی ترکیب کو جبریل امین ہین موجود
گوند ہو شجرۂ طوبیٰ کا بقدر مقصود — پانی لین چشمۂ کوثر سے مگر پڑھ کے درود

صورت دیدۂ موسیٰ ہو پر انوار بھرل اللہ — شمع سے طور معلّیٰ کی اڑائین کاجل

رنگ شنجرف کا بھی اب کوئی سامان کیجے — لالہ زار اپنے سخن کا چمنستان کیجے
خضر کو سالک آب رنگ مرجان کیجے — لعل کے واسطے تسخیر بدخشان کیجے

وقت ہے برہمی انجمن گردون کا — کہ شفق پر بھی ارادہ ہے مرے خون کا

اور کاغذ کا تو ہم نے عجب انداز کیا — پردۂ چشم کو قرطاس خدا ساز کیا
کھینچی تصویر اوسے جلوہ گہ ناز کیا — چوم لون ہاتھ مین اپنے عجب اعجاز کیا

شعلۂ طور کا غذ پہ کھچا نقشا ہے — خاکہ انگارہ کف دست ید بیضا ہے

کیون نہ سو جان سے ہو گلزار بہار معنی — محو رنگینی تصویر سراپائے نبی

یہ وہ صورت ہی کہ دیکھی نہ سُنی ایسی کبھی
تھی یہی شکل مقدس کہ ازل مین جو کھچی
ناز سے خامۂ قدرت نے کہا واہ رے مین
بول اُٹھا عارض پُر نور کہ اللہ رے مین

کیسی تصویر کہ ہے صبح بہارِ امکان
کیسی تصویر کہ ہی آئنہ پرواز جہان
کیسی تصویر کہ ہی لوح و قلم نور افشان
کیسی تصویر کہ ہی کلک مصور نازان
کیسی تصویر کہ سب صل علیٰ کہتے ہین
کیسی تصویر کہ سب جل و علا کہتے ہین

کیسی تصویر جسے کھینچ کے نقاش ازل
خود لگا کہنے کہ ہر صف مین ہی تو افضل
تیری صورت سے کھلے معنی ما قل و دل
انبیا شرح مفصل ہین تو متن مجمل
تو ہی خورشید ترے سامنے انجم ہین نبیؑ
تو ہی شمسیہ تصور مین تو سب ہین قطبی

تو ہی داؤدِ نغم تو ہے سلیمان خاتم
فکر یحییٰ ہے تو ذکر زکریا ہردم
طلعت خاص خلیل و برکات آدمؑ
شکر یعقوبؑ و صبر دلِ ایوبؑ بہم
حسنِ یوسفؑ دم عیسیٰؑ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

بولے جبریل کہ تجھ پر ہوئی ختم تکمیل
آدمؑ و نوحؑ کے بخشے تجھے اوصاف جمیل
خضرؑ و الیاسؑ کا رتبہ شرفِ اسمٰعیلؑ
اور سوا اسکے بھی ہی سرو قد باغ خلیل
حسنِ یوسفؑ دم عیسیٰؑ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

وہین پکارا کہ مرے گھر کا اوجالا کر دے
طالعِ خفتہ کو تو چشم زلیخا کر دے
مثل مردے کے پڑا ہون مجھے زندہ کر دے
دستگیری مری فرمائے مجھے برپا کر دے
حسنِ یوسفؑ دم عیسیٰؑ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

کوین چاہ کا کرون کنعانکے تو سودا ہی مجھے
طور پر جاؤن تو ناحق کا بھٹکنا ہے مجھے
خبط ہی گر سرِ اعجاز مسیحا ہی مجھے
سچ تو یہ ہی کہ ترے گھر مین کمی کیا ہی مجھے

لیی امت کی گناه آپ نے اپنی سرپر
بخشش حق ہو نہ ہمپر متوجہ کیونکر
دن گنے جاتے ہین کب روز شمار آئے نظر
زلف شکین کو دکھا کر جو کہین پیغمبر
ہان چلو حشر کے بازار کا سودا دیکھو
نقد سرمایۂ امت کا سیاہا دیکھو

سایہ ہی فرق ہمایون پہ جناب حق کا
پر و بال افسر شہپر نہین کھولے ہی ہما
عالم غیب کا سردار ہوا جلوہ نما
نہین سرکار یہ سلطان حبش کی حاشا
کشور کاکل پرپیچ و خم سر یہ ہے
نہ ختن ہے نہ خطا ہی نہ یہ عنبر سر ہے

خوشنویس ازلی کا ہی وہ پرزور قلم
کہ ہر اک حرف ہے اوسکا سند مستحکم
اہل ایمان کے لیی موی سر شاہ امم
خط گلزار مین ہی سر خط گلزار ارم
کوچۂ خلد نظر آنے لگا دنیا مین
خوب فردوسیہ لکھا ہی خط طغرا مین

رخ پر نور کا ہی کاکل شبگون سے ظہور
دیکھ لو دامن موسیٰ کے تلے شعلۂ طور
سنبلے مین ہی عیان جلوۂ ماہ پر نور
ابر رحمت مین ہی خورشید قیامت مستور
شب معراج مین ہی شمع تجلی روشن
لیلۃ القدر مین ہی نور الٰہی روشن

وصف پیشانی مین ہوتا ہی قلم سر بزمین
لوح بسم اللہ ابرو جسے کہیے بیقین
مصحف گل ہی رخ خاتمۂ نسخۂ دین
سورۂ فاتحۂ مصحف گل ہی وہ جبین
گلشن عالم میں یہ رخ زیبا ہے
اوس گلستان مقدس کا یہ دیباچا ہی

ہین دو ابروی سیہ زیب جبین انور
طاق یا خانۂ خورشید کی آتے ہین نظر
نقشہ ابرو کا دکھائے جو عطارد لکھکر
مہ نو تیغ سے مریخ کی ہو دو پیکر
خواب مین بھی جو وہ زہرہ جبین پیش آئے
مشتری طالع کنعان کی زحل ہو جائے

دیکھو ہم پہلوِ پیشانی انور ابرو
ہین اسی آئنہ صاف کے جوہر ابرو

ابروے دم خنجر ہین مقرر ابرو
موج دریاے شجاعت ہین سراسر ابرو

معرکۂ کابل مین ہمہ تنوکی یہ تصویرین ہین
یا کھچی معرکۂ بدر مین شمشیرین ہین

ایک رگ مخفی ہی مابین دو ابروے سیاہ
گرنظر آتی ہی وقت غضب شاہنشاہ

طرفہ تشبیہ یہ سوجھی ہی سخندانکی نگاہ
الف اسم چھپائے ہوی ہے بسم اللہ

لفظ و معنی مین عجب ابرو سے دونکی طاق ہو
الف طاق چھپایا تو عدد طاق ہوے

رگ جو کاٹا ہی تو شاہین ترازو ابرو
مردمک سنگ ہی اور پلہ ہے چشم دلجو

آنکھ پڑ جاے اگر جانب امت سر مو
صاف رکھی ہے میزان قیامت یکسو

آپ پلی یہ ہمارے ہون تو کیا کھٹکا ہی
مردم چشم کہین ہنس کے اسے تولا ہی

طرفہ مضمون ہی مجھے پیش نظر ہو آگاہ
منظر چشم نبی پر بھی ذرا کیجیے نگاہ

ایسی نرگس کہین دیکھی ہی نہ بادام سیاہ
چشم بد دور عجب آنکھ ہے ماشاء اللہ

لاکھ اگر اچھی ہی اچھی کوئی تشبیہ کہے
چشمکین بار سخنگو نظر فیہ کہے

اک نیا نسخہ نکالون دل پر جوہر سے
صفحے پر سیم کے لکھین جسے آب زر سے

پلکین اکسیر کی بوٹی ہین تمنا اکثر سے
بوتہ چشم پہ ہے آنچ رخ انور سے

صدقے اے طالع بیدار ترے سونے کے
ڈھیلے آنکھونکے نہین ڈھلے ہین یہ زر کے

گوش پر تودہ زلف شب آسا مستور
کہین دیکھو کوئی ستے بھی دیکھے تو سحر ہو کافور

رنگ کا اوسکے صبا نے کے چمن مین کور
کہے گل سے کہ ہوا ہو نہ تجھ میری حضور

گوہر وصف سے گر دامن دریا پر ہو
یون صدف سی کہی موتی کہ لب ساحل در ہو

گوش دو سر قطب دو فلک گرچہ یہ تشبیہ ہی تیز
چشم کا ہی یہ اشارہ کہ کرو اس سے گریز

ہی زمین کعبہ ابرو کی بڑی مردم خیز
رخ کے میدان مین ہر اک ذرہ ہی شمس تبریز

گوش و بینی کو یہی دیکھ کے سب کہتے ہین
قطب اور صاحب انفاس یہین رہتے ہین

بینیِ قدس شاہنشہِ عالی منظر
آب آئینہ رخسار کے موجِ انور

خوبروئی کا بلندی پہ ہمایون اختر
یوسفِ حسن کی معراج ہی یا پیش نظر

صفحۂ خد مبارک پہ الف بینی ہے
دیکھنا عارضِ انور کا خدا بینی ہے

صورتِ چشمۂ کوثر ہے لبِ جان پرور
نخل بادام وہ بینی ہے لب کوثر پر

شاخ اوس نخل کی ابروی جناب اطہر
اور اوس شاخ مین عینین مبارک ہین ثمر

دل عارف اوسی کے سائے مین دم لیتا ہی
نور ایمان اسی سائے کے قدم لیتا ہی

چشمۂ مہر سے اس بحر مین آب رونق ہی
صفحۂ ماہ تک انگشت قلم سے شق ہی

وصف رخسار ادا کرنیکا مجھ پر حق ہے
رنگ رخسار سحر سامنے جسکے فق ہی

مطلعِ صبح بیاضی ہے کہ نورانی ہی
حسن مطلع یہ مگر فرد ہے لاثانی ہی

روبرو آئے جو آئینہ تو اک سکتا ہو
شمع کی بھی صورتین اوڑ جائین جو کچھ دعوا ہو

شامت آجائے جو خورشید کو یہ سودا ہو
صبح ہو جائے قمر حسن پہ گر بھولا ہو

حشر برپا ہو جو کنعانی مقابل آئین
چرخ پر سورۂ یوسف کے ملک لیجائین

روبرو جلوۂ خورشید کے سایا کیا ہی
سامنے شمع منور کے اندھیرا کیا ہی

عاقلو غور سے دیکھو کہ یہ نکتا کیا ہے
امّی ہونے مین بھلا آپ کے شبہا کیا ہی

کوئی تدبیر تو پڑھنے کی بجا ہی نہ ہی
نور رخسار سے حرفون مین سیاہی نہ ہی

لب جانبخش کی تشبیہ دم عیسیٰ سے
دی نہ دم دیتے رہے گرچہ مسیحا بھی مجھے

آب حیوان کہا خضر نے گو چھینٹے دیے
اب فقط رہ گئے خورشید کے جھوٹے شوشے

کہون یاقوت تو وہ باتین بہا ن پاتین نہین
لعل سمجھون تو اوسے آنکھین ہی ٹھہراتین نہین

فکر وصفِ درِ دندان مین کٹا سارا دن
جسکی تشبیہ نہو اوسکی صفت کیا ممکن
رات بھر تارے ہی گنتے رہے بیٹھے محسن
یون تو ثابت ہی کہ تارے ہین روشن لیکن
غور سے دیکھیے تو شیشکر چھالی ہین
یا لبِ ساغرِ افلاک کی تھالی ہین

قطرہ جب سائلِ تشبیہ ہوا ابر دُر کر
پانی پانی مین ہوا جوشِ مروت سے مگر
آیا دامن مین لیے گرد یتیمی گوہر
معنی تازہ طبیعت سے کھلے یون دلبر
کہ درین قطرۂ سائل نم لاتنہر نیست
دربے دُرِ یتیم آیۂ لاتقہر نیست

اک تبسم ہے کلیدِ درِ جنت ہی یہان
نامۂ بخشش اُمت ہی جو حضرت کی زبان
ہوے خفا کے دندانہ تشدید عیان
لفظ اللہ سرنامہ ہے سلکِ دندان
نامہ ملفوف لبون مین ہی بطرزِ دلخواہ
ہی لفافے پہ خطِ پشتِ لب انشاء اللہ

اے سخندان کیسے اسرار دہن کیسے بیان
پہونچی ہین حقۂ گوہر کی جگہ تک دندان
ملگیا خاک مین جو چشمۂ آبِ حیوان
درج یاقوت مین ہی آتشِ حسرت کا دھوان
رنگ غنچے کا اوڑا گل کی تعلی چھوٹی
منھ پہ پستے کی ہوائی یہ ہوائی چھوٹی

کوئی کہتا ہے کہ اوسکو شکرستان کہیے
خضرؑ بولے کہ اوسے چشمۂ حیوان کہیے
کوئی کہتا ہی ملاحت کا نمکدان کہیے
اور سلیمان نے کہا خاتمِ یزدان کہیے
ہر جگہ مشتہر اوسکا لقب تازہ کیا
حق تعالی نے اوسے صاحبِ آوازہ کیا

غنچے نے پیش کیے گرچہ ہزارون مضمون
ہین شگافِ قلمِ صنع اوسے کیون نہ کہون
گفتگو امین ہی بولی مری طبع موزون
جس سے ظاہر ہوا سرِ خفی کن فیکون
شعرا نے اوسے کیا جانیے کیا کیا سمجھا
اسم اعظم کا مگر ہمنے معما سمجھا

ریش مرسل کو نبوت کا رسالا کہیے
کشمش خطِ شکستِ دلِ اعدا کہیے

سرِ فرمانِ خدا کا خطِ طغرا کہیے
اسکی رو دارئی اللہ نے بخشا ہمکو

کلکِ تقدیر کا یا خطِ شفیعا کہیے
ہی شفاعت کی سند خطِ شفیعا ہمکو

رُخِ پر نور ہے قرآن کا پہلا نسخا
مشکل از بسکہ تھا مضمونِ دہن کا نکتا
رُخ جو ایمان ہی تو اک جزو ہی یہ ایمان کا

ہاتھ سے اپنے جسے خامۂ مصنف نے لکھا
اسلیے حاشیہ لکھا ہے خطِ رنگین کا
ہی نیا حاشیہ یہ منہیہ ہی قرآن کا

نگرِ پاک الف صاد ہے چشمِ زیبا
چہرے پر ہی خطِ گلزار سے یعنی لکھا
جمع خاطر ہو تو یکجا یہ مضامین کیجیے

لام گیسو ہین سر مو نہین کچھ فرق ذرا
کہ وہ ہی اصل ہے خلقت دین و دنیا
دیکھلین تضمین مین بہت اک نئی تضمین کیجیے

پردۂ کعبہ ہی گیسوی حبیب یزدان
اسمین پاکیزہ مصلا ہے نگہ کا دامان
زیر رخسار مبارک وہ خطِ اشرف لطیف

اور محراب حرم کا ہی اوس ابرو یہ گمان
مردم چشم ہی بیٹھا ہوا اک ناظرہ خوان
رحل ہی جسپہ کھلا رکھا ہی قرآن شریف

لو لگائے ہی یہی روشنی طبع دلا
نہین پروانگی باقی ہے مگر فکر رسا
سرفرازی اسی گردن کو بہت زیبا ہی

شمع کافوری گردن کا دکھائے جلوا
پر یہان جلتے ہین جبریل کو اندیشہ کجا
آتشِ حسن گلوسوز کا یہ شعلا ہی

بارک اللہ وہ گردن ہے کہ فوارۂ نور
کسی محفل کی صراحی کا یہان کیا مذکور
جسکی کیفیت اگر دیدۂ باطن مین آئی

جس سے ڈوبی عرقِ شرم مین ہی شمع طور
بزم تنزیہ کی کیسے اوسے سرجوش سرور
خلد مین شربت دیدار حق اچھی ہو جائے

بال گردن پہ جھک آئے تو ہوا یہ روشن
ہی تجھے کسلیے اے خامۂ ایجاد الجھن

کہ شب فکر مین افروختہ ہے شمع سخن
انتخابی ہین سب اشعار بیاضِ گردن

پھر شب و روز چہ آشفتہ بسر می بردی
تا کہ مشاطۂ گیسوے بیاضم آوردی

صفت مہر نبوت کا بیان ہو کیونکر
خامشی مہر دہن اور سخن ہے ششدر
مہر کی پشت کی نقرون سے یہ حق نے لکھ کر
کہ ہوا نامۂ پیغامبری ختم اسپر
ہوے پھر بھی جو سیہ دل تو بنی گمراہ
ختم اللہ علی قلوبھم انا للہ

مہر انور کے جو معلوم ہوے حرف تمام
کلمہ اوس سے نمایان تھا نہین اسمین کلام
رسالت ہی دعوی قبولی دین اسلام
ایک ہی مہر شہادت مین لکھی ہین دو نام
نئے انداز کی یہ مہر ہوئی عالم گیر
ایک سکے مین کھدا نام شہنشاہ و وزیر

دست رنگین کی صفت بار خدایا کیا ہی
شاخین گلبن جو کہون شاخ گل رعنا ہی
طوطی ناطقہ اس باغ مین چپ رہتا ہی
بلبل طبع کو غنچے کی طرح سکتا ہی
ہاتھ باندھے ہوے جبریل کھڑے رہتے ہین
دست گلچین کو یہان دستۂ گل کہتے ہین

ہاتھ کھینچے ہوے ہی رنگ ہی مانی کا فق
قلم انگشت ششم ہی کف افسوس ورق
کلک مداح نے جب صفحہ کو بخشی رونق
سینۂ کلک عطارد ہوا حسرت سے شق
رنگ و بو ظاہر و باطن کی سب یکجا ہو کر
میری ہاتھونپہ تصدق ہوئی گجرا ہو کر

بند ہوت آپکا ہی یا کوئی خمسے کا بند
طبع استاد ازل بھی ہی عجب نازک بند
اونگلی ہر ایک ہی وہ مصرع موزون و بلند
اونگلی رکھ سکتے نہین جسپہ کہین دانشمند
مجکو فخر صفت پنجۂ اقدس بس ہے
اس مسدس کے شرف کو یہ مخمس بس ہے

گو کف دست منور کو مین کہتا ہون ماہ
غور کیجیے تو یہ تشبیہ نہین خاطر خواہ
مہر انور ہی ہتھیلی مہ نو ناخن شاہ
دونون جسوقت مقابل ہوے اللہ اللہ
ہمنے یہ معجزۂ عقد انامل دیکھا
اک گھڑی مین مہ نو کو مہ کامل دیکھا

کون لکھے صفت سینۂ صاف سرور — دست بر سینہ ہین حسرت سے یہان جن و بشر
اور کہتے ہین فرشتے بھی حیران ہو کر — لوح محفوظ ہی یا عرش خدا پیش نظر

صدر ایوان رسالت کا عجب سینہ ہی — صورت علم لدنی کا یہ آئینہ ہی

صاف ایسی سو ہی نہین کا بر سیمین شفاف — جیسے لفظون نے حروف الک صدر کئے ہین صاف
ہان مگر سینے سے ہی اک خط مشکین تا ناف — جسکو کہتا ہی سخنور کشش مرکز کاف

صدر پر نور کی شق ہونیکی تمثال ہی یہ — عقل کہتی ہی وہ آئینہ ہی و بال ہی یہ

مخزن گوہر اسرار شب اسری ہے — شرح صدر شہ عالی کا یہ اک نکتا ہے
جو کہ لبریز لطافت ہی یہ وہ چشمہ ہے — جسمین امواج لطائف ہین یہ وہ دریا ہی

خط نہین سینے مین شاہنشہ بحر و بر کے — عنبرین موج ہی یہ بحر مین گویا برکے

گرچہ پرواز مین اندیشہ ہے بال جبرئیل — اور احیای مضامین مین ہی فکر اسرافیل
نہ ملی پر کوئی نازک سی کمر کی تمثیل — ہو گیا ہمعدد لفظ عدم لفظ عدیل

قاف تا قاف ہمنی بہت کا فکر ڈھونڈھا ہے — کمرین دیکھی ہین پر ایسی کمر عنقا ہے

ہیچ اسجا ہی کسی تیغ و کمر کا مذکور — اوسکے اوصاف ہین مشہور میان جمہور
تا کمر غرق عرق ہو گئے سب اہل غرور — سامنے اوسکے کوئی باندھے کمر کیا مقدور

اوسکے اوصاف شجاعان عرب گھبرائین — جیتے میدان مین جو آئین تو ہرن ہو جائین

لا خط نسخ مین لکھو تو کھولون اک نکتا — لام الف کا ہی تقاطع وہ کمر صلِ علی
واہ کیسا کمر دون پہ یہ خط نسخ لکھا — کمر یار کو معدوم ہی سمجھے شعرا

نہین تا بت قدم اس نفی سے استثنا بھی — یہ وہ لا ہی کہ نہین جس سے بجا الا بھی

سر عالم ہی فدائے قدم پاک نبی — وصف مین جسکی سخندانکا لگا گھٹنے جی

ہاتھ آیا ہی جو کاغذ تو یہ حسرت ہی نئی
نہین چلتا ہے لگی پاے قلم مین مہندی
سر بزانو ہی ادب آکے سخنگو بیٹھین
فکرِ عالی کے فرشتے بھی دو زانو بیٹھین

دیجیے کیا اوسے شمشاد و صنوبر سے مثال
چمنستانِ ارم اوسکے قدم سے ہی نہال
سروِ جنت سی نکل آئین پے استقبال
کہے سبزہ کہ مجھے شوق سے کیجیے پامال
مثلِ بلبل کے سرِ راہ بچھائین گل چشم
فرشِ فردوس گلابی ہو تو ہو بلبل چشم

شور ہے عالمِ بالا پہ قدِ رعنا کا
سرِ افلاک ہے فدیہ قدمِ والا کا
ساق ہے نخلِ تمنا ملاء اعلے کا
خاکِ پا غازہ ہے حورونکے رخِ زیبا کا
رکھدیا آپنے جس فرش پہ دو بار قدم
بڑھ گیا پایہ مین عرش سے بھی چار قدم

بزم مین تذکرہ پاے نبی گر پہنچے
شمع گو رشک سی جلتی ہی مگر سر نہ اوٹھاے
ناخنِ پا جو ذرا عقدہ کشائی پر آے
گرہ ابروے خوبان کی حقیقت کھل جاے
ماہ نو گر کہین ہمچشمی کا خمیازہ کرے
ناخنہ چشمِ فلک مین خلش تازہ کرے

لو مبارک ہو قدمبوسیِ حضرت محسن
کسکو ہوتی ہی نصیب ایسی سعادت محسن
اب نہین باقی ہی کچھ خواہشِ ہمت محسن
آرزو اتنی ہی بس روزِ قیامت محسن
سر کے بل جاؤن جو نقشِ قدمِ سرور پر
سایۂ محشر کی زمین کو لون اٹھا کر سر پر

ہے یہ امید کہ جب گرم ہو بازارِ نشور
یون کہے بادشہِ بارگہِ عالمِ نور
لو سراپا ہمین تم دو عوضِ حور و قصور
مین کہون واہ مجھے یہ نہین ہرگز منظور

مفت حاضر ہے مگر اسکی یہ تدبیر نہین
کھوٹے دامون بکے یوسف کی یہ تصویر نہین

تمت

مخمس نعتیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ مخمس از مصنف مخمس	تاریخ قصیدہ از مصنف قصیدہ
مخمس نعتیہ ۱۲۸۵ھ ہجری	ابیات نعت ۱۲۷۲ھ ہجری

غزل تشبیب

مین بسم اللہ آزادی ہون سر تاج ہی مدکا
تجرد تختہ اول ہی میری مشق بیحد کا
الف آوارگی کا راست نقشہ ہی مری قد کا
مٹانا لوح دل سے نقش ناموس اب و جد کا
دبستان محبت مین سبق تھا مجکو ابجد کا

یہ کسکو بیخطا مارا ہی اوسنے تیر مژگان سے
پریشانی عیان ہی سر بسر کیون زلف جانان سے
کہ آیا جوش مین طوفان خجلت آب پیکان سے
الٰہی کسکے غم مین نکلی آنسو چشم فتان سے
کہ عطر فتنہ مین ڈوبا ہی رومال اوس سہی قد کا

ہی بے درد حسن صاف تک تھی ساری مشتاقی
یہ ٹھنڈی گرمیان لوچھو کچھ انصاف کر ساقی
گیا وہ دور اب ندوی کیون آتی ناچاقی
کہان ہی آتش یاقوت لب مین پھر کہ باقی
کہ خط سبز نے چھینٹا دیا آب زمرد کا

صف اغیار ہی مجلس نشین پہلوی قاتل مین
یہی تعزیر دے اتنی تو ہو میری جگہ دل مین
کوئی کہدی کہ مجھکو کیون پھنسا رکھا ہی مشکل مین
کناری پر بٹھالی مجکو ظالم اپنی محفل مین
گناہ شوق بیحد سے جو مین ہون مستحق حد کا

قلم رکھدے قلم کر لینے دونون ہاتھ خنجر سے
چلا ہی کھینچنے اوس قد کو کیا تمثیل مصور سے
سراپا اوسکا تو کھینچیگا سر توڑ اپنا پتھر سے
بنایا خامہ مو کو ہمارے دست لاغر سے

سلہ این تاریخ در مصرعہ دوم [illegible] است ۱۲ سلہ لفظ [illegible] چشم فتان [illegible] لفظ مناسبت تمام دارد ۱۲

لکھا لیکن نہ دامن اِی مصور اوس سہی قد کا

کیا گو صفحۂ تصویر دل کا آئینہ تو نے
مگر جلوی نہ دیکھے اوس میں عکس روے تاباں کے
نہ دیکھی خال کی رنگت سواد چشم حل کر کے
بنایا خامۂ مو گو ہمارے جسم لاغر سے
لکھا لیکن نہ دامن اِی مصور اوس سہی قد کا

یہ اسباب جفا مٹجائینگے نقش فنا ہو کر
کمند اِی ترک ہجائیگی آہ نارسا ہو کر
کمان بل کھائیگی او تیر نکلیگا چلہ کش ہوا ہو کر
اوڑینگے چھپکیوں میں تیر ترکش سے جدا ہو کر
ہمارے بعد ہے اللہ تیرے ظلم بیحد کا

زبانیں خلق کی ہیں سب سنبھالے کب سنبھلتی ہیں
کلیجے پہ برابر برچھیاں طنز ونکی چلتی ہیں
نئی ہر وقت جو ڈالی کٹے باتیں نکو چھلتی ہیں
چھپے تم مجھسے کیوں ہنستے ہیں شانیں نکلتی ہیں
تمہارے پر دے میں عالم ہی ذو القرنین کی سد کا

خبر آنیکی تھی پیغام اجل کا جان مضطر کو
الف آسا بنایا مد زائد جسم لاغر کو
مٹا یا نیستی نے یا قلم ہستی کے دفتر کو
موا میں ناتوان سنکر صدا آیا ہے دلبر کو
مجھے کھٹکا تھا مثل ہمزۂ وصل[له] وسکی آمد کا

جو فکر شعر کی موج آگئی صحرائے وحشت میں
گیا جی ڈوب ڈوبی اسقدر دریا فکرت میں
در معنی بنایا اور کوئی جوش رقت میں
لکھے ر و رو کے مضمون بیکسی کے دشت غربت میں
زمین شعر پر عالم ہوا دریا بر آمد کا

دُکانِ حسن جسکی بندۂ بیدام خلقت ہی
یہ محراب برو سجدہ اب عین عبادت ہی
خریداری تری سر بیچکر حکم شریعت ہی
تری بازار میں یان غروشی کس طاعت ہی
درم سودا بنا سنگ ترازو سنگ اسود کا

[له] همزهٔ وصل اثر اتصال الفاظ ساقط میشود ۱۲

ترے آگے زمین مین گڑ گیا سروِ چمن واللہ ۔ تمہید ۔ خرامان تو ہوا ایک رے کی بھولا چلن واللہ
غضب کی ہی بلا شوخی قیامت بانکپن واللہ ۔ تری کیا بات ہی ای شاہدِ پاک سخن واللہ

عجب انداز ہی ناز و ادا کا چال کا قد کا

ترا کلمہ پڑھین کیونکر نہ خوبانِ جہان گیر ۔ نہین ہے کوئی تجسا قاف تا قاف ای پری پیکر
گرا نظروں سے حسنِ نو خطان یہ زیر و زبر ہو کر ۔ مقابل تیری سو حرف آئی خوبانِ نگارین پر

ادا گونا زمین موجد ہے تو طرزِ مجدد کا

مری باریک بینی یا کمر کا تیری مضمون ہے ۔ مری رنگین بیانی یا ترا رخسار گلگون ہے
مری سحر آفرینی یا تری آنکھوں کا افسون ہے ۔ مری طبعِ رسا دان ہی یا تری رفتار موزون ہے

مرا مصرع ہی یا سیدھا سا مضمون ہی ترے قد کا

مخمس تیری پانچون انگلیوں کا ایک خاکا ہی ۔ رباعی چار ابرو کا مقرر سادہ نقشا ہی
جو رنگین قطعہ ہی یاقوت لب کا ایک ٹکڑا ہے ۔ تری زلفِ رسا کا شعر اک دو نی سا الجھا ہے

کرشمہ ہی غزل تیرے غزالِ چشمِ اسود کا

ترانے بلبلِ شیراز کی دلکش نہون کیونکر ۔ کہ تیری بوستانِ حسن سا رہی ہی او سرا زبر
ملا رنگِ قبول ایسا کہ مثلِ لالۂ احمر ۔ لکھا سو جانسی دیباچہ گلستان کا سویدا پر

تصور جسکے دلمین خال خال ای یا ترے خد کا

جو ایمان ہو سراپا مصحفِ ناطق تجھی سمجھے ۔ ہوے ہین معنی والشمس روشن پرتوِ رخ سے
سوادِ زلف سے حل ہو و اللیل کے عقدے ۔ بعینہ افتتاح سورۂ صاد آنکھ کو کہیے

جو ابرو سے کشیدہ مین ہی نقشہ صاد کی مد کا

مضامین شوخ چشم فتنہ گر کے فیض سے دیکھے ۔ ہوے ہین با مزہ رنگین بیانی لعل لب تیرے

سرِ موسے ترے سربستہ نکتے یکقلم نکلے — نکالی چیستان چوٹی کی گیسوی مسلسل ہے
معمّا نام رکھا ہے ترے موے معقد کا

شبِ معراج کا مضمون ملا آنکھوں کا حل ہے — ہوی حل معنی مازاغ چشمانِ مکحل سے
مری فکرِ رسا بڑھکر جب اُلجھی خطِ اول ہے — نکالی چیستان چوٹی کی گیسوے مسلسل ہے
معمّا نام رکھا ہے ترے موے معقد کا

سوادِ خطِ ریحان ہی سنبل زار مو بیشک — گلِ مضمون نے پائی ہی گلِ عارض کی بو بیشک
ہوئی سحر البیانی تیری تحریرِ گلو بیشک — یہ سب باتیں ہیں لیکن ہی دہن میں گفتگو بیشک
کریں کیا ہمکو حق نے منھ نہیں بخشا خوشامد کا

سخنداں غیبداں ہی جو ان تقریرِ اخفی سمجھیں — مٹا ئیں جب رقمِ ہستی کی حالِ نیستی سمجھیں
سمجھ حق نے جنھیں دی ہی معمایہ وہی سمجھیں — محل ہی گفتگو میں کیا حسابِ خامشی سمجھیں
مگر صفرِ دہانِ تنگ اشارہ ہے ندارد کا

دہن کی مدعی ہیں بیخودِ صہبا ہی نادانی — جب اُتریگا یہ نشہ آپ کھینچینگے پشیمانی
نہیں اتنا سمجھتے میکشانِ بزم حیرانی — دہن ہوتا تو پھر کرتا نہ کیوں پیمانہ گردانی
یہ نقطہ ہو گیا مرکز دورِ میم ملحِ احمدؐ کا

وہ احمدؐ جسکے پرتو سے ہی دل آئینہ معنی — ثنا ہے جسکی صندوقِ جواہر سینۂ معنی
مرصع دستِ کاتب میں بڑی دستینۂ معنی — ملا ہی لب کو جسکے وصف سے گنجینۂ معنی
زبان نے رتبہ پایا ہے کلیدِ قفلِ ابجد کا

بٹھا کر صف بصف چار و طرف انبوہ قدسی کو — چراغاں کی عوض چمکا کے انوارِ تجلی کو
بنا کر آئینہ فردوس کی ہر ایک کیاری کو — بچھا کر فرشِ اطلس کو جا کر عرش و کرسی کو

پیمانہ گرشی بالکل مقتضیات عمدہ دہن است نصیب... از نقطہ و ... دلالت بر گردش دارد مناسبت پیمانہ گردانی ظاہر است ... عقل عجلہ ... دہن

ازل سے انتظار اللہ کو تھا جسکی آمد کا

خضر تعلیم پائی رہبری جسکے دبستان میں
سلامت نوح جسکے جوشش الفت سی طوفان میں
گدا ادریس جسکی کوچہ چاک گریبان میں
قدم آنے سے جسکے مصر شہرستان مکان میں
ہوا ہی یوسف کنعان لقب حسن مقید کا

بچھائی آنکھیں جسکی خواب میں آنیکو ہر شیدا
کیا ہی جسنے دامانِ شفاعت پردہ عصیان کا
حمایت پہ ہی جسکی آستِ مرحوم کو تکیا
ہمارا خوابِ غفلت تکیہ گاہِ مغفرت ٹھہرا
بروزِ حشر بنکر خواب مخمل جسکی مسند کا

فروغ اوس سے شریعت کا ہی زیبا حقیقت کی
وہ ہی رنگِ رخِ ناسوت و شمعِ بزم لاہوتی
وہی ہی رونقِ ظاہر وہی ہے زینتِ مخفی
بیاضِ عارضِ صورت سوادِ گیسوِ معنی
جو آہے سرمہ چشمِ گردشِ چرخ زبرجد کا

عجب صورت سے چمکا اخترِ آئینہ عالم
صفا پاتا ہی اوس سے جوہرِ آئینہ عالم
ہوئی خاکِ قدم خاکسترِ آئینہ عالم
جلائے کن فکان روشنگرِ آئینہ عالم
سعادت ہی شرف ہے نیّرِ نورِ مجرّد کا

گرا دی قیمتِ جامِ شرابِ تکالِ اوسنے
جدا کی ساغرِ افلاس سی گردِ ملال اوسنے
نکالا اپنی مستوں کیلیے گدڑی سے لال اوسنے
مے انگورِ الفقر فخری کی حلال اوسنے
لڑا ہی جام جم سے سنگِ مقصود اوسکے مقصد کا

سوا اللہ کے دامن کش اور ونکی توسل سے
نہ اوسکو کام حشمت سے نہ کچھ مطلب تجمل سے
شہنشہ دونوں عالم کا مگر نفرت تجمل سے
سریر جاہ پہ فخر اوسکو دیہیم توکل سے
حریم ناز مین تکیہ خدا پہ اوسکی مسند کا

چمک میں ہی رخ روشن کمیں خورشید سی افضل
یہ نقشہ نقش ثانی اور نقش یوسفی ول
شبیہ مصطفیٰ ہو کیون نہ ہر مخلوق سی اکمل
کھچی ہی رحمت یزدانکی گویا شکل مستقبل

تعالی اللہ رنگ عارض او سے نور مجرد کا

قیامت گرچہ رحمت کی لیے ہی مظہر کامل
مگر فی الحال تسکین طلعت نے یا سی ہی حاصل
خفیفہ سے ثقیلہ تک نہیں او زار بار دل
کھچی ہی رحمت یزدانکی گویا شکل مستقبل

تعالی اللہ رنگ عارض او سے نور مجرد کا

نہیں گو کام عین عام رحمت کو تغافل سے
خصوصیت کی صاد انکھین ہین گر دیکھو تامل سے
نہ کھین کیون گنہگارونکو وہ چشم تفضل سے
سر تا کیہ منظور خدا ہے لام کا کل سے

ہوا اظہار دو ابرو سے اک نون مشدد کا

وہ صورت دھیان مین رکھتی ہین ہم ہر چند عاصی ہین
ہمین باہی جنت ٹھر گیان تون کی ہوتی ہین
بھلا کر آپکو بھولی ہین طاعت پر جو ناری ہین
تصور کرنے والے آپکے بی شبہہ ناجی ہین

بھروسا ہی ہمین اللہ کے قول موکد کا

بہت اونچی گئے موسیٰ تو کوہ طور تک پہونچی
بڑا اپلہ کیا عیسیٰ نے کھینچے چرخ پر چلے
نشانی دو نون تھی اوسکی نشانے سی کہین نیچی
ہدف ہو ہو گیا زور کماندار نبوت سے

مقام قاب قوسین الکثر ادنیٰ تیر مقصد کا

ہدف ایسا مقابل شست ناوک کی اگر پائے
کمان کھدی ہی کماندار آپ کھچکر تا ہدف جائے
تعجب کیا کہ احمد بڑھتے بڑھتے تا احد آئے
کشش حب قادر اندازنازل کی نہ دکھلائے

کمان جا سے چلہ کیون نہ او ترے میم احمد کا

مدینے کی طرف جائین کہ ہم کعبے کا لین رستا
نظر آتا ہے ان دونون گھرون میں ایک ہی جلوا

کہاں اب جبہہ سائی کیجیے کچھ بن نہین پڑتا
احد کو کیجیے یا احمدِ بے میم کو سجدا
عجب مشکل ہی مضمون میرے مفہوم مرید کا

احد احمد مین یک ادنیٰ ہی تو نکا مضمون مطابق ہے
نہین مطلق دوئی کو دخل یہ دعوے صادق ہی
ہر اک انمین سے ہی معشوق ہر ایک انمین عاشق ہی
دوئی بھی عین وحدت ہی محمد نصِ ناطق ہی
مفسر ہے یہ جملہ آیۂ میم مشدد کا

نبی ذی رتبہ سب ہین آپ لیکن سب سے ہین برتر
صفی اللہ سے روح اللہ تک جتنی ہین پیغمبر
یہ برہان اپنے دعوی پر ہی کافی انہی خرد پرور
ملا نون نبوت سبکو میم عمر گھوٹے پر
یہان گھٹ جاتی ہین اعداد سکے احد ہوتا ہی احمد کا

گھٹے اعداد میم احمدی جب عمر حضرت سے
ہوئے ہمنام باری بخت چمکا نور وحدت سے
نبی تو آپ تھے ہی بڑھ گیا پایہ نبوت سے
ہوا رتبے مین افزون قاب قوسین کا تکثر سے
معما پا گئی چشم تامل صاد سے صد کا

جو ہو پہنچا موجزن ہو کر تجلی گاہ یزدان مین
سراپا دونون عالم غرق ہین اوس بحر عرفان مین
بھرے سب قدسیون نے گوہر مقصود دامان مین
چڑھا تا قاف قدم تک اور اوترا کان امکان مین
ہی شور اوس قلزم گوہر نما کے جزر کا مد کا

دم جنگ آپ نے تلوار کا جب کاٹ دکھلایا
سرون پر ابر شمشیر ہلالی اسقدر چھایا
سیہ کارون نے خوب اپنی سیہ کاری کا پھل پایا
ہوئی شام آفتاب بت پرستی پر زوال آیا
مہ نو خوب چمکا بدر مین تیغ محمد کا

ہوا اوسکی عداوت کی ہوائی جب کسی سر مین
پھرا جو اوس سے آیا گردش قسمت سے چکر مین
مآل کار بربادی ہی تھی اوسکی مقدر مین
اوتارا کاسہ سر بار ہو کی دور فی دم بھر مین

ہوا چاک اوس سی گر برگشتہ ہو کر قلب مرتد کا

عدو پر بھی عجب انداز سے کرتا تھا وہ شفقت | عداوت بھول جاتا تھا نظر آتی تھی جب صورت
یہانتک پھیلی اوسکی گلشن اخلاق کی نکہت | عداوت ہوگئی تاثیر خلق عام سی الفت
سبب ہی شعلہ سیل آب شمشیر مہند کا

شرار برق خاطف سے ہون دو دانہ خرمن | پڑے پانی تو حق آتش سو وانہین ہو روغن
کرے باد سحر شمع سحر کو پھونک کر روشن | عجب کیا ہی کہ خواب زمین سوتی رہی ناگن
نہ کھولے آنکھ اگر چھینٹا نہ دین آب زمرد کا[1]

عداوت یکقلم زائل محبت نقش ہر دل ہے | جو قاتل تھا وہ عیسی ہی جو ظالم تھا وہ عادل ہی
کہاں اب پردہ احوال دوئی ہر شئے سے زائل ہی | نہین حیرت کے قابل گر کہوں مدرکہ واصل ہی
بیان ہی یہ لب تشدید سے حرف مشدد کا[2]

نبی سے مرتبہ بڑھ کر ہی کیا کہیے نبی اوسکو | فضیلت فرد فرد انبیا پر حق نے دی اوسکو
خدا کا فضل روز افزون ہی جسپر کیا کمی اوسکو | وصال حق سے حاصل ہی بقای دائمی اوسکو
یہان ہی واصل و باقی نتیجہ ایک ہی مد کا

بندھا سلسلہ آہ سید برج قالب کی جدائی کا | جگر شق ہوگئے ہنگامہ محشر ہوا برپا
زبس تھا آسمان عز و تمکین پیکر والا | پڑا الرزہ زمین مین جسم اطہر جب اوسی سونپا
سکون کے واسطے نافع ہوا تعویذ مرقد کا

اندھیرا چھا گیا ہر سو غروب مہر انور سے | اوڑھائی آسمان کو نیلگون چادر اسی غم نے
عزیز مصر ملکے تھے مہ کنعان بطحی سے تھے | عجب کیا ہی اگر کعبہ لباس ماتمی پہنے
کرے کیونکر یعقوب یدہ وہ سنگ اسود کا

[1] حالانکہ آب زمرد قاتل ہست ۱۲
[2] چہ اندہ جدا میکند و تشدید کہ صورت اوہ دارد دو حرف را وصل میدہد ۱۲

غمِ جانسوزِ حضرت سی فرشتونکی ہین دل پاپنی — قلم کی سینہ چاکی کچھ نہین ہی جای حیرانی
نہ ہے فیضِ ثوابِ ماتمِ محبوبِ یزدانی — صریرِ خامہ سی اس غم مین ہو گر مرثیہ خوانی

قلم کو بیگمان بازو ملے اللہ کے ید کا

کھچا سطحِ زمین پر جب سے خطِ روضۂ انور — شعاعِ مہر کو پرکار کے مانند ہی چکر
ثوابِ طوفِ حج پاتی ہین قدسی گرد پھر پھر کر — شب و روز آسمان ہوتی ہین قربان اسکی روضی پر

کہ ہی نو دائرون مین ایک مرکز کاف گنبد کا

نہین برجِ قمر بقعہ سے انوار موبد کا — برابر داتِ دون فیضان ہی نورِ مجرد کا
عجب عالم کلس پر ہی عجب جلوہ ہی گنبد کا — بیان ہو کس سے شانِ روضۂ پر نورِ احمد کا

کہ جیسیر اک غلاف سبز ہے چرخِ زبرجد کا

کرون میں صف بنایا صحفِ نعت اسکی شہد کا — فلک کہنا سبب ہو تا ہی کسرِ شانِ گنبد کا
نہین کرسی نشین قبہ جو سمجھون عرشِ امجد کا — لکھون اک مختصر جملہ کہ روضہ ہی محمد کا

یہی مسند الیہ اچھا سبب ہے رفعِ مسند کا

سپہرِ مہر کا دعوی صداقت کو کہان پہونچا — تعلی ہی تعلی تھی جو وقتِ امتحان پہونچا
نہ تا قندیلِ در نورِ چراغِ آسمان پہونچا — نہ گردون کا غبارہ تا غبارِ آستان پہونچا

اثر پیدا ہوا آخر زحل کے طالعِ بد کا

تنزل ہی محال اسکا ترقی جسکی فطرت ہے — یہ دعوی ہی بدیہی فلسفی کیون گرمِ حجت ہی
توجہ جانبِ مرکز اگر شانِ طبیعت ہی — کرہ آتش کا کوسون ہٹ گیا نیچے یہ حیرت ہی

کہ سر سے فلک کیون شعلہ ہی تندیل گنبد کا

کبھو نکلے نہ نسر طائر اپنے آشیانے سے — تھکے بازوے مرغِ سدرہ اس نعت پر آنے سے

فلک کا اختر تقدیر چمکا سر جھکانے سے ۔ منا جاتی کا آنسو ڈھلکر اسکی آستانے سے

ہوا ہے دُرّۃ التاجِ سعادت فرق فرقد کا

یہاں کی گرد ہی کحل الجواہر اسکو بہنے دے ۔ بنا ئینگے اگر قدسی تو دو دو خاک چھانینگے
صفائی ہو چکی کیا حاصل اتنی خاک اڑانے سی ۔ فلک اب کو کبِ سیار کی جھاڑو اٹھا رکھے

ملائک ڈھونڈھتے پھرتے ہین سرمہ خاک مرقد کا

زمین روضۂ انور فلک سی ہی کہین افضل ۔ ہُوا ہر روزنِ دیوار چشم جوہر اوّل
غبار در سے ہی آئینہ خورشید کو صیقل ۔ جبین عرش ایزدی پہ ہی خاک آستان صندل

ہر اک ذرہ ستارہ ہی کلاہِ فرق فرقد کا

بلندی میں یہان یہ روضۂ رفعت نشان پہونچا ۔ جہان اوڑ کر نہ شہباز خیال قدسیان پہونچا
جبینِ عرش سے آگے وہ سنگِ آستان پہونچا ۔ زمین تا آسمان پہونچی مکان تا لامکان پہونچا

کہانتک اوج لکھیے اوسکی خاکِ پاک مرقد کا

بلا گردان ملک ہین عالمِ ارواح کو غش ہی ۔ زمین پر چاندنی یا سایۂ قصرِ پری وش ہی
فلک پر شمس ہی یا شمسۂ ایوان دلکش ہے ۔ عیان ہی کہکشان یا نقش محرابِ منقش ہے

فلک ہی یا کلس کھا ہے چھوٹا ساز مرد کا

ترے روضے کو مسجود زمین و آسمان کہیے ۔ عبادتخانۂ عالم مطاع دو جہان کہیے
پناہ پست و بالا مامنِ کون و مکان کہیے ۔ ملاذِ جن و انسان مرجع قدسیان کہیے

کہین ہی قبلۂ حاجت کہین ہے کعبہ مقصد کا

طبق انوار کے دربار ایزد مین جو پاتی ہین ۔ پے کسب سعادت سر پر اپنے رکھکے لاتے ہین
پیام بےتکلف کس تکلف سی سناتے ہین ۔ سلامِ حق کو لیکر دمبدم جبریل آتے ہین

عجب مضمون لکھا اس بیت مین آورد وآمد کا

صفات اوس سروِ بالا کی بہت بڑھکر بیان کیجے — بلند ایسی بندھین مضمون زمین کو آسمان کیجے
قلم کو فاختہ کے مثل سرگرمِ فغان کیجے — ہمہ جی مین اس زمین کو تختہ سروِ روان کیجے

قیامت ایک سیدھا سا ملا ہے قافیہ قد کا

قیامت مین ہی کیا دھڑکا سوادِ دفترِ بد کا (مطلع) — نظر مین نور ہی تیری بیاضِ صفحۂ خد کا
دماغ اب عرش پر کیونکر نہ پہونچے خاکِ مشہد کا — تصور مین تری جنت ہی گوشہ اپنے مرقد کا

کہ تھالا میری چشمِ تر کا ہے طوبیٰ تری قد کا

کہین شمس و قمر سے بڑھکے جلوہ ہی تری خد کا (مطلع) — ترے پرتو سے چمکا اخترِ تقدیر فرقد کا
دو عالم مین ہی پھیلا نور تیری فخ ات ارشد کا — محمد مصطفےٰ پتلا ہے تو نورِ مجرد کا

ہوا خورشید اقلیمِ عدم سایہ ترے قد کا

مبارک نافہ مشکین ختن مین ناف آہو کو — گلستان سی کہو رکھ چھوڑے اپنے سروِ لبجو کو
نہ یہ موزون ہی پہونچے اوسکی رنگت عنبرین مو کو — سوادِ تبت تشبیہ کیجیے تیرے گیسو کو

بہارِ گلشنِ تنزیہ ہے بوٹا ترے قد کا

دو چار آنکھین ہین تجھ سی دو عالم سی کنارا ہو — دو بیتی مین و روزہ زیست مین دہرا تماشا ہو
مزا دونا ہو سروِ خلد کے پہلو مین طوبیٰ ہو — سیہر ایک جلوے مین مجھے لطفِ دو بالا ہو

کرون مین دیدۂ احول سے نظارہ تری قد کا

لکھون کیا مدحتِ خطِ لبِ جانبخش حضرت مین — کہ ہی وہ حسنِ مطلع صفحۂ مہرِ قیامت مین
بلند اک بیت ابرو فرد کلیاتِ فطرت مین — بیاضی مطلعِ عارض ترا دیوانِ وحدت مین

نکیلا مطلعِ ایجاد مین مصرع ترے قد کا

رسالت سے تری منظور تھا سبکو ہدایت ہو | مگر مشکل یہ تھی ذات ایک تیری ورعالم دو
رہی حکمت کہ آئے راہ پر گم گشتہ تھے جو جو | بنایا رہنما جب عالم ایجاد کا تجھکو
ہوا خضر سرِ راہِ عدم سایہ ترے قد کا

دوئی سے کیون تنفر ہو نہ حضرت کی طبیعت کو | بنایا نور یکتائی سے سرتاپای حضرت کو
پسند آئی نہ تکرار اپنی جلوی کی بھی قامت کو | نرکھا سایہ تک باقی مٹایا نام کثرت کو
جو روشن بزمِ وحدت مین ہوا اکا تری قد کا

بیانِ شان بسم اللہ ہی ابرو کی آیت مین | خلاصہ سورۂ والشمس کا ہی تیری صورت مین
تری باتین شریعت مین ترا جلوہ طریقت مین | کلامِ ناطقِ آیات قرآن حقیقت مین
سراپا معنی تحقیق ہے جملہ ترے قد کا

نہین ہی تجھ سے باہر ایک بھی قدرت کی نیرنگی | تجلی دو جہان کی تو نے اپنی ذات مین دیکھی
ازل سے ہی تری تقدیر ای محبوب حق چمکی | خدا نے زیب زینت کی جو بزم آفرینش کی
لگایا اوسمین قدِ آدم آئینہ ترے قد کا

بہت ہی [illegible] دور تھا ہر چند خامہ دست قدرت کا | نتھا آسان لیکن کھینچنا محبوب کا نقشا
بس صد محو و اثبات ایک مدت مین کھچا خاکا | مٹا ڈالین بنا کر صورتین آدم سے تا عیسیٰ
تب آیا راست نقشہ کلک قدرت سی تری قد کا

اوڑا لینا بہت دشوار ہی میرا چلن محسن | ٹھہر سکتے نہین آگے مرے ارباب فن محسن
بھلا دیتا ہون مین دم بھر مین سارا بانکپن محسن | مقابل مجھ سے ہو کیا مرد میدانِ سخن محسن
کہ جوہر ہی مری تیغِ زبان مین وصفِ احمد کا

امیر اوسکا مقولہ ہی کہ جو اس راہ پر آئے | جھکائے وہ سرِ تسلیم پہلے پاؤن پر میرے

لہ قدر در زبان عرب [illegible] ... لہ تخلص [illegible] ... مرحوم [illegible] والعزیز

عجائب ؔ ثُماٹھ سے تعلیم پائی اشک ؔ شی مین نے
فضا ہی تنگ میدان قلم مین نقطہ و خط سے
بڑے استاد نے مجھکو سکھایا ہے بھری گدکا

نہ مدح غیر سے مطلب نہ ذم ہی اس قلمرو مین
قلم جاری ہی احمد کی کرم سے اس قلمرو مین
حسد کر کے کہان جائیگا ہمسر اس قلمرو مین
سزا حاسد کو ہی دار قلم سے اس قلمرو مین
کہ یہ دار الحکومت ہے مظفر کا موید کا

زبانِ تیز کے جوہر زباندان ہو تو پہچانے
ولایت مین صفین کین صاف اس تیغ مصفا نے
گرہی کٹ کٹ کی دستِ فکر سی ترکو نکی دستانے
کیا شیراز کو پامال اردوے معلا نے
گیا مان اصفہان لوہا مری تیغِ ھند کا

قصیدہ لکھ رہا ہون نعت مین اعجاز ہی روشن
قطعہ سواد ہر رقم ہے دود شمع طور کا مخزن
قلمدان بیت کو وہ طور بستہ طور کا دامن
عصا ہے موسوی خامہ ورق ہی وادیِ ایمن
یدِ بیضا کو داغ رشک رہتا ہے مرے ید کا

دبیرِ آسمان سے ہی کہین میرا بلند اختر
ہر اک صفحہ مری دیوان مین ہو رشک مہِ انور
چمک ہر معنیِ روشن کی طرہ ہے تجلی پر
پڑا ہی طور کی چوٹی مین مو باف زری شکر
لکھا جو شعر وصفِ روے تابانِ محمدؐ کا

ہوے ہین منتظم ہر چار ارکانِ سخن مجھ سے
ستون ہی چراغ طاق ایوانِ سخن مجھ سے
جہان مین ہی فروغ نور ایمانِ سخن مجھ سے
زمین شعر پہ نازل ہی قرآنِ سخن مجھ سے
کتابِ آسمان اک نسخہ ہے لوحِ زبرجد کا

فلک کب ہمعنانِ توسنِ طبعِ روان پہونچا
فرشتونکی جہان پہ جلتی ہین اکثر وہان پہونچا
بھری ایسے ترارے کہ تا فضاے لامکان پہونچا
سخن میری قلم کی سے سواری ہو کہان پہونچا

له رشک تلمیذ مولوی [illegible] درگاهی علی مرحوم استاد صاحب قصیده ١٢ سله [illegible] درج زبرجد عبارت [illegible] قرآن مجید [illegible] ١٢

کہ کاٹے کو سوں سبزہ رہگیا چرخ زبرجد کا

مضامین مختلف ہوں فکر عالی کا اشارا ہی — کہ تخصیص قوافی سی مناسب بے کنارا ہی
طبیعت بارِ طھ پر آئی ہی دل نی جوش مارا ہی — مری طبع رواں کا پھر اوسی گھاٹ اب اوتارا ہی
تماشا دیکھیے بحر سخن کے جزر کا مد کا

مطلع
وجوب و امکان دونوں میں ہی جلوہ نور بیحد کا — وہ اک غنچہ یہ اک گل ہی مری گلزار مقصد کا
کہیں مصداق مطلق کا کہیں مظہر مقید کا — احد کا غیب میں مورد شہادت میں تو احمدؐ کا
ہی مشہود ایک ہی بیشک دو چشمی ہاے اشہد کا

ہوا جب قصد میرا نعت میں موزوں قصیدہ ہو — لکھے مطلع برابر کے جو پائے قافیے دو دو
نہیں آتا ہی مجھ پر حرف گر انصاف سے دیکھو — بمجبوری لکھا الید کی صورت لفظ اللہ کو
نہ آیا ہاتھ اچھا قافیہ جب کوئی احمدؐ کا

ہوا تیرا ظہور آخر میں عالم کو نہ حیرت ہو — یہ مضموں صاف روشن ہی اگر چشم بصیرت ہو
موخر انبیا سے کیوں نہ خلق جسم حضرت ہو — یہ تھا منظور رفتہ رفتہ تکمیل نبوت ہو
خدا نے منتظر رکھا جو تیری آمد آمد کا

بڑا نکتہ ہی اس تاخیر میں گر غور سے دیکھے — کہ اس منصب سے پھر اور انبیا محروم رہجاتے
نہ اتنے واسطے پیدا کیا حق نے تجھے پہلے — کہ دست صنع گر فارغ ہو مقصود اصلی سے
مقید پھر نہ ہوگا مطلق ایجاد مقید کا

خلیل اللہ نے کی دعا کیا ہی گرم پروازی — لگائی تجھ سے لو ای گرمی بازار طنازی
ہوئے انگارے غنچے پھولی شعلوں کو سرافرازی — تمہارے رشتے سے مثل شمع کی آتش سے گلبازی
ہوا ہے تجھ سے روشن نام تیرے جد امجد کا

غلط ہون دفتر آئین کاتب اعمال چکر مین
مدین نیکی ہی کی ہوجائین باقی سانئے قرمین
بدی کی جو رقم ہوجا پڑے منہائی کے گھر مین
محاسب ہے شفاعت تیری گرد یوان محشر مین
صحیح آئے نہ میزان مین سیاہہ دفتر بد کا

سوا اللہ کے لاعلم ہین تیری فطرت سے
ملک جن و بشر کوئی نہین واقف حقیقت سے
مقدم ایک کی خلقت نہین ہی تیری خلقت سے
کھچی پہلے تری تصویر ازل مین دست قدرت سے
ہوا لفظ خدا سے اشتقاق اول تری خد کا

مناسب ہے تری فرگان کی چلین بیت یزدان کو
فرین ہی ترے خط کا کتابہ عرش سبحان کو
ترے عارض کا شمسہ چاہیے ایوان ایمان کو
ترے ابرو کی ہی محراب لازم طاق عرفان کو
در اسلام کو درکار ہے بازو ترے ید کا

دکھائے خسرو انجم نہ مجھکو آسمانجاہی
مری نظرون مین ہی اک گردہ چتر شہنشاہی
ہوئی تیرے مراتب سی کما ہی کسکو آگاہی
تجلی کا ترے ماہی مراتب مہ سی تا ماہی
ثریٰ سے ثور تک اک گاو تکیہ تیری مسند کا

نگذرے کیون تری اعدا کی ذلت اور خواری مین
محب کیونکر نپائین حظ تری خدمتگذاری مین
غم و شادی ہین دونون محو تیری پاسداری مین
الم مصروف تیرے دشمنون کی غمگساری مین
خوشی کو کام ہے تیرے محبون کی خوشامد کا

طبیعت کو سخندانون کو منظور آزمایش ہی
وگر نہ اونکی مداحی سے کب تیری نمایش ہی
بہت دشوار باب نعت مدحت کی کشایش ہی
ستایش کے لیے تو واسطے تیرے ستایش ہی
ہی مذکور قرآن مین ترے اوصاف بیحد کا

خداوند دو عالم آپ تیری مدح کرتا ہے
صحف جتنے ہوی نازل ہر اک مین ذکر تیرا ہی

جو ہو تیری ثنا پر بند ہم مین سے وہ سپا ہی
سوا تیرے کسی کی مدح کرنا جنکا شیوا ہی
یہ سچ ہے وہ لیے پھرتی ہین جھوٹا قفل ابجد کا

تری خدمت مین ای حاجت روا اب عرض ہی اتنی
رواہون حاجتین تیری ہی در سے دین دنیا کی
ثنا سے دوسرے کی ہو نہ آلودہ زبان میری
یہ خواہش ہی کہ رہون مین عمر بھر تیری ہی مداحی
نہ اوٹھے بوجھ مجھ سے اہل دنیا کی خوشامد کا

بڑھی سوز درونی داغ عشق مصطفیٰ ہو کر
تماشا ہو کہ چمکے بخت نور عرفان سے
شرر نکلین اوٹھین شعلے ہوا ہے برق لمعان سے
چمک ہو درد کی دل مین خیال روے تابان سے
ستارہ اوج پر ہو جسم کے برج مشید کا

پھنسا ای دام گیسوے مسلسل مین مجھے ایسا
یہان جبتک ہی آب و دانہ تجھ پر پھڑکی دم میرا
رہون مین بستہ بر پا جب قفس چھوٹے عناصر کا
کمند دل سے ہے چھوٹی نہ تیری ڈور کا پھندا
جو ٹوٹے دم کا دھاگا طائر روح مقید کا

بنا دے مجھکو ایسا مست اپنی چشم شہلا سے
کہ ہو مے سے نفور روح بھاگے جام و مینا سے
دل وحشی کرے رم دونون عالم کی تمنا سے
ہرن ہو نشہ میرا نشاتین دین و دنیا سے
رہون خائف تصور کرکے مین دو دال سے دو کا

کرے خاصیت اکسیر پیدا میری خاکستر
مذہب ہو مطلا ہو مرے اعمال کا دفتر
محک مین امتحان کی پیشگاہ حضرت داور
ہر نگ زر چڑھے سونا مرا میزان محشر پر
اوٹھون مین تھر سے مخمور تیری چشم اسود کا

کرے میرے لیے بیتابیان ہر موج کوثر مین
جگہ مجھکو ملے رتبے کی صورت قصر گوہر مین
رقم ہو نام میرا دفتر خاصان داور مین
فرشتے دیکھ کر مجھکو کہین جو یوان محشر مین

جگہ خالی کرو معراج آتا ہے محمد کا

لکھا ہے اس قصیدے کو جو ہیں وصف حضرت میں
عوض ہر بیت کے پاؤں سکونت قصر جنت میں
کہی ہیں بسکہ اکثر شعر ہو وصف قامت میں
تلے اس نظم کا ہر حرف میزان قیامت میں
بطرز تازہ ہو وزن اپنے اشعار مجدد کا

قصیدہ ختم ہوتا ہے صلہ اسکا عنایت ہو
اوٹھاتا ہوں دعا کو ہاتھ دروازہ اجابت ہو
بغل میں یہ قصیدہ سر پہ اکلیل سعادت ہو
ترے دربار میں وقت ہنر کی اجازت ہو
مجھے سرکار سے خلعت ملے عیش مخلد کا

تجھ کو تیرے خالق سے کسی صورت جدا سمجھوں
ظہور شان وحدت کا میں تجھ کو واسطا سمجھوں
حق آئینہ ہو اوصاف اصلی مدعا سمجھوں
ترے عارض کو میں آئینۂ نور خدا سمجھوں
کہ فہم سر وحدت ہے الف ایمان کی ابجد کا

قمر سمجھوں رخ تابان کو یا مہر سما سمجھوں
تکلف سے میں جالین اسمیں ہیں سمجھوں تو کیا سمجھوں
یہ تشبیہیں ہیں بیکس اگر مرآت حق نما سمجھوں
ترے عارض کو میں آئینۂ نور خدا سمجھوں
کہ فہم سر وحدت ہے الف ایمان کے ابجد کا

درہم تحریر تیری ذوق سے بڑھ جائے تردستی
قلم کے نکلیں آنسو ہو یہ جوش خندۂ شادی
شمول اشک شیریں ہے دوات اسدرجہ ہو پھیکی
الٰہی پھیل جائے روشنائی میرے نامے کی
بڑھا معلوم ہو لفظ احد پر میم احمد کا

کبھی تو کام آئے روشنائی میرے نامے کی
کوئی تو رنگ لائے روشنائی میرے نامے کی
نئی صنعت دکھائے روشنائی میرے نامے کی
الٰہی پھیل جائے روشنائی میرے نامے کی
بڑھا معلوم ہو لفظ احد پر میم احمد کا

تاریخ خمسہ

اللھم صل علی محمد عبدک و رسولک النبی الامی و آلہ و صحابہ و ازواجہ دائما و ابدا

۱۲۷۸ ہجری

ایضاً

اللھم صل علی محمد عبدک و رسولک النبی الامی و آلہ و ازواجہ اجمعین

۱۲۷۸ فصلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ خمسہ از مولوی محمد محسن صاحب ابن مولوی حسن بخش صاحب علوی کاکوری مصنف قصیدہ

رباعی

جبہ احمد بے میم عیاں شد بخوشی | جز احمد با میم نبود کہ نمونے | از قطرہ چکید خوشش از دانہ میں | سر وحدت بوجودی و من یاد و دو دو

اما بعد صدف گوشش از گہر لبریز۔ و دامان نگہ از چمن مالامال۔ کہ سواد گیسوے عبارت را در پردۂ ابر سیہ ست جوشیدن ست۔ و صفاے عارض معنی را آئینۂ صبح بہار گردیدن لآلی الفاظ آبدار را طلسم محیط در گرہ بستن ست۔ و از بار مضامین پر بہار را رونق بازار ارم شکستن۔ شاہد بندش نازک را مالاے مرواریدِ صفا در گلو۔ و حسن ترکیب شگفتہ را زیور گل رنگ و بو۔ نقاش صورت آئینہ زار تجلیات اعجاز نماے ید بیضائی منشی امیر احمد ابن مولوی کرم محمد مینائی ست کہ چرخ مینا کار در خمکدۂ فکر بلندش شیشۂ خرد بر طاق نسیان میگذارد۔ و فلک نیلگون در چمنستان طبیعت عالیش حکم سبزۂ بیگانہ دارد۔ خیالش را در شیشہ خانۂ نازک آدائی نیرنگ بال پریست۔ و خامہ اش را در بزم افسون طرازی خرام جادوگری سر پنجۂ زور دستش در شکار کبک دری شاہباز و تیغ ہندی زبانش در معرکۂ اردو بنگامہ طراز۔ مشکل پسندی دقت تلاش دلبر سخن را تہمت دہن۔ و معما شگافی بہار تصور غنچۂ معنی را منشور شگفتن ترجیع بند انفاسش از تواتر ورود مضامین مسلسل۔ و مصرع لبش از جوش نشۂ معانی بیانہ مستزاد در نعل۔ غزال غزل بر جستہ را سواد تحریرش ختن۔ و عقیق آبدار قطعہ را رنگینی تقریرش یمن بفیض خلعت تضمینش حروف ناسنجیدہ فقیر محسن قامت موزونی آراست و سیترۂ خوابیدہ نشست الفاظ بہانہ ک ابداء برخاست۔ اکنون گرمی آن شرار افسردہ کانون خیال از بنیاد آتشکدہ بیباک آمیختن ست در وائی آن قطرہ عرق انفعال از ابروے بحر دو غبار ساحل ریختن بعرض نشۂ صہباے

کمالش را میکده ناقص پسندی جوش سبو هلال ست و هنرش را در قفنای دو نوازی تاثیر آفتاب جمال رباعی

	جوش اثر آنکه سخندانش دید	اشعار مرا مخمسی گردانید	
	برخود بالید و سنبلستان گردید	گویا هر ریشهٔ زمین سخنم	

سنجیده نظمی که خامه ها در تشبیه اگر از تمکین آب گوهر شکل مستقبلش کشند شیر رُخ آید. و کلک بهزاد تمثیل اگر از رنگینی گل نقشی بر دارد بهارش خزان گردد. بلندی مصرعهایش جبین سخن را ابرو ست. و صفای ترکیبش عارض نظم را آبرو. و صبح رخسار لفظ از بندشش تمکین در شکر خند. و طرهٔ کاکل مضمون از گره بندی تضمین مرغوله بند. درستی سلسلهٔ شوخی از شکست گیسوی عبارت چست. و شکستن کله گوشهٔ عبارت به بهانهٔ شوخی درست. نظر باز معنی را از صورت الفاظ محبوبی در بر. و صورت الفاظ را از صفای معنی آئینه در نظر. پنجهٔ خورشید بزوال حسن انگشت نماست صبح مثالش صادق نماید. و خمسهٔ متحیر دلسکته حیرت منسوب در پله وزنش سنجیدن نشاید. طبیعت مشکل پسند که بتصور نظم پروین سر به آسمان میکشید گره بر جبین ست. و فکر نازک منمند که بخیال پنجه گلرخان ناخنی بدل میزد پشت دست بر زمین. ساز مقدس نغمات هند با آهنگ حجاز در ضرب است. و رنگینی اردوی معلی جلوه فرش شهنشاه عرب. و دائع گهرهای قبول از خزینهٔ رحمت نثار پردازد. و روائح گلهای دروداز چمنستان مکرمت در اهتزاز.

	رباعی	

	پیغمبر اوج کبریای سخن ست	این نظم اعجاز مصطفای سخن ست	
	معراج همیر و خدای سخن ست	حقا که در بینهٔ نظم [illegible]	

بسم الله طبع موزونش چون دیباچه نسخهٔ امجد تاریخ گردید مخمس نعتیه را فاتحه طراز درود ماثور را خاتمه پرداز گردانید. بهانهٔ تاریخ اولین از فتاح نفت [illegible] جاده طرازش قفل حیرت کشود. و مادهٔ دوم از صاد وصل علی که چشم قبول استاد از آن داغ برای عنوانش کرد جلوه نمود یارب دامان قاف قیامت که جزا از شرط عمل کنند نفی افعال ماضی ما بر نقطهٔ این نامه مرکز کاف کرامت و دندانهٔ شین شفاعت محمد درج [illegible] نون تاکید مستقبل مغفرت باد

تضمین بطور مناجات از مصنف قصیدہ

من وپُر غفلتے و بیخردی
دشمن نفس در کمین بدی
تو مرا زور و حجت و سندی
تو مرا تاب و قوت و مددی
یا حبیب الالٰہ خذ بیدی
ما لعجزی سواک مستندی

خانہ بگذاشتم بہ سوائے
نہ عصا دارم و نہ بینائی
شور فیقم بدشت پیمائے
انت یا سیدی و مولائی
یا حبیب الالٰہ خذ بیدی
ما لعجزی سواک مستندی

نہ ز دنیا متنعم نہ ز دین
دشمن جانم آسمان و زمین
دوستان خشمناک وچین بجبین
دشمنان بہر کشتنم بکمین
یا حبیب الالٰہ خذ بیدی
ما لعجزی سواک مستندی

خون صد آرزو بگردن من
خویش بیگانہ دوست دشمن من
خانہ زندان و راہ رہزن من
ماندنم مشکل ست و رفتن من
یا حبیب الالٰہ خذ بیدی
ما لعجزی سواک مستندی

منسم و رہزن و رہ مخطور
دل بیمار و خاطر رنجور
عالم بیکسی و منزل دور
شب دیجور و چشم من بے نور
یا حبیب الالٰہ خذ بیدی
ما لعجزی سواک مستندی

بسکہ بودم حریص فسق و فجور
گشتہ ناخوش ز من خدائے غفور
ہست اکنون شفاعت تو ضرور
آمدم بر در تو از رہ دور
یا حبیب الالٰہ خذ بیدی
ما لعجزی سواک مستندی

کار من ابتر ست هر نفسے — دل پر از درد و سر پر از هوسی
بیکسم در جهان و نیست کسی — همدمے یا انیس دردرسے
یا حبیب الالٰه خذ بیدی — مالعجزے سواک مستندی

صبح من شام شد ز شامت من — هست هر روز من قیامت من
شو شفیع و مکن ملامت من — نیست جز بر درت سلامت من
یا حبیب الالٰه خذ بیدی — مالعجزے سواک مستندی

سوے ملک حجازم آهنگ ست — نام هندوستان مرا ننگ ست
آستانت هزار فرسنگ ست — دیده ام کور و پای من لنگ ست
یا حبیب الالٰه خذ بیدی — مالعجزے سواک مستندی

کفر ظلمت سرشت در طغیان — چار سوے سواد هندستان
زور ظلم ست و قوت شیطان — خوف جان ست و خطرهٔ ایمان
یا حبیب الالٰه خذ بیدی — مالعجزے سواک مستندی

تشنهٔ خون من جفا کارے — دشمنم ظالم ستمگارے
من و در حال خود گرفتارے — نه مرا مونسے نه غمخوارے
یا حبیب الالٰه خذ بیدی — مالعجزے سواک مستندی

کشتیم تهٔ نشین چو دیدهٔ تر — گشته ملاح و ناخدا مضطر
بحر پر موج و جوش پر خطر — سر ز سامان گذشت و آب ز سر
یا حبیب الالٰه خذ بیدی — مالعجزی سواک مستندی

رفت تاب از تن و دل از بر من — آب چشمم گذشت از سر من

راہ گم کرد خضر رہبر من — نہ کسے یار من نہ یاور من
یا حبیب الالہ خذ بیدی — ما للعجز سواک مستندی

زخم از دل گذشت و دل ز قرار — خار از پاے و پایم از رفتار
رفت ہوش از سر و سر از دستار — کار از دست و دست من از کار
یا حبیب الالہ خذ بیدی — ما للعجز سواک مستندی

کشتیِ من شکست و لنگر او — غرق شد ناخدای رہبر او
بحر و ہر لحظہ جوشش دیگر او — من بدست دیا شناور او
یا حبیب الالہ خذ بیدی — ما للعجز سواک مستندی

کاروان رفت و من پریشانم — دیدہ بر نقش پاے یارانم
ذرّۂ دشت و گرد میدانم — راہ گم کردہ در بیابانم
یا حبیب الالہ خذ بیدی — ما للعجز سواک مستندی

ظلمت دہر چون صفِ مژگان — نور چون چشم سرگین بمیان
لمن الملک کفر را بزبان — این مناجات بر لب ایمان
یا حبیب الالہ خذ بیدی — ما للعجز سواک مستندی

روح جسم از تن جدا و تن ناتوان — سینہ پُر یاس و یاس بے پایان
جان من بر لب است لب بفغان — دل پر از درد و درد بے درمان
یا حبیب الالہ خذ بیدی — ما للعجز سواک مستندی

ناکسان بے سبب مراد شمن — ہمہ خود آشنا خدا دشمن
دوستان سنگدل و فا دشمن — جملہ محسن کش آشنا دشمن
یا حبیب الالہ خذ بیدی — ما للعجز سواک مستندی

سال ترکیب مخمس ... ۱۲۱۱ ... تخلص صاحب ... ۱۲

رباعیات نعتیہ از مصنف قصیدہ و تضمین

مولا مرے عقدہ ہاے مشکل وا کر
ہر غنچے کو باغ قطرے کو دریا کر
بد ہون یا نیک تیری امت مین ہون
محشر برپا ہے تو نے مجھے برپا کر

ایضاً

یارب آہ رسا مدینے پہونچے
ہر نالۂ دل مرا مدینے پہونچے
جھری کا جو رنگ ناتوانی سے اوڑے
گرتا پڑتا ہوا مدینے پہونچے

ایضاً

ہگذ از خیال مشکلی در سر من
بکشا بستہ گرہ زبال و پر من
دارم گرہی و مشکل نیست کہ نیست
جز نقد گرہ در گرہ گوہر من

ایضاً

اک شان خدا ہے سیّد عالیجاہ
مالک قدم و حدوث کا شاہنشاہ
جس دلپہ کھلی حقیقت اوسکی محسن
بیساختہ بول اوٹھا کہ اللہ اللہ

ایضاً

ہر سبز کن اے سیّد ابرار مرا
وہ رونق نخل گل بگلزار مرا
چون دانہ ہزار بار بر روے زمین
گر چرخ بیفگند تو بردار مرا

ایضاً

یارب بطفیل حسنؑ آن شاہ زمن
میگردان ہر زیان من سود من
گر میسوزی چو شمع رخسار بسوز
در میشکنی چو زلف مشکین بشکن

ایضاً

عقدے مشکل کے میرے مولا وا کر
ثابت قدم منزل استغنا کر
درماندہ ہون خستہ حال ہون بیکس ہون
سر پہ مرے ہاتھ رکھ کے مجھے برپا کر

ایضاً

زان پیش بیا کہ من بخاک آمیزم
جان چون گہر سخن بپایت ریزم
در صفحۂ دیدہ و دلم اے محبوب
بنشین چون نام و چون نگین برخیزم

ایضاً

رنگین تری بزم اے نسیم خوشخو ہے
باقی تو اوداسی ہی عیان ہر سو ہے
تشبیہ کا پاتا ہون مرقع سنسان
تنزیہ کو دیکھا تو مقام ہو ہے

قاعدهٔ سریان پیدا شدن لفظ احمدؐ از احد و احد از احمدؐ و نیز از هر لفظیکه فرض کرده شود بلا تبدیل و تغییر قاعده ایجاد بندہ محمد احسن عفی عنه برادر خرد مصنف قصیده

ای خلوتیان پردهٔ راز
رنگین چمن جهان و مافیه
در عالم وحدت آشنائی
خاصان خدا خدا نباشند
پیدا شود از نوای این نی
پس هر لفظی که خواهی ایجان
بنیاد عمل بود از اینجا
در بهر حصول احمد آن را

گوشی که صدا چه سید ساز
رنگے بود از بہار تنزیه
تاج سر بندگی خدائی
لیکن ز خدا جدا نباشند
احمد مثل احد ز هر شی
اعدادش کن چهار چندان
یعنی پس طرح مابقی را
زن در احد و احد بیفزا

اعراض جواهر آنچه بودست
هر قطره لباط بحر بردوش
آری ز دل حقیقت آگاه
اینک سریانی از سر هشتم
پیش نظرت ظهور گیرد
یک کم کن و ضرب ده بچارش
در سه بزن و زیاده کن یک
برفکر تو حسن آفرین باد

آئینهٔ وحدت وجودست
هر ذره بهار جمد در جوش
خوش گفت هر آنکه گفت واللہ
در گوش سید و بر د هوشم
احمد ز احد احد ز احمد
کن طرح هشت هشت پیش
حاصل شودت احد بلا شک
احسنت ز معنی آفرین باد

مثاله

احمدؐ	عدده ۵۳	ضرب در ۴	حاصل ۲۱۲
بعد کمی یک باقی ۲۱۱	ضرب ثانی در ۴	حاصل ۸۴۴	تقسیم بر هشت
باقی ۴	ضرب در ۳	حاصل ۱۲	یک زیاده
حاصل ۱۳	که اعداد احد اند		

مثال ثانی

احد	عدده ۱۳	ضرب در ۴	حاصل ۵۲
بعد کمی یک باقی ۵۱	ضرب ثانی در ۴	حاصل ۲۰۴	تقسیم بر هشت
باقی ۴	ضرب در ۱۳	حاصل ۵۲	یک زیاده
حاصل ۵۳	که اعداد احمد هستند		

مثال ثالث

[illegible]	عدده ۸۰	ضرب در ۴	حاصل ۸
بعد کمی یک باقی ۷۹	ضرب ثانی در ۴	حاصل ۳۱۶	تقسیم بر هشت

باقی ۴	ضرب در ۱۳	حاصل ۵۲	بزیادت یک
حاصل ۵۳	کہ اعداد احمد ہستند		

براے استحصال احد

باقی	عدد ۲۰	ضرب در ۴	حاصل ۸۰
بعد کمی یک باقی ۷۹	ضرب ثانی در ۴	حاصل ۳۱۶	تقسیم بر ہشت
باقی ۴	ضرب در ۳	حاصل ۱۲	بزیادت یک
حاصل ۱۳	کہ اعداد احد اند		

رباعیات

معراج کو جسوقت چلے خیر بشر | آیا یہ پیام ذوالجلال اکبر
جلد آئے نور دیدۂ عالم قدس | اک چشم زدن مین ساتون پردے طے کر

ایضاً

ہے حب نبی کی میرے سینے مین رہے | اونکا ہی خیال مرنے جینے مین رہے
جب بند ہو آواز مرا دم ٹوٹے | آہنگ حجاز ہو مدینے مین رہے

ایضاً

ایمان کا غروب ہونے پہ ماہ آیا | تب دہر مین وہ سید ذیجاہ آیا
جلدی ہوئی ایسی کہ [illegible] عالم تک | سایہ بھی حضور کے نہ ہمراہ آیا

ایضاً

رہجاؤگے ہاتھ [illegible] گی یہ دھوکر | پچھتاؤ گے قربانہ رے رو کر
محسن کیا پوچھتے ہو چھوڑ کے گھر بار | جنت کو چلے چلو مدینے ہو کر

ایضاً

گر گلشن [illegible] کا ثمر بھی دستیان آ جائے | خلد حشر کا نقشہ نظر آسان آ جائے
مداح کے پاس عدد احمد ہون | جب روز حساب وقت میزان آ جائے

۱ [illegible]

مدیح خیر المرسلین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سمت کاشی سی چلا جانب متھرا بادل — برق کی کاندھے پہ لاتی ہی صبا گنگا جل

گھر مین اشنان کرین سرو قدان گوکل — جاکے جمنا پہ نہانا بھی ہی اک طول امل

خبر اڑتی ہوئی آئی ہی مہابن مین ابھی — کہ چلے آتے ہین تیرتھ کو ہوا پر بادل

کالے کوسون نظر آتی ہین گھٹائین کالی — ہند کیا ساری خدائی مین بتون کا ہی عمل

جانب قبلہ ہوئی ہے یورش ابر سیاہ — کہین پھر کعبے مین قبضہ نکرین لات و ہبل

دھر کا ترسا بچہ ہی برق لیے جل مین آگ — ابر چوٹی کا برہمن ہی لیے آگ مین جل

ابر پنجاب تلاطم مین ہی اعلی ناظم — برق بنگالۂ ظلمت مین گورنر جنرل

نہ کھلا آٹھ پہر مین کبھی دو چار گھڑی — پندرہ روز ہوے پانی کو منگل منگل

دیکھیے ہوگا سری کشن کا کیونکر درشن — سینۂ تنگ مین دل گوپیون کا ہی بیکل

راکھیان لیکے سلونونکی برہمن نکلیں
تار بارش کا تو ٹوٹے کوئی ساعت کوئی پل

ابکی میلا تھا ہنڈولے کا بھی گرداب بلا
نہ بچا کوئی محافہ نہ کوئی رتھ نہ بہل

ڈوبنے جاتے ہین گنگا مین بنارس والے
نوجوانون کا سینچر ہے یہ بڑھوا منگل

نہ وبا لاکیے دیتے ہین ہوا کی جھونکے
بیڑی بھادونکی نکلتے ہین بھری گنگا جل

کبھی ڈوبی کبھی اوچھلی مہ نو کی کشتی
بحر اخضر مین تلاطم سی بڑی ہی ہلچل

قمریان کہتی ہین طوبی سے مزاج عالی
لالۂ باغ سے ہندوئے فلک کھیم کسل

شب دیجور اندھیری مین ہی بادل کی نہان
لیلی محمل مین ہی ڈالے ہوی منھ پر آنچل

شاہد کفر ہے مکھڑے سی اٹھائی گھونگھٹ
چشم کافر مین لگائی ہوے کافر کا جل

جوگیا بھیس کیے چرخ لگائی ہی بھبوت
یا کہ بیراگی ہے پربت پہ بچھائے کمل

شب کو مہتاب نظر آئے نہ دن کو خورشید
ہی یہ اندھیر مچائے ہوے تاثیر زحل

وہ دھوان دھار گھٹا ہی کہ نظر آئی نہ شمع
گرچہ پروانہ بھی ڈھونڈھی اوسے لیکر مشعل

نور کے پتلے ہوے پردۂ ظلمت مین نہان
چشم خورشید جہان بین مین ہین آثار سبل

آتش گل کا دھوان بام فلک تک پہونچا
جم گیا منزل خورشید کی چھت مین کاجل

اہ بھی چل نہین سکتا وہ اندھیرا گھپ ہے
برق سے رعد یہ کہتا ہے کہ لا مشعل

جس طرف سے کئی بجلی پھیر اودھر آ نسکی
قلعۂ چرخ مین ہی بھول بھلیان بادل

فیض ترطیب ہوا نے یہ دکھائی تاثیر
زہرہ محلول ہے اخگر تو کھرل ہی منقل

آب آئینہ تموج سے بہا جاتا ہے
کہیے تصویر سے گرنا کہین دیکھ سنبھل

آج یہ نشو و نما کا ہی ستارہ چمکا
شاخ مین کاہکشان کی نکل آئی کوپل

دیکھتے دیکھتے بڑھجاتی ہی گلشن کی بہار
دیدۂ نرگس شہلا کو نہ سمجھو احول

خضر فرماتے ہین سنبل سے تری عمر دراز
پھول سے کہتی ہین پھلتا رہی گلزار امل

عطر افشاں ہے شمیمِ گل [illegible] سمن
نخل وادی موسیٰ سے [illegible] عسل

لہریں لیتا ہے جو بجلی کے مقابل سبزہ
چرخ پر بادلا پھیلا ہے زمیں پر مخمل

جگنو پھرتے ہیں جو گلشن میں تو آتی ہے نظر
مصحفِ گل کے حواشی پہ طلائی جدول

ہمزباں وصفِ چمن میں ہیں سب اہلِ چمن
طوطیوں کی ہے جو تضمین تو بلبل کی غزل

تختِ طاؤسیِ گلشن پہ ہے سایہ کیے ابر
چتر کھولے ہوئے فرقِ شہِ گل پہ سنبل

جس طرف دیکھیے بیلے کی کھلی ہیں کلیاں
لوگ کہتے ہیں کہ کرتے ہیں فرنگی کونسل

آہ قمری میں مزہ اور مزے میں تاثیر
سحر میں دیکھیے پھول آنے لگے پھول میں پھل

شاخ پر پھول ہیں جنبش میں ہے [illegible] سنبل
سب ہیں اٹھاتے ہیں گلشن میں ہوا اور بیدل

پھول ٹوٹے ہوئے بکھرے روشوں پر ہیں نسیم
یا سڑک پر ہیں ٹہلتے ہوئے گلگوں کوتل

شجری میں ہیں پیر مغاں کے نکالے ہیں شاہیں
حرمتِ دختر رز میں نظر آتا ہے خلل

ساتھ ساتھ آتے ہیں نالوں کے جگر کے ٹکڑے
شجرِ آہِ رسا میں نکل آئی کونپل

سبزۂ خط سے ہوا ہونے لگی سرخی لب
چمنِ حسن سے لالے اڑ گئے بنکر ہریل

[illegible] کی [illegible]
پھر لگا دی ہے مژگانِ صنم سے کاجل

خندہائے گلِ والیں سے ہوا [illegible]
کیا عجب ہے جو پریشاں ہے خوابِ مخمل

طرفہ گردش میں گرفتار عجب پیچ میں ہے
سرمہ ہے نیند مری دیدۂ بیدار کھرل

شاخِ شمشاد پہ قمری سے کہو چہچہا کر
نونہالانِ گلستاں کو سنائے یہ غزل

غزل

سمت کاشی کی گیا جانب متھرا دل
تیرتا ہے کبھی گنگا کبھی جمنا بادل

سمت کاشی سے گیا جانب متھرا بادل
برج میں آج سر کشن ہے کالا بادل

خوب چھایا ہے سر گوکل و متھرا بادل
رنگ میں آج کنھیا کے ہے ڈوبا بادل

شاہدِ گل کا لیے ساتھ ہی ڈولا بادل — برق کہتی ہے مبارک تجھے سہرا بادل

سطحِ افلاک نظر آتی ہے گنگا جمنی — روپ بجلی کا سنہرا ہی روپہلا بادل

چرخ پر بجلی کی چل پھر سی نظر آتا ہی — سبزہ چمکائے ہلاتا ہوا ابر چھا بادل

جھتلک برج مین چمنا ہی یہ کھلنی کا نہین — ہی قسم کھائی اوٹھائی ہوی گنگا بادل

بجلی دو چار قدم چلکے پلٹ جای نکیون — وہ اندھیرا ہی کہ پھرتا ہے بھٹکتا بادل

چشمۂ مہر ہے عکسِ زرِ گل سے دریا — پرتو برق سے ہی سونیکا بجرا بادل

میری آنکھونمین سماتا نہین یہ جوش و خروش — کسی بیدرد کو دکھلائے کرشما بادل

دلِ بیتاب کی ادنی سی چمک ہی بجلی — چشم پر آب کا ہی ایک کرشما بادل

تپش دل کا اوڑایا ہوا نقشہ بجلی — چشم پر آب کا دھویا ہوا خاکا بادل

اپنی کم ظرفیونسے لاکھ فلک پر چڑھ جائے — میری آنکھونکا ہی اوترا ہوا صدقا بادل

کچھ ہنسی کھیل نہین جوششِ گریہ کا ضبط — یہ مرا دل ہی یہ میرا ہے کلیجا بادل

جام عمرِ فلکِ پیر ہوا ہے لبریز — لیے آتا ہی جنازہ دیئے کاندھا بادل

راجہ اندر ہے پریخانۂ مے کا پانی — نغمۂ مے کا سرِ کیشن کنھیا بادل

جوش پر رحمتِ باری ہی چڑھا خُم مے — چشمک برق سی کرتا ہے اشارا بادل

دیکھتا گر کہین محسن کی فغان و زاری — نہ گرجتا کبھی ایسا نہ برستا بادل

مطلع

پھر چلا خامہ قصیدے کی طرف بعد غزل — کہ ہے چکر مین سخنگو کا دماغ شل

باغ مین ابر سیہ مست چڑھا کر آیا — جام خورشید مع میکدۂ برج حمل

چشم مکیش مین گلابی ہی کہ پھولا ہی گلاب — پھول کیوڑے کا کھلا ہی کہ کھلی ہی بوتل

جام لیے بادہ ہی کہتے ہین کہ رندونکو نہ چھوڑ — دست لے جام سے کہتے ہین کلیجونکو نہ مل

گوہرِ دل کو بڑی سنگدلی سے پیسا کشتی مے کو بنایا مرے ساقی نے کھرل

کیسی افسردگی کیا بات ہو مرجھانیکی غنچہ کہتا ہے لجالو سے کہ گلشن سے نکل

سیر مین دشت کی مصروف ہی جو پاؤن ہی لنگ شغل مین چاک گریبانکی ہی جو ہاتھ ہی شل

مصر والون کو یہ ڈر ہے کہ زلیخا کے لیے سر بازار نہ بکنے لگے سودے کا خلل

مے گلرنگ ہی کیا شمع شبِ تار کا پھول چلتے چلتے جو قلم ہاتھ سے جاتا ہی نکل

کیا جنون خیز ہی لکھنے مین صریر کلک کہ سیاہی سے ہی ہر حرف کو سودے کا خلل

ہی سخنگو کو نہ انشا کی نہ املا کی خبر ہوگئی نظم کی افشا رو خبر سب مہمل

دل مین کچھ اور ہی پر منھ سے نکلتا ہی کچھ اور لفظ بے معنی ہین اور معنی ہین سب بے اٹکل

کتنا بے قید ہوا کسقدر آوارہ پھرا کوئی مسند رہ بچا اوس سے نہ کوئی استل

کبھی گنگا پہ بھٹکتا ہے کبھی جمنا پر گھاگرا پر کبھی گذرا کبھی سوے چل

چھینٹے دینے سی نہ محفوظ رہی قلزم و نیل نہ بچا خاک اوڑانے سے کوئی دشت و جبل

ہان یہ سچ ہے کہ طبیعت نے اوڑایا جو غبار ہوئی آئینۂ مضمون کی دوچندان صیقل

رو بے معنی ہی بھٹکنے مین بھی اعلی کی طرف تاکتا ہی تو ثریا کی سنہری بوتل

اک ذرا دیکھیے کیفیت معراج سخن ہاتھ مین جام زحل شیشہ ہے زیر بغل

گرتے پڑتے ہوے مستانہ کہان تک پاؤن کہ تصور بھی وہان جا نسکے سر کے بل

یعنی اوس عرش کے میدان مین پہونچا کہ جہان خرمنِ برق تجلی کا لقب ہے بادل

تار باران مسلسل ہے ملائک کا درود ہے تسبیح خداوند جہان عز و جل

کہین طوبی کہین کوثر کہین فردوس برین کہین بہتی ہوئی نہرین وہ نہر عسل

کہین جبریل [illegible] ہین آشیانے کہین رضوانکا کہین ساقی کوثر کا عمل

کنز مخفی کے کسی سمت نہان ہونا سے اک طرف مظہر قدرت ہے عیان شیش محل

عاشق جلوہ طلبگار کہین چشم قبول
ناز معشوق کی پردے مین کہین حسن عمل

گل نیرنگی مطلق سے لہکتے گلزار
بے نیازی کے ریاحین سے مہکتے جنگل

باغ تنزیہ مین سرسبز نہالِ تشبیہ
انبیا جسکی ہین شاخین عرفا ہین کونپل

گل خوش رنگ رسولِ مدنی عربی
زیبِ دامانِ ابد طرۂ دستار ازل

نہ کوئی اوسکا مشابہ ہے نہ ہمسر نہ نظیر
نہ کوئی اسکا مماثل نہ مقابل نہ بدل

اوجِ رفعت کا قمر نخلِ دو عالم کا ثمر
بحرِ وحدت کا گہر چشمۂ کثرت کا کنول

مہرِ توحید کی ضو اوجِ شرف کا مہِ نو
شمعِ ایجاد کی لو بزمِ رسالت کا کنول

مرجعِ روحِ امین زیبِ دہِ عرشِ برین
حامیِ دینِ متین ناسخِ ادیان و ملل

ہفت اقلیمِ ولایت مین شہِ عالیجاہ
چار اطرافِ ہدایت مین نبیِ مرسل

جی مین آتا ہے لکھون مطلعِ برجستہ اگر
وجد مین آکے قلم ہاتھ سے جائے نہ اوچھل

مطلع

منتخب نسخۂ وحدت کا یہ تھا روزِ ازل
کہ خدا احمد کا ہے ثانی نہ احمد کا اول

دورِ خورشید کی بھی حشر مین ہو جائیگی صبح
تا ابد دورِ محمد کا ہے روزِ اول

شبِ اسری مین تجلی سے رخِ انور کی
پڑ گئی گردنِ رفرف مین سنہری ہیکل

سجدۂ شکر مین ہو ناصیۂ عرشِ برین
خاک سے پائے مقدس سے لگا کر صندل

افضلیت پہ تری مشتمل آثار و کتب
اولیت پہ تری متفق ادیان و ملل

لطف سے تیرے ہوئی شوکتِ ایمان محکم
قہر سے سلطنتِ کفر ہوئی مستاصل

مبحثِ جاہ مین اعلی کے ہین معنی ادنی
مصرفِ جود مین اکثر کا مرادف ہے اقل

شانہ حضرت کا ہی تشدید دو لام و اللیل
صاد مازاغ بصر سرمۂ چشم مکحل

جس طرف ہاتھ بڑھین کفر کے ہٹ جائین قدم
جس جگہ پاؤن رکھی سجدہ کرین لات و ہبل

تیری تشبیہ کا ہی آئینہ خانہ تنزیہ — شان بیرنگی مطلق ہی تجھے رنگ محل

ہی حقیقت کو مجاز آپکا حیرت کا مقام — بی نیازی کو نیاز آپکا نازش کا محل

ہو سکا ہے کہین محبوب خدا غیر خدا — اک ذرا دیکھ سمجھکر مری چشم احول

رفع ہونیکا نتھا وحدت و کثرت کا خلاف — میم احمدؐ نے کیا آکے یہ قصۂ فیصل

نظر آئے مجھے احمدؐ مین اگر وال دوئی — روز محشر ہون الٰہی مری آنکھین احول

پھر اوسی طرز کی مشتاق ہی مواجیِ طبع — کہہ اس بحر مین اک قافیہ اچھا بادل

غزل

کیا جھکا کعبے کی جانب کو ہے قبلا بادل — سجدے کرتا ہی سوی یثرب و بطحا بادل

چھوڑکر سیکدہ ہند و صنم خانۂ برج — آج کعبے مین بچھائے ہے مصلا بادل

سبزۂ چرخ کو اندھیاری لگا کر لایا — شہسوارِ عربی کے لیے کالا بادل

بحرِ امکان مین رسولِ عربی دُرِّ یتیم — رحمتِ خاص خداوند تعالیٰ بادل

قبلۂ اہلِ نظر کعبۂ ابروے حضور — ہوے سرِ قبلے کو گھیرے ہوے کالا بادل

رشک سی شعلۂ رخسار کے روتی ہے برق — برق کے منھ پہ ہی رکھے ہوے پلا بادل

دور پہونچی لبِ جانبخش نبیؐ کی شہرت — سُن ذرا کہتے ہین کیا حضرتِ عیسیٰؑ بادل

چشم انصاف سی دیکھو آپکے دندان شریف — دُرِ یکتا ہے تراگرچہ یگانا بادل

تھا بندھا تار فرشتونکا درِ اقدس پر — شبِ معراج مین تھا عرش معلیٰ بادل

آمد و رفت مین تھا ہمقدم برق براق — مرغزارِ چمن عالم بالا بادل

ہفت اقلیم مین اِس دین کا بجا یا ڈنکا — تھا تری عام رسالت کا گرجتا بادل

دین اسلام تری تیغ دو دم سے چمکا — یا اوٹھا قبلے سے دیتا ہوا کالا ندھا بادل

آستانیکا ترے دہر مین وہ رتبہ ہی — کہ جو نکلا تو جھکائے ہوے کاندھا بادل

تو وہ فیاض ہی در پر ترے سائل کی طرح
فلکِ پیر کو لایا دے کاندھا بادل

تیغ میدان شجاعت مین چمکتی بجلی
ہاتھ گلزار سخاوت مین برستا بادل

محسن اب کیجیے گلزار مناجات کی سیر
کہ اجابت کا چلا آتا ہے گھرتا بادل

مطلع

سب سے اعلیٰ تری سرکار ہی سب سے افضل
میرے ایمان مفصل کا یہی ہے مجمل

ہے تمنا کہ رہے نعت سے تیری خالی
نہ مرا شعر نہ قطعہ نہ قصیدہ نہ غزل

دین و دنیا مین کسیکا نہ سہارا ہو مجھے
صرف تیرا ہو بھروسا تری قوت ترا بل

ہو امر ارریشۂ امید وہ نخلِ سرسبز
جسکی ہر شاخ مین ہون پھول ہر اک پھول مین پھل

آرزو ہی کہ ترا دھیان رہے تا دمِ مرگ
شکل تیری نظر آئے مجھے جب آئے اجل

نام احمد بزبان ستر بلا میم مصدر
لب پہ ہو صلِ علیٰ دل مین مرے عزوجل

روح سی میری کہین پیار سی یون عزرائیل
کہ مری جان مدینے کو جو چلتی ہے تو چل

دمِ مردن یہ اشارہ ہو شفاعت کا تری
فکر فردا کی نکر دیکھ لیا جائیگا کل

یاد آئینۂ رخسار سے حیرت ہو مجھے
گوشۂ قبر نظر آئے مجھے شیش محل

میزبان بنکے نکیرین کہین گھر ہی تیرا
نہ اوٹھانا کوئی تکلیف نہونا بیکل

رخِ انور کا ترے دھیان رہے بعد فنا
میرے ہمراہ چلے راہ عدم مین مشعل

حذف ہون میرے گناہان ثقیل و رخفیف
آئین میزان مین جب افعال صحیح و معتل

میری شامت سی ہو آراستہ گیسوی سیاہ
عارضِ شاہدِ محشر ہو اگر حسنِ عمل

صفِ محشر مین ترے ساتھ ہو تیرا مداح
ہاتھ مین ہو یہی مستانہ قصیدہ یہ غزل

کہین جبریل اشارے سے کہ ہان بسم اللہ
سمت کاشی سے چلا جانبِ متھرا بادل

تمام شد

قطعہ تاریخ نتیجہ طبع جناب منشی امیر احمد صاحب متخلص بہ امیر سلمہ اللہ القدیر

نعت مین حضرت محسن نے قصیدہ لکھا — جسکا ہر شعر ہی گلزار جنان کا اک گل
ہاتھ آیا مجھے تاریخ کا مصرع یہ امیر — مدح محبوب رسل شمع سبل ناصر گل

تقریظ دلپذیر از فصیح و بلیغ بیمثل و بی نظیر باب مدینۃ العلم جناب منشی امیر احمد لکھنوی متخلص بہ امیر استاد جناب معلی القاب نواب رئیس رامپور زاد اقبالہم مادام الازمنۃ والدہور

مرے محسن نے کیسے کیسے مضمون نعت مین لکھا — کہ ہر مصرع سے جلوہ ہی عیان حسن طبیعت کا
عجب ہی آب و تاب اشعار تر مین لوگ کہتے ہین — عروس فکر کے سر پر بندھا سہرا فصاحت کا
عرق ریزی ہی طبع پاک کی یا در فشانی ہے — بھرا ہی گوہر شہوار سے دامن بلاغت کا
ہوئی صبح تجلی سے تجلی طور کی روشن — سراپا ڈھلگیا ہی نور کے سانچے مین حضرت کا
چراغ کعبہ کو قندیل کیجیے عرش اعظم کی — کہ روشن اسمین ہی مضمون معراج رسالت کا
تعلی کہ رہی ہی یہ مضامین کے قصیدے مین — کہ زور اللہ نے بخشا قلم کو دست قدرت کا
خبر لی اونچے اونچے شاعرون کی طبع عالی نے — مٹایا رنگ بیدل کیطرح کسے نام شوکت کا
ہر اک مضمون یہ کہتا ہی شمامہ حور جنت سے — نہین ہون پھول مین ہون عطر گلہای بہشت کا
جہان سے دیکھیے اشعار کو معلوم ہوتا ہے — کہ موجین مارتا ہی سامنے دریا سلاست کا
اثر یہ نعت محبوب الہی نے دکھایا ہے — برستا ہی ہر اک صفحے پہ گویا ابر رحمت کا
نظر آتا ہی بیان تشبیہ مین تنزیہ کا عالم — تعالی اللہ کثرت مین ہی پیدا رنگ وحدت کا
جو ہو فردوس کا مشتاق کہدو وہ یہان آئے — کہ جو قطعہ ہی اسمین قطعہ ہے گلزار جنت کا
جو شعر ہاتھ آیا صلے مین روضہ رضوان — شگاف خامہ سید سے آراستہ ہی باغ جنت کا
مہک بزم سخن مین پھیل جاؤ کیون نہ پھولو نکی — کہ ہی عطر بلاغت سے بھرا کنٹر فصاحت کا
ٹپک کر فکر کی شاخون سے جو مضمون آتا ہی — وہ پھل ہی نخل محبوب الہی کی محبت کا

لکھی تاریخ امیر اس نعت کے مجموعی کی مین نے — جو صفحہ ہی وہ اک سچا وسیلہ ہی شفاعت کا
۱۳۰۱ھ

حدیقۂ خاتم النبیین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہی منزل اک مہ کنعانی قلب اور مضطر میں
یہ مہمان عزیز ناو تر اہی کس اوجڑی ہوی گھر مین

نہ کوئی پوچھتا ہی اور نہ ذکر اسکا ہی دفتر مین
بڑا دیوانہ ہی محسن کہان آیا ہی محشر مین

نہی الفت کا میٹھا درو ہو تقسیم اعضا مین
کہ بسم اللہ طفل اشک کی ہی دیدۂ تر مین

وصال و ہجر مین ہی بیقراری یکحالت پر
نہین کیا اک گھڑی کا چین بھی میرے مقدر مین

خدا کے واسطے ای قیس کیون مجھکو ستاتا ہی
نہ کہنا تھا کہ ہی کچھ کچھ مروت میرے دلبر مین

شب ہجران الٰہی آج بھی کیا طی نہین ہوگی
اندھیرا جھک گیا وقت نماز صبح محشر مین

جگہ دے مجھکو میرے دلربا کے غنچۂ دل مین
بہار ابکی برس کھٹے مجھے زندان دیگر مین

نہ شمشیر ابرو پہلوان نے سر جھکائے ہین
ہماری بندگی کا سجدہ ہے محراب دیگر مین

لکھی ہی شکل موزون تیری ہر آئینۂ دل مین
ہر اک مصرع ترے قد کا ہزارون بحر کی بر مین

اوچٹنا خواب غفلت کا ہی آسان پر یہ مشکل ہی
کہ رحمت کا بھروسہ مجھکو چھینٹے دی محشر مین

عوض مین غمزے کر دیا کرشمہ کے عوض عقبی
لگا ہی ٹھیک سکہ سر خنامہ یار کے در مین

ہی جی مین اس غزل کی بحر مین بھر دیجیے گوہر
کہ تاب جلوۂ حسن بیان ہو آب دیگر مین

زمین شعر ہوا اعلی لمعنا مین عرش اعظم سے
چلے آتے ہین شوق مصرف نعت پیمبر مین

حسد کیون لامکان ہو وانہی افکار محسن کا
کسی دن معرکہ ہوگا عطارد مین سخنور مین

ہوا عالم معنبر صبح میلاد پیمبر مین مطلع
بسا ہی نالۂ جانسوز بلبل تک گل تر مین

بہار آئی ہے فصل بسکر و یاد خلد و کوثر مین مطلع
ابھی تک سبز [illegible] آنکی چاہ مین

بھری ہی شوکتِ شاہنشہی اللہ اکبر مین
مطلع اذان کی پنج نوبت بج رہی ہی ہفت کشور مین

نبوت کا تجمل مصطفا کی مسند آرا ہی
فلک کی ہفت اقلیم اور زمین کے ہفت کشور مین

شجاعت کا سلح خانہ نہان ہر چین ابرو مین
سخاوت کا خزانہ ہر نگاہ بندہ پرور مین

میانِ بدر شمشیرِ ہلالی اسقدر چمکی
کہ اتبک چاندنی پھیلی ہوئی ہی ہفت کشور مین

ہوا ہے اللہ اللہ مطلعِ انوار محبوبی
شرف کی پہلی منزل تھی نبی ہاشم کے اختر مین

بھرا علم لدنی حق نے سینے کے سفینے مین
کہ لہرین لے رہے ہین بحر مواج آپ کے بر مین

عیان فرما کے نورِ علمک مالم تکن تعلم
کلامِ پاک کے تارے اتارے قلبِ اطہر مین

عبادت پھولتی پھلتی رہی ذاتِ مقدس سے
ریاضت باغ باغ آکر ہوئی پاکیزہ پیکر مین

طواف اپنا کرے کعبہ یقین ہی اس سعادت سے
کہ خطبہ تھا شہِ کونین کا تقدیر منبر مین

نگاہین مہر طلعت کی مقابل خیرہ ہو جاتین
شبِ معراج اگر کاجل نہ ہوتی چشم اختر مین

پڑھا ہاتف نے بسم اللہ سبحان الذی اسرا
جب آیا خانۂ زین براقِ برق پیکر مین

فلک نے آبرو پائی جو چترِ فرق عالی کی
درِ شہوار انجم ہو گئے داخل نچھاور مین

باستقبال آیا مرحبا ے آدمؑ و عیسیٰؑ
جو پہونچا خدمتِ والا پدر عالی پدر مین

یدِ بیضا چراغ طور سے روشن کیے دستی
کہ سجدے مین جھکا ہو گا اندھیرا لستہ بھر مین

دعا یوسف کی اے ہر دل عزیز انجم تقربانت
رہے پیراہنِ محبوبِ خالق ترے بر مین

قلم ادریس کا مدحت نگارِ خلعتِ قدسی
کہ ساتون پارچے ٹھیک آئے اوسکے جسم اطہر مین

لے شکر یہ مین اوس بت شکن کو خوان صد نعمت
یہ مہمانی ہوئی باغِ خلیلِ ابن آذر مین

جوان ہاشمی کس شان سے بالاے عرش آیا
کہ آئی ہفت پشتِ آسمانِ پیر چکر مین

فلک کو عرش پر تھا ناز تقدیم قدم بوسی
مگر دیکھا تو کعبہ جھپ چکا تھا پہلے منبر مین

کلیدِ بابِ جنت نذر کی سلطانِ عالم کی مسہری پھولونکی مہکا کرے رضوان تری گھر مین

نہ کیون حدِ ادب پر ختم ہو جبریل کی عرضی کہ شمعِ قرب نے تاثیر کی پروانہ کی پر مین

بقربِ حاجبِ قوسین آپ پہونچے تو نہ تھا باقی ہر یک تیر کا پلہ کمانکش اور کمانگر مین

تعجب کیا معما کھل گیا گر میمِ احمد کا کہ ہی نیرنگ بیرنگی ہمیشہ رنگِ دیگر مین

خدا کا نام حق ہی مصطفیٰ کا نام بھی حق ہی نہان سرِّ حقیقت ہی مجاز ذاتِ اطہر مین

گھر اوسکا کعبہ اور اللہ اوسکے کعبہ دل مین خدا ہے اوسکے گھر اور وہ خدا ہی پاک کی گھر مین

پڑھون اک قطعہ پر نور جسکا مطلع روشن لکھین لوح بیاضِ آفتابِ صبح محشر مین

اوٹھین گی اونگلیان کلمی کی تیری سمت محشر مین مطلع جو پوچھین گے ہی کسکا دخل آج اللہ کی گھر مین

ترا اسمِ گرامی زیر بسم اللہ عنوان مین ازل کے ہر صحیفے مین ابد کے ہر رجسٹر مین

ترے انوار کا پرتو مہِ کنعان کی نقشے مین ترے بے سایہ کی تصویر عکسی مہر خاور مین

حسب مین اور نسب مین شرافت اور کرامت مین نہ تیرا مثل مظہر مین نہ تیرا مثل منظر مین

دلِ بیدار کا مانند ظاہر مین تہ باطن مین ضمیر پاک کا ثانی نہ مظہر مین نہ مضمر مین

ترے ہی نور سے نکلے زمین و آسمان بیشک نہان تھی ماضی و مستقبل و حال ایک مصدر مین

دمِ شمشیرِ موسیٰؑ تیری اصحابِ مکرم مین کمالِ آلِ ابراہیم تیری آل اطہر مین

ترے اقبال سے شانِ سلیمانی و داودی ہوئی یکجا ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ مین

وقارِ ہیبتِ ہارون ہی عباسؓ و حمزہؓ مین جلالِ تیغِ یوشع تیغ سلمانؓ و ابوذرؓ مین

تری نسبت سے ہی حسنِ یوسفؑ و صبرِ ایوبؑ ہی تحمل اندر امانِ جنت سبطِ اصغر سبطِ اکبر مین

رو جنت ملی ہی آکے تیرے آستانے مین شمیمِ خلد کوچہ کی نسیمِ روح پرور مین

تو وہ کوکب ہی جسکا لامکان تک نور پھیلا ہی نہین ہی اس شرف کا کوئی تارا آسمان بھر مین

نہین ہی اور نہ ہوگی اور کی طالع مین قسمت مین
جو تیری منزلت جو قدر ہے سرکار داور مین

وہ دن جلد آئے یارب جب پیش اعمال امت کے
قریب عرش کرسی ہو ترے دربار برتر مین

گنہگاران امت کی صفائی کی شہادت کو
تری چشم عنایت مُہر ہو ہر ایک محضر مین

کبائر پہلے پوچھے جائین جب سرکار عالی مین
ندامت سی صغائر منہ چھپا لین اپنا محشر مین

معافی کی ملے جاگیر تجھکو ایسی حالت مین
کہ دیگر عرضیان بحکم کے داخل ہون دفتر مین

عجب کیا گر کہین حضرت نے امت کی حفاظت کا
مچلکہ لے لیا دوزخ کی کارندون سے دم بھر مین

کراما کاتبین امید تشریف شفاعت مین
کہین لکھدین نہ نام اپنا گنہگارون کے دفتر مین

غرض ہر جا شفیع رحمۃ للعالمین تو ہے
زمین مین آسمان مین جنت الماوی مین محشر مین

نہین ممکن کبھی ادا ہو سکے مدایح شؤ مین وس لکھنا
جو کلک دو زبان ہو وہ زبان دست سخنور مین

وہ تیری مدح بس ہی جو لکھی خامہ نے قدرت کے
نبوت کی صحائف مین خداوندی کے دفتر مین

سخن یارب بکر دل کی تڑپ کے ساتھ حاضر ہو
سند لینے کو سرکار قبول خاص داور مین

رہے پہنے ہوئے قرآن کا جامہ سخن میرا
کوئی حرف غلط آئے نہ سہوا میرے دفتر مین

لکھے کلک قضا سے کاتب اعمال نقل اسکی
میرے انفاس کا ڈورا لگا کر اپنے مسطر مین

یہ نعت تازہ سنکر عندلیب شاخ طوبی تک
کہے کیا خوب طوطی بولتا ہے باغ عنبر مین

اسی در کی گدائی سد اسکندر ہو ہمت کو
نہ جاؤن مین کبھی دربار کسری مین نہ قیصر مین

سمایا ہو خیال دلربا ہر لحظہ و ہر دم
کہ میری جان آنکھون سے چلی اللہ کے گھر مین

نکیر و منکر آئین قبر مین میری یہی کہتے
کہ سو آرام سے یاد خدا اب بستر مین

لگا دین خاک پا ممدوح کی مداح کے منہ پہ
تیمم کر کے داخل ہون نماز صبح محشر مین

سفارش نامہ ہو مولی کا اس دست شکستہ مین
پکارین جب مجھے سرکار عالیجاہ داور مین

درودِ غیر محدود آپ کی روح معظم پر
تسلسل رشتہ ہی جب تک ابد کی سلک گوہر مین

سلامِ غیر معدود آل و اصحابِ اکرم پر
دوام عیش ہی جب تک بہشت روح پرور مین

غزل

کھلے تھے لب ابھی نالہ و فغان کے لیے
کہ مانگی خیر فرشتون نے آسمان کے لیے

فلک سے گذری گئی سیر لامکان کے لیے
اب آگے دوڑ کے ہی آہِ رسا کہان کے لیے

کہان سے لائی تھی مٹی مری یہان کے لیے
یہان سے پھر لیے جاتے ہین اب کہان کے لیے

کھلے نہ تھے لبِ بلبل ابھی فغان کے لیے
کہ سر جھکانے لگی شاخ گل خزان کے لیے

صنم کدہ سے اٹھون اب کدھر جہان کے لیے
کہان سے مجھکو اٹھاتے ہو تم کہان کے لیے

تڑپ تڑپ کے تو پہونچا ہون کوے دلبر تک
یہان سے ای طپشِ دل اٹھون کہان کے لیے

سواد نجد نہ صحراے بیستون چھوڑا
ہمارے شوق نے بھٹکے کہان کہان کے لیے

شبِ فراق نہ ہو روز انتظار نہ ہو
تو ہم بھی فکر کرین عمرِ جاودان کے لیے

قفس مین بیٹھے یہ سوجھی کہ آتشِ دل سے
لیے چلو کوئی چنگاری آشیان کے لیے

قضا نے کس لیے فرہاد و قیس کو چھیڑا
مجھی کو پہلے بلانا تھا امتحان کے لیے

بگولے نجد کے میدان سے دوڑ کر پہونچے
ترے شہید کے مرقد کی سائبان کے لیے

ہجو ہی مین لکھیو وہ نشانِ یار کی تعریف
نہ چھوڑیے کوئی مضمون کہکشان کے لیے

بہار آئی یہ نشو و نما کا عالم ہے
کہ بلبلون نے سبق گل سے گلستان کے لیے

غزل سرائی رندانہ ہو چکی یارو
کھلین گے لب مرے اب لربا بیان کے لیے

سخن کی چاشنی جان ہو وہ کیون نہ للچائے
زبان کی لیے اور پھر مری زبان کے لیے

ازل مین جب ہوئین تقسیم نعمتین محسن
کلام نعتیہ رکھا مری زبان کے لیے

مطلع غزل نعت

سخن کو رتبہ ملا ہی مری زبان کے لیے ‏ زبان ملی ہی مجھے نعت کی بیان کے لیے

زمین بنائی گئی کسکی آستان کے لیے ‏ کہ لامکان بھی اُٹھا سر و قد مکان کے لیے

بنایا تجھکو خدا نے ہر اک جہان کی لیے ‏ جہان جہان تھی ضرورت وہان وہان کے لیے

جو رتبہ دہر مین ہی تیری آستان کی لیے ‏ نہ آسمان نہ اوسکے فرشتہ خان کے لیے

ترے زمانے کے باعث زمین کی رونق ‏ ملا زمین کو رتبہ ترے زمان کے لیے

ازل مین چُن لیے خالق نے رنگ رنگ درود ‏ بجائے لعل و گہر تیرے ارمغان کے لیے

کمال اپنا دیا تیرے بدر عارض کو ‏ کلام اپنا اُتارا تری زبان کے لیے

اُٹھائے آپ کی شاہنشہی کا بار شکوہ ‏ یہ ظرف الٰہی زبان کی لیے مکان کے لیے

تو مصر منزلِ مقصد کا سعد اکبر ہے ‏ جو مشتری مہِ کنعان تھا کاروان کے لیے

نکالی ڈوبی ہوئے بیڑی دین کی اور نوح ‏ تھے ناخدا مگر اک کشتیِ روان کے لیے

لکھا قلم نے یہ پڑھکر درود کرسی پہ ‏ بچھی رہے یہ کسی خوانندہ میہمان کے لیے

بنی ہے نار ترے دشمنون کے جلنے کو ‏ بہشت آپ ہی کے عیشِ جاودان کے لیے

چمک گئی تری یارون سی منزلِ توحید ‏ یہ چار ارکان بنائے ہین لامکان کے لیے

احد کے پہلو مین کیا کہ رہا ہی نقطۂ میم ‏ بلاؤ قدسیون کو حلِ چیستان کے لیے

دکھائی خامۂ تنزیہ حق نے تیری شبیہ ‏ جو بے نشانی کو خواہش ہوئی نشان کے لیے

قطعہ

تھی خوش نصیبی عرش بریں شبِ معراج ‏ کہ اپنے سر پہ قدم شاہ مرسلان کے لیے

ہزار رشک کرے لیکن ایسی وقعت کی ‏ تھی سرنوشت کہان فرق فرقدان کے لیے

نہ دی کبھی ترے عارض کی مہر سے تشبیہ ‏ رہا یہ داغ قیامت تک آسمان کے لیے

کمال حُسن دکھاتا ہے ماہ تو کہدو
کہ صبح دم مری گھر آئے امتحان کے لیے

سوائے آئنۂ جلوہ شہ لولاک
نہ تھا محل کوئی تصویرِ کُن فکان کے لیے

نہ تھا بجز قدِ بالائے سرورِ عالم
جو کوئی تیر تھا قوسین کی کمان کے لیے

نزول نسخۂ پاکیزۂ کلام مجید
ترے عروج تری عہدہ کی بیان کے لیے

ترا عروج باین منزلت باین توقیر
نزول رحمتِ خلاقِ انس و جان کے لیے

عجب نہین جو کہے تیرے فرش کو کوئی عرش
کہ لامکان کا شرف ہی تری مکان کے لیے

ترا ظہور ہوا جب قریب بو الکفر
حمل مین آیا ہی سورج مری خزان کے لیے

بہار بڑھ گئی حضرت کے جان نثارون سے
اِسی چمن سے قلم لی گئی جنان کے لیے

کریگا کیا تری توصیف کلکِ مُنشیِ چرخ
زبان چاہیے مُنھ چاہیے بیان کے لیے

خدا کے سامنے محسن پڑھونگا وصف نبیؐ
سجے ہین جھاڑ یہ باتو کی لامکان کے لیے

مصرع طرح

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

حالت نہ پوچھیے مرے شیب و شباب کی
دو کروٹین تھین عالمِ غفلت کی خواب کی

تارِ نفس نے دین خبرین اضطراب کی
اللہ خیر ہو دلِ خانہ خراب کی

شرم گناہ شکل مٹا دے عذاب کی
ای طفل اشک دھو مری فردین حساب کی

برباد کی اُمنگ ہمارے شباب کی
مٹی خراب ہو دلِ خانہ خراب کی

چھوٹے نہ پائی خشک بھی تر دامنی مری
محشر مین دھوپ ڈھلنے لگی آفتاب کی

دفتر کھلا جو میرے گناہون کا صبحدم
دیکھا تو شام ہو گئی روزِ حساب کی

اونکو کبھی خیال ہو میرا یہ وہم ہے
جاگین مرے نصیب باتین ہین خواب کی

ساقی نے یہ کہا مری بالین پہ وقت نزع — بحرِ فنا مین ڈوبی ہی کشتی شراب کی

دم توڑنے لگا جو ترا مست چشم ناز — دونوں مین موج کھینچ کے بھیجی شراب کی

میدان حشر مین پئے رندان تشنہ کام — پیر مغان سبیل لگا دے شراب کی

دیکھے گئے جو میرے گناہان بیحساب — بخشش مرے خدا نے مری بیحساب کی

نازل ہوئی فلک سے بلا میرے واسطے — ہر موج کو تلاش تھی میرے جواب کی

تیر مژہ کو تولے رہین مردمانِ چشم — کہد و گمان ہے دلِ خانہ خراب کی

حالت تباہ کسکی ہے دورِ حضور مین — ایمان کی عقل کی دلِ خانہ خراب کی

دین سے مٹا دیا مجھے دنیا سے کھو دیا — ہین سب خرابیان دلِ خانہ خراب کی

کین تمنے ابتدا مین غضب کی لگاوٹین — عادت خراب کی دلِ خانہ خراب کی

ہی بھول کسکے عشق مین از خود فراموشی — یادش بخیر اِس دلِ خانہ خراب کی

دھبا لگا کفن کو مرے جسم زار سے — کا ڑا مجھے زمین کی مٹی خراب کی

کیا قہر ہے چھوڑا کے گلستانِ میکدہ — لائے بہشت مین مری مٹی خراب کی

رسوا کیا مرا غم دل فاش کر دیا — طوفانِ اشک نے مری مٹی خراب کی

اے یار تو نے بزم مین غیرونکے سامنے — چھینٹے نہین دیئے مری مٹی خراب کی

پھرتا رہا جو ناقہ لیلی اِدھر اُدھر — دشتِ جنون مین قیس کی مٹی خراب کی

سُرخی کٹا کے خونِ شہیدانِ عشق کی — اے آسمان زمین کی مٹی خراب کی

مضمون نعت مین پڑھو محسن کوئی غزل — کیون گلکدہ مین شعر کی مٹی خراب کی

مطلع غزل نعت

اوٹھتی ہی لامکان سے چلمن حجاب کی — آمد ہے کس مہیمن عالی جناب کی

مصحف کا ایک صفحہ جبین ہی جناب کی — تقریظ حق نے لکھی ہی اپنی کتاب کی
یا ایہا النبی علی وجہک السلام — سرخی کتابتین مین ہر ایک باب کی
پنکھے پرون کی قدسیون کے زیب دوش تھے — جس شب کو گرم تھی ہواری جناب کی
چلنے لگی ہوائے شفاعت جو تیز تیز — آتش نہ کیون کہے مری مٹی خراب کی
تھا تو ہی تو اشاعتِ توحید کے لیے — تھی فرد ازل سے فرد ترے انتخاب کی
جب انبیا مین حق نے تجھے منتخب کیا — سطرین اوچھل پڑین ورقِ انتخاب کی
ارواح انبیا کو وہ نسبت ہی تیری ساتھ — جو نسبت آفتاب سی ہی ماہتاب کی
وہ آنکھ پھوٹے جسکو دکھائی نہ دے خدا — جب یاد آئی سرورِ عالیجناب کی
جسمین نہ ہو محبتِ محبوب حق کا گھر — مٹی خراب اوس دلِ خانہ خراب کی
پہونچے فلک پہ تیرے قدم کی مٹی ہوے — ذرون کو لی اوڑھی ہے ہوا آفتاب کی
بالائے ہفت چرخ ہی محبوب حق کا نور — ہی لامکان میں دھوپ سی آفتاب کی
تا حشر تیری مدح سے ہو میری آبرو — اشراق اسی وضو سے ہو روز حساب کی
مقصود آفرینش و محبوب کبریا — کیا بات ہی جناب رسالت مآب کی
پہلے پڑھا سوال نکیرین سے درود — کیا بات ہی مرے دلِ حاضر جواب کی
یارب ہو خاتمہ مرا حضرت کے نام پر — بس یہ اخیر فصل ہے میری کتاب کی
محسن کی التجا ہے فنا فی الرسول ہو — اے بحر فیض لے خبر اپنے حباب کی

خمسہ از جناب مولوی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ بر غزل حضرت برادر معظم خود مدظلہ العالی

کسی منکر کی نہ انکار و ابا چلتی ہے — کسی طالب کی نہ تسلیم و رضا چلتی ہے
نئی چالین مرے قاتل کی ادا چلتی ہی — دشمن و دوست پہ شمشیر جفا چلتی ہے

آج کچھ اور ہی مقتل مین ہوا چلتی ہے

چال سیدھی جو زمانہ کی ادا چلتی ہے
دیکھیے اب رہِ الفت مین وفا چلتی ہے
کجروی پھر فلکِ پیر کی کیا چلتی ہے
گل و بلبل کو لیے ساتھ صبا چلتی ہے

کچھ عجب رنگ کی گلشن مین ہوا چلتی ہے

تھے جو عشاق تری عقل و خرد کو کھوئے
چین سے بعد فنا بھی نہ لحد مین سوئے
باہمی رشک سے جیتے رہے تب تک روئے
نوک مژگان کی تصور نے یہ کانٹے بوئے

کہ چھری آج میانِ شہدا چلتی ہے

کیا بری گزری مری عمر گرامی اوقات
یہی دو چار نفس اور ہین باقی ہیہات
کٹ گئی باتون ہی باتون مین جوانی کی رات
جھلملاتی نظر آتی ہے مجھے شمع حیات

صبح پیری ہے عیان بادِ فنا چلتی ہے

کون کہتا ہے کہ تھوڑی بہت طاقت ہے
کیسی امید فقط یاس ہے اور حسرت ہے
غش پہ غش آتے ہین واللہ یہ کیفیت ہے
اے مسیحا ترے بیمار کی وہ حالت ہے

نہ دوا چلتی ہے اور نہ دعا چلتی ہے

کوئی لایا تو نہین کھینچ کے احسن بالجبر
آنے دیتا وہ نہین جنکے لیے آتا ہے ابر
دو گھڑی اور بھی تنہائی پہ کرنا تھا صبر
حشر مین آئے عبث چھوڑ کے تہخانۂ قبر

کیا خبر تھی کہ ابھی گرم ہوا چلتی ہے

گرچہ تنہائی سے ہے وحشتِ خاطر لیکن
دھوپ و ترجای خدا کے لیے ڈھل جائے دن
ایسی آفت مین نکلنا بھی تو ہے ناممکن
کیون نکلتے ہو ابھی کنج لحد سے محسن

حشر کا دن ہے بہت گرم ہوا چلتی ہے

انیس آخرت

۱۳۲۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ازل سے عشق حسن بے نشان کے روے تابان کا
لیئے صد فتنہ محشر ہوا مہمان دل وجان کا

شادی ہوگئی ناگہہ کھلا ہے شہر جانان کا
مگر جو آئے اک چھاپہ لیے خون رگ جان کا

یہ وہ مقتل ہے جسمین اہل دل تحریمین ذبح
نکلنا جان ہی کا ہے نکلنا پورے ارمان کا

نمک پروردہ ہے ہر زخم دل وقت شہادت کا
کہو چھیڑے نہ شور حشر ذکر اپنے نمکدان کا

خداوندا بڑھے اس سرزمین کی ہر قدم دولت
خزانہ ہو ہر اک ویرانہ مین گنج شہیدان کا

قطعہ

مشیر خاص شاہ عشق کا ہے ور جہ دربان
روان ہے سکہ قلب بیقرار وچشم گریان کا

نظامت مین نظام الملک والملت ہے نامی
دبیر الدولہ اسکے خالصہ مین داغ حرمان کا

ہزارون مثل قیس وکوہکن ہین سر بکف حاضر
اجارہ کیا انہین دو کو ملا کوہ وبیابان کا

دل پر سوز بسمل شمع ہے دیوان والا کی
کنول خوشرنگ زیب بزم ہے خون شہیدان کا

کرامت آپکی لطف ونوازش کی ہے زہریلی
زمرد ہے نگینہ خاتم دست سلیمان کا

ہی ہو حق عاشقون کے بوریا پر آہ وزاری کا
نہین نالون سے خالی کوئی گوشہ نیستان کا

نہین آسان اوٹھانا عشق کی چوٹین دل وجان پر
کلیجہ ہاتھ بھر کا لائے جو ہو مرد میدان کا

ہو ادنی کام دلکا ٹکڑے کرنا کاوش غم سے
لٹانا چشم پر خون سے خزانہ لعل ومرجان کا

وصال یار جانی مین تصور رنج فرقت کا ہی اک پہلو مین دلبر دوسری پہلو مین درد ہجران کا

ستم محبوب سے پہونچے تو سمجھے مہربانی ہی چلے سر پر جو آرہ بار ہو گردن پہ احسان کا

خلیل خاص وہ ہی جو بھڑکتی آگ مین گر کر ہر اک انگارہ کو سمجھے کہ خاکہ ہی گلستان کا

ذبیح اللہ سے یہ قول تھا مردانہ ہمت کا جو آئے دوڑ کر ذبح مین ہی شیر اس نیستان کا

اسی دار الشفا مین ہی یہ نسخہ حفظ صحت کا کہ صد بار درد ہون لیکن خیال آئی نہ درمان کا

بحکم کنت کنزاً مدعا تھا آفرینش سے بشان دلبرائی بندہ کرنا نوع انسان کا

ملا پہلے شرف سب انبیا کو عشق کامل کا کہ انکے دیدہ و دل مین بھرا تھا نور عرفان کا

انھین مین ایک عند اللہ اولیٰہم و اعلاہم عزیز حسن وہ الفت عاشق و محبوب سبحان کا

کیا ہر اک نبی کو اہل عرفان اس ہدایت سے کہ لوث شرک سے ہو پاک کعبہ ہر دل و جان کا

پے تکمیل مقصد دور آخر کیلیے ٹھہرا کہ جسکے نام نامی سے ہو سکہ دین و ایمان کا

ہوا بالجملہ کو دور ہدایت ایک مدت تک قدم مرکز سے ہٹتا ہی رہا کھلا نادان کا

ضلالت روز افزون دیکھکر رضوان ہو حیران کہ یہ حالت ہی تو اللہ ہی میرے گلستان کا

تلاش شہ مین پہونچے دیدہ ہائے منتظر جنت تک کھلا اک تختہ گویا لامکان مین نرگستان کا

تقاضائے طلب مین یون ہوا رطب اللسان دل سے گل گلزار قدسی سرو خلّت کے خیابان کا

کہ یارب بھیج اوسکو جو کہ اپنے علم و حکمت سے کرے نور یقین سے دیدہ بینا ہر دل و جان کا

بفرمان قبول دعوت الواح زبرجد نے بتایا قرب مقدم درۃ التاج رسولان کا

پکارے چرخ کے جو منبرے سی یون مسیح آخر وہ دیکھو قبلہ کے رخ پر ہلال ابروے ایمان کا

غرض ان مژدہ ہای جانفزا کے بعد وقت آیا ظہور مصطفےٰ فخر رسل محبوب یزدان کا

رخ پر نور جسکا مہر انور صبح قدرت کا تن بے سایہ اک مصداق کامل ظل سبحان کا

کہا روح القدس نے الثویدلے عالمِ ہستی
زمانہ آگیا توحید کی مدت کے ارمان کا

اندھیرا چھا رہا تھا ہر طرف کفر و ضلالت کا
یہ ہی خورشید ایمان مشرقستان مغربستان کا

تزلزل آگیا نوشیروان کے قصر عالی مین
مٹیگا نام تک اک روز گبر نامسلمان کا

صنم مٹی مین مل جائینگے گل آتشکدے ہونگے
ضلالت روئیگی رکھ رکھ کے منھ پہ منھ شیطان کا

بہت خوشرنگ و بو کے گل کھلے باغ نبوت مین
مگر یہ عطر مجموعہ بنا پورے گلستان کا

کلید رحمت حق کا اشارہ ہے کہ کھل جائے
ادھر باب شفاعت اور طرف دروازہ غفران کا

پڑھون اب وہ غزل محسن کہ جسکا مطلع عالی
وظیفہ ہو ہر اک قدسی طبیعت اہل عرفان کا

غزل

ہی بیرنگی کے آئینہ مین نقشہ شکل انسان کا
تعالیٰ شانہ یہ روپ ہی کس حسن پنہان کا

تو ارد شکل موزون مین ہی مضمون قرآن کا
مگر اللہ رے مطلع ناظم قدرت کے دیوان کا

مورخ اگلے وقتونکا ہی عشق اس سے کوئی پوچھے
کہ حق کے بعد ازل مین نور تھا کس ذی تابان کا

کہون ایمان کی تو سو بار اوٹھالون سر پہ قرآن کو
کوئی ثانی نہ یزدان کا نہ اُس محبوب یزدان کا

وہ زیب عرش عالی ہی وہ شان لایزالی ہی
مثال بے مثالی ہی شرف ہی دین و ایمان کا

صفی اللہ کا پیارا خلیل اللہ کا جانی
لب عیسیٰ کا ہمدم ہمزبان موسی عمران کا

وہ قاتل کفر و ظلمت کا وہ ماحی شرک و بدعت کا
وہ حامی اپنی ملت کا وہ ناسخ دیگر ادیان کا

وہ ہم صورت ہی معنی پرور عالم کی رحمت کا
وہ ہم معنی ہی صورت آفرین کے لطف و احسان کا

خمیدہ نخل اعجاز اوسکے اثمار خوارق سے
رسیدہ میوہ اوسکی تربیت سے زہد و عرفان کا

بتون کو مثل مرد اسنگ پیادست قدرت نے
بنایا اپنے ہاتھون سے جو مرہم زخم ایمان کا

قدم پہ زیب عرش پاک کا وہ تخت زرین کا
کہان پایہ محمد کا کہان پایہ سلیمان کا

وہ عزت انبیا مین جو مہ تابان کی انجم مین
وہ رتبہ اولیا مین جو رعیت مین ہو سلطان کا

لقب اُمی و مثل لوح محفوظ اوسکے سینے مین
بھرا علم اولین و آخرین پیدا و پنہان کا

فصاحت کلمہ پڑھتی تھی لب جان بخش حضرت کا
زبان شستہ گویا نسخہ تھا اعجاز قرآن کا

حمایت اہل عالم کی اشارہ عین رحمت کا
شفاعت عاصیونکی اک کرشمہ چشم احسان کا

ہر اک موج اوسکے دریاے عطا کی چشمۂ کوثر
گل خود رو گلستان کرم مین باغ رضوان کا

ق

شب معراج مین حق نے بلایا اوسکو پاس اپنے
کیا اسطرح کا پاس اپنے محبوب اپنے مہمان کا

بٹھایا خلوت تنزیہ مین اوسکو تن تنہا
فرشتہ بھی جہان پہونچے ملائک کا نہ انسان کا

خودی سے بعد جو پہلے الف کو نون ایمان سے
خدا سے قرب جو پچھلے الف سے نون ایمان کا

خدا جانے حبیب کبریا جانے کہ کیا گذری
ہوا جب سامنا عشق آفرین کے روے تابان کا

مناجات

الٰہی مجھکو کر دے وہ شہید اپنی محبت کا
کہ ہر نوک مژہ فوارہ ہو خون رگ جان کا

وہ لو حُبِّ محمد مصطفےٰ کی گھر کرے دل مین
دو عالم ہو چراغ کشتہ جسکو طاق نسیان کا

اوسکے صدقہ مین کٹ جائے آفت دین و دنیا کی
رہے چلتا سر مشکل پہ آرہ سین آسان کا

مجھے لیجائے یارب آب و دانہ اوسکے قصبہ مین
جہان ہر بیت کا ہے ہمسوا نہ باغ رضوان کا

اوسیکا شوق اوسیکی آرزو ہو وقت مرگ ان
رہے تا روز محشر سر پہ سایہ اوسکے دامان کا

مٹا دے ہند سے نام و نشان طاعون کا
کہ یہ کافر ہے دشمن ہر مسلمان نامسلمان کا

تقریظ قصیدۂ مصنفہ جناب مولوی محمد محسن صاحب دام فیوضہ از قمرالدین احمد تلمیذ جناب سید مبارک حسنین صاحب صدق رئیس اعظم جونپور کہ از ہر فقرہ تاریخ بر مے آید

سبحان اللہ سخن اعجاز مسیح یا قصیدہ ہے — مقبول محققان نعت نبی برگزیدہ ہے
محسن مصنف فصیح گفتار ہے — سخنور بہزاد کامل عیار ہے
یمین کلام محسن خلق قبلہ نما ہے — الحق سخن بے ہمتا ہے
حق الیقین تقریر ملیح ہے — رشک سحبان و حسان زیب فزای انجمن کلام فصیح ہے
شعرای نامی محسن آپکے خوشہ چین ہین - — واقعی آپ زیب جہان افضل ترین ہین
سخنوران کامل فصیح زبان مانتے ہین - — عقلا اوستاد یکتاے دوران جانتے ہین
الحاصل آپکی صفات چھوٹا منھ بڑی بات ہے — مجھسے ہیچکارہ افسردہ کو از قبیل ممتنعات ہے
دعای بقای دولت و سلامتی پر اکتفا ہے — بندہ گویا افتخار سمجھتا ہے
خدایا جبتک سلسلہ کلام رکن ایمان رہے - — مداح صاف ضمیر رونق جہان رہے
قطعات تاریخ اندک ہدیہ ہے — حصول طرۂ سعادت کا ذریعہ ہے

۱۹۰۴ء — ۱۹۰۴ء

تقریظ و تاریخ

جزاک اللہ قصیدہ گفت محسن	ہمہ موج بحر جود دار روانے	لقبن نظم او یکتای دہر ست	کہ ہم معجز داد آن ثانے
صفات طبع موجش چہ گویم	کلامش اگر گریتوانے	معانی و بیانش پر لطافت	ببین معجز صبح مثانے
عروج نظم او شد غیرت چرخ	چہ دارد رفعت و شان معانے	فصاحت ہین الفاظ قصیدہ	بلاغت ابراہم آرد معانے
زمین نظم دارد رفعت و شان	بیانش رشک دریا در روانے	کلام آورد حال و قال صوفی	بسالک روش نالیش درفشانے
میسر فیض یابی شاعران را	شدہ احسان محسن نکتہ دانے	کجا وصف کلام محسن از من	قم خاموش تاریخش بخوانے
	سحرش غیبیا من گفت سالش	تعالی اللہ کتابی کامرانی	
		۱۳۲۲ھ	

دیگر

چہ احسان کرد محسن ز قصیدہ	کہ قلب مومنین فرمود مسرور	رقم کردم قم تاریخ مطبوع	کتابے آفتاب مطلع نور
			۱۳۲۲ھ

دیگر

پے محسن صلہ وارد قصیدہ	مہیا قد جنت کرد رضوان	قمش کام فکر سال فصلی	ولم گفتا طلوع ماہ رخشان
			۱۳[illegible]ف

دیگر

نظم پاکیزہ و کلام نفیس
دل پسندیدہ انبساط روح

سال تاریخ اے قمر لکھدو
سخن پاک جو نشاط روح
۱۳۲۲ھ

دیگر

محسن نے لکھی جو نعت احمد
اعجاز ہے دیکھیے کرامت

پائینگے صلہ خدا جو چاہے
ہر بیت کو بدلا قصر جنت

لکھے ہین قمر مسیحی تاریخ
احمد ہے ذریعۂ شفاعت
۱۹۰۴ع

قطعات تاریخ قصیدۂ جناب مولوی محمد محسن صاحب از ہیچکارہ نظر الدین احمد خلف اکبر منشی قمر الدین احمد صاحب قمر سب انسپکٹر پنشنر تلمیذ جناب سید مبارک حسین صاحب صادق رئیس اعظم و آنریری مجسٹریٹ و وکیل شہر جونپور

قصیدۂ نوشتہ بہ از آب زر
مزین حروفش مطلا ورق

دل مومنان شاد و خرسند گشد
رخ منکران راشدہ رنگ فق

نظر گفت عام مسیحی بو جد
اکہ بیمثل منظوم مقبول حق
۱۹۰۴ع

دیگر

چہ خوش مود محسن قصیدۂ نعت
پسندیدۂ خاطر مومنان

نظر مصرع سال تصنیف گفت
زہی نظم مطبوع معجز بیان
۱۳۲۲ھ

دیگر

نعت لکھی جناب محسن نے
اہل اسلام کو ہوئی فرحت

سال تصنیف اے نظر کر عرض
کیا قصیدہ ہے آیت رحمت

قطعات تاریخ قصیدۂ جناب مولوی محمد محسن صاحب کاکوروی از فکر سید نظر علی خلف اوسط سید محمد طاہر علی طاہر سلمہ القادر متخلص تائب فرخ آبادی

چند نظم برتر محسن
ہر کہ دیدش بسان گل بشگفت

سال تاریخ یافتن اے تائب
اول ثنائے خدا تو عالم گفت
۱۳۲۲ھ

دیگر

نظم کرد چون کلام بلیغ
حضرت محسن مدیح رسول

سال تصنیف گفتم اے تائب
نظم مدح محمدی مقبول
۱۳۲۲ھ

قطعات تاریخ قصیدۂ جناب مولوی محمد محسن صاحب کاکوروی وکیل عدالت مینپوری از بندہ محمد یوسف خلف اکبر محمد اسمٰعیل جونپوری حنفی قادری

چنان کہ حضرت محسن قصیدۂ کرد رقم
جواب نظم نہ ہرگز کسے شنید نہ دید

چہ طبع گشت کلام فصیح و نظم بلیغ
شعاع تابش مضمون باوج ماہ رسید

دلم بگفت کہ یوسف چہ سال مستو است
کہ صورت است لقندیل عرش - بر خورشید
۱۳۲۲ھ

شفاعت ونجات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً

اسرار معانی در عشق

ذرا عشق اِدھر دیکھے بھالے ہوئے
قدم اے ستمگر سنبھالے ہوئے

نہ چلنا کہین وہ قیامت کی چال
کہ لاشے شہیدون کے ہون پائمال

جفا تیری چتون مین اے بیوفا
سر وہی کے قبضے مین دستِ قضا

ہوے گرچہ لاکھون تہِ تیغ جور
ادا کہتی ہے میری خاطر سے اور

جو تو رہنما ہے تو رہزن ہے کون
تجھے دوست سمجھین تو دشمن ہے کون

تری بیوفائی کرم کا ستم
تری کج ادائی ستم کا کرم

صفین صاف بربادِ لشکر ہوئے
کبھی تیرے میلے نہ تیور ہوئے

نظر بند تیرے ستائے رہین
مگر آنکھین چتون چرائے رہین

ترے داغ سے دل مین گلکاریان
ترے دم سے آنکھون مین چنگاریان

کہین تو ہے آتش کہین رودِ نیل
بچین یا الٰہی کلیمؑ و خلیلؑ

کیا تیرے زندان نے یوسفؑ کو بدر
ہوے تیرے مقتل کو عیسیٰؑ پسند

نمک تیرا زخمون مین ایوبؑ کے
کھٹک تیری دیدان مین یعقوبؑ کے

ہوا ثعلبِ یونسؑ ز بعدِ دہور
کما ہی حقیقت پہ تیری عبور

ترا نجد اچھے ہنون کا بگاڑ — ترا بیستون بگڑے دل کو پہاڑ

نہ شیخ و برہمن کے ٹھہرے قدم — کشاکش مین ہین تجھ سے دیر و حرم

جہانگیر ہے نکہت دلربا — ہے کس فتنے مین عطر ڈوبا ہوا

جوانان گلشن کو ہر دم فشار — نہ مانگے کہین خون بہا لالہ زار

چمن کو ہوا تیری ایسی لگی — رگ گل سے بلبل کو پھانسی لگی

ترا دیر ہے قبلۂ کائنات — ترا کعبہ ہے مرجع سومنات

ترا طور کیف انا الحق سے مست — ترا وادیِ ایمن آتش پرست

برہمن کو بت بن کے دھوکا دیا — بتون کو خدا کہ کے بندہ کیا

پڑا سایہ جس پر فنا ہو گیا — پری بن کے تو اک بلا ہو گیا

تپش مہر محشر کی بڑھتی ہوئی — ترے حسن کی دھوپ چڑھتی ہوئی

نہ گیسو کا مثل اور نہ رخ کا بدل — وہ شام ابد ہے یہ صبح ازل

ترے موئے مشکین بلا در بلا — ہر اک طرہ ہنگامۂ کربلا

کہان بل کہان پیچ تقدیر کے — یہ لٹکے ہین زلف گرہ گیر کے

وہ چمکے شہید ان ابرو کے داغ — کہ گل ہو گئے مسجدون کے چراغ

کوئی چشم کافر ہے اس آن کی — قسم کفر کھائے تو ایمان کی

ستم تیر مژگان کا اٹھتا نہین — کسی دل کا اتنا کلیجا نہین

جو سیدھی بھی ہو تیری ترچھی نظر — تو ہو اک زمانہ ادھر کا ادھر

خموشی کے پردے مین معجز بیان — دہن گو مگو کی ہے اک چیستان

کمر تیری ہوتی تو کہتے بشر — کہ ڈوبا ہے تو خون مین تا کمر

وہ عالم ہے کاہ اور تو کہربا
کشش ہے ترا قامتِ دلربا

کھنچی تیرے قامت کی تصویر ہے
کشش کیا قیامت کی تصویر ہے

قطعہ

چہ خوش گفت روشن ولی اہل حال
کہ حشر ست سودائے شوقِ وصال

جہان تا جہان از ابد تا ازل
کشش مظہرِ شاہدِ لم یزل

قیامت اسی جذب کا ہے خطاب
فنا و بقا شبنم و آفتاب

پھر اے شوق کب تک یہ بلبل بہار
بلا ہے فراق و غمِ انتظار

خدا کے لیے اک نئی چال چل
دکھا آج ہی جو کہ دیکھیں گے کل

نظر آئے مستقبل دہر حال
ہو امروز آئینہ فردا مثال

نہ ہو خیرہ حیرت سے چشمِ یقین
دکھا کوئی نزدیک بین دور بین

سخن کو ہے محشر کا جلسہ پسند
کہ ہے مصرعِ طرح قدِ بلند

شرحِ حالِ روزِ قیامت

اب اے ساقیِ غم وہ دورِ ستم
کہ برہم ہو میخانۂ کَے و جم

دل و درد دو ہاتھ اچھلنے لگے
کے عیش پاؤں سے چلنے لگے

فنا پر ہو نو دائروں کا مدار
کشش کاف مرکز کی ہو آشکار

ق

نہ مے ہو نہ نے اور کہے مے سے نے
کرے کے طرب گرد کاؤس کے

سُن اک رندِ بیباک کی گفتگو
جو کہتا تھا ساقی سے اے ماہرو

وہ مے دے جو اس وقت موجود ہو
کہیں بابِ توبہ نہ مسدود ہو

بدورِ آخر ایک لبریز جام
کہ ہے مرگ انبوہ کا جشنِ عام

اُجالے مین پیدا اندھیرا ہوا — شبِ آرزو کا سویرا ہوا

سُموم بر آتش نسیمِ سحر — سحر کی یہ نوبت کہ ہے دوپہر

ہوا پُرزے پُرزے گریبانِ صبح — کُھلا بخیۂ چاکِ دامانِ صبح

اذانِ سحر صور نے ایسی دی — کہ اللہ اکبر چُھری چل گئی

ہوا غُلغل دہلنے لگی جو زمین — فنا کی سلامی کی توپین چلین

یہ سمجھے جو حسرت ہوئی سینہ کوب — پڑی کوسِ رحلت کے ڈنکے پہ چوب

زمانے کی قوت زمین کی سکت — ہوئی پائمال از زلزلت

لڑے قلعے شاہون کے یکدگر — بجانے لگے شیشہ خانے گجر

بلا خیز جھونکے فنا کے چلے — پر و بالِ عنقا کے پنکھے چلے

ملے خاک مین آسمان و زمین — نہ باقی زمین شاہ اب نہ مُہرِ نگین

زمین ہو گئی قطعۂ لاخراج — ہُما کیا اُڑا اُڑ گئے تخت و تاج

نظر آئے سب سیم و زر نقشِ آب — ہوئی بھن کے سکّے کی مچھلی کباب

غضب حضرتِ عشق ڈھانے لگے — کہ اپنے مٹون کو مٹانے لگے

قبا گل کی مسکی تو سنبل کی بیل — بگاڑا جو اب تک بنایا تھا کھیل

چمن کے خیابان مین اُڑتی ہے دھول — اُٹھے بلبلون مین گلستان کے پھول

ہر اک لالہ داغِ دلِ نااُمید — ہر اک نرگسِ شوخ چشمِ شہید

لگائی فنا نے کہان داغ بیل — عدم کو چلی آب و آتش کی ریل

ہر اک بزم مین ماتمِ رنگ و بو — ہر اک سینہ اک تربتِ آرزو

ہوئی محو خلوت ہر اک انجمن — ہر اک شئے کو ہے غربت اندر وطن

حسین مٹ گئے نکہت گل کی طرح ۔ اسیر اوڑتے پھرتے ہین بلبل کی طرح

منادی کی یہ شہرت عام ہے ۔ کہ مصر اور کنعان کا نیلام ہے

ہراک غم کے ماتم مین نالان ہنسی ۔ ہراک رخ پہ چھائی ہوئی بیکسی

اُوڑاتے ہوئے سر پہ مرقد کی دھول ۔ مرے ایسے جنکا نہ تیجا نہ پھول

کرین یاد کیا عیش موہوم کو ۔ خدا بخشے یاران مرحوم کو

ق

کہو خدمت حضرت مولوی ۔ کہ اب ذوق کے ہجران کی بیڑی کٹی

وطن کو غریبان بیجان چلے ۔ زِ نالہ سوے نیستان چلے

سوئے بحر قطرہ روانہ ہوا ۔ جدائی کا ختم آب ودانہ ہوا

نہ باقی رہا غیر حق بہر نام ۔ ہوا قصر ایجاد ہو کا مقام

ق

ندائے عالم قدس کی بار بار ۔ کہ کیا ہوگئے شاہ گردون وقار

جو تھے اپنی ثروت کی نخوت مین گم ۔ جو کہتے تھے ہر دم انا غیرکم

کہان پہلوانان لشکر شکن ۔ کہان شہسواران شمشیر زن

کہان ماہرویان چین و چگل ۔ کہان جان نثاران آشفتہ دل

کدھر جی چھپائے ہین اب وہ صنم ۔ نکلتا تھا جن پر خدائی کا دم

کدھر چھپ گیا چرخ مینا نگار ۔ کہان لٹ گیا کاروان غبار

د اوڑاتے ہوئے دشت غربت کی دھول

حشر وحشت افزا

پلا مرے یوسف لقا ایک جام ۔ نہین اب تو قید حلال و حرام

لہ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبض اللہ الارض یوم القیامۃ ویطوی السماء بیمینہ ثم یقول انا الملک این ملوک الارض متفق علیہ

وہ مے جس کی تیزی کو شیشہ سے لاگ ‏— اُڑائے پھرے جسکی بوتل کو کاگ

وہ مے جو کہ بھرتی ہو عیسیٰ کا دم ‏— کرے از سر نو روان جام جم

وہ مے جس سے پھر اپنے گھر آئے رُوح ‏— وہ مے جسکا ہر رَوح بن جائے روح

ہر اک مست خوابیدہ ہشیار ہو ‏— وہی گرم ہو حق کا بازار ہو

ہوا پھر تقاضائے شان شہود ‏— کہ ملک عدم سے پھر آئے وجود

مکرر ہوئی نغمہ سنج ظہور ‏— نیستان قدرت کی نے یعنے صور

فضائے عدم مین وہ لے چھا گئی ‏— کہ قالب مین مُردون کے جان آگئی

اوٹھا پہلے رنگ اب ہے اُوڑنا محال ‏— بچھا اب کی اچھا رنگ گل کا جال

ہوئی رونق دہر خانہ خراب ‏— رہی چرخ مینا وہی آفتاب

یہ مرقد کا سانچا اوبلنے لگا ‏— کہ ہر جسم گل گل کے ڈھلنے لگا

نہ سوجھا زمانے کا چال و چلن ‏— ہوا چشم مرقد کا جالا کفن

نکل آئے عریان نئے روپ مین ‏— چلے اوٹھ کے تہ خانے سے دھوپ مین

بیابان وحشت مین ہر اک روان ‏— کفن کی اُڑائے ہوئے دھجیان

وہ دشت پُر آشوب روئے زمین ‏— وہ ریگ روان قُلزم آتشین

ہر اک موج چلتی ہوئی تیغ تیز ‏— ہر اک قطرہ بر حال خود اشک ریز

گھر اُس کے ڈوبے ہوئے قافلے ‏— حباب اُس کے ٹوٹے ہوئے آبلے

چھپائے ہے بجلی کو مٹی مین ریت ‏— پکاتی ہو دھوپ اپنے کشتونکے کھیت

بشر مضطرب مثل ماہی ہوئے ‏— زبان مین وہ کانٹے پڑے پیاس سے

ہوا کیا بھبوکا رُخ دلربا ‏— کہ ہر خال کا دانہ بھننے لگا

سرون پہ ہمارے ہمارے گناہ　　لگے کھیلنے مثلِ مارِ سیاہ

یہ کہیے کہ آنکھین چھپائے ہوئے　　اسی دن پہ تھے زہر کھائے ہوئے

ہین اُن یارون کے چھکے چھوٹے ہوئے　　جو تھے داؤن پہ داؤن لوٹے ہوئے

مِلا دخترِ رز کو سورج کا روپ　　یہ ہے وہ پری جسکا سایہ ہے دھوپ

نئے بے نوا نے وہ لی دون کی　　کہ زہرہ سے اونچی ہر اک لے گئی

سحر پر ہوا دوپہر کا یقین　　یہ ڈوبی ہے سارنگ مین بھیروین

صفت اور موصوف غم مین چھنسے　　خطا اور خطا وار شکین کسے

کھنچے اک شکنجے مین فقر و غنا　　بندھے ایک رسی مین شاہ و گدا

[1] بیٹے کو مطلق خبر باپ کی　　یہ پیدا ہوئی فکر آپ آپ کی

ہر اک باپ بیٹے کے منھ سے خجل　　ہر اک آنکھ سے گر گیا لختِ دل

نہین اب کسی کو برادر عزیز　　کبھی تھا جو یوسف سے بڑھکر عزیز

محبت ہوئی قیس سے ناامید　　لہو ہو گیا کوہکن کا سفید

ہے سبزہ کو گلشن سے بیگانگی　　پریشان ہے جنگل سے دیوانگی

یہ بے اُلفتی ہے خدا کی پناہ　　کہ کعبہ بھی قبلے کی بھولا ہے راہ

ہر اک زندے پر مردنی چھا گئی　　ہر اک پتی گرمی سے مرجھا گئی

یہ سوچے کہ کچھ فکر جمتی نہین　　زمین پاؤن کے نیچے تھمتی نہین

نہ پہونچی نہ پہونچیگی بے بال و پر　　زبان تک دعا اور دعا تک اثر

چلین سوئے شاہانِ عالی جناب　　پھرو بال ذرون کا سر آفتاب

سفارش کے اونٹ لگنگار ہون　　بنے وہ کشتی کھینچین تو ہم پار ہون

[1] قال اللہ تعالیٰ یوم [illegible] ... صلے اللہ علیہ وسلم ... یوم القیامۃ ... [illegible]

طلب دعای خیر نفوس قدسیہ

۱۳۱۱ھ

کدھر ہے تو اے ساقی آہ سرد — ترا دور اور آگ کا گھر ہے درد
لگا دے کوئی برف کی آج کل — کہ گرمی بہت پڑتی ہے آج کل
ملا درد شیرین و اشک روان — یہ شربت بنا کر جما قفلیان
گھڑے بھر کے آب عرق سے چھڑک — کہ یہ دشت ہو جائے ٹھنڈی سڑک
چلین پیشواؤن سے اپنے ملین — گھڑی بھر مین سب طے کرین منزلین
ہوئے[1] دل فگاران روز قیام — قدمبوس آدم علیہ السلام
ابو الانبیاء ابو المرسلین — نئے باغ کے میوۂ اولین
چمن پرور رنگ و بوے کلیم — بہ الہام انبئہم باسمائہم
ملک کی نظر مین بڑی دور تھے — نہ کیون سجدہ کرتے کہ مجبور تھے
سر آسمان خلد و طوبیٰ ملا — زمین پر خلافت کا تمغا ملا
کہین کچھ زبان سے یہ طاقت کہان — اشارون سے ظاہر یہ طرز بیان
کہ تن پر نہ کپڑا نہ منہ پر نقاب — سوا نیزے پہ آ گیا آفتاب
چلے آتے ہین دمبدم غش پہ غش — زبان پر ہے الجوع یا العطش
نئی چالین ہم کو دکھاتا ہے دن — کہ ڈھل ڈھل کے پھر پھر کے آتا ہے دن
یہ بگڑی ہے گردون کی جیسے گھڑی — کہ اک ایک پل مین ہین سو سو گھڑی
تپنچے ہین موج ہوا مین نہان — برستی ہین سیماب کی گولیان

[1] فیاتون آدم فیقولون انت آدم ابو الناس خلقک اللہ بیدہ واسکنک جنتہ واسجد لک ملئکتہ وعلمک اسماء کل شیء اشفع لنا عند ربک حتی یریحنا من مکاننا ھذا ۱۲

سراپا عرق ہے پسینہ سے دل ۔ نکلتا ہے گھبرا کے سینے سے دل
ہین ہیرے کے ریزے ہر اک پھانس مین ۔ کلیجے کے ٹکڑے ہے ہر اک سانس مین
چلین دو قدم اب یہ ہم ہی نہین ۔ کہین آئین جائین وہ دم ہی نہین
اوٹھین ہاتے ہین پاؤن کیا کیجیے ۔ بلند آپ دست دعا کیجیے
سوا اس کے اپنی نہین کوئی عرض ۔ کہ ہے اپنے بیٹون کی امداد فرض
یہ فرمایا ایسی بھلا کیا مجال ۔ خدا کا غضب ہے خدا کا جلال
مجھے یاد آتی ہے اپنی خطا ۔ کہ بھولا تھا مین نہی لا تقربا[۵۲]
بترغیب ابلیس بیہودہ کوش ۔ دغا باز گندم نما جو فروش
مجھے سخت ہے اضطرار و ہراس ۔ مگر تم کرو نوح سے التماس[۵۳]
رہا مدتون جسکو امت کا خار ۔ ہدایت کے گلشن مین تھا وہ ہزار
پڑا جب کہ چکر مین دین کا جہاز ۔ ق ۔ ہوا ناخدا ان کے وہ چارہ ساز
ہوئے جبکہ طوفان مین غرق آب ۔ ہوا مین بھرے تھے جو مثل حباب
ہر اک موج تلوار کی باڑھ تھی ۔ مگر گھاٹ پر اس کی کشتی لگی
وہان سے ملا صاف سیدھا جواب ۔ کہ شرمندگی سے ہون مین آب آب
جو کی مین نے وقت نزول قضا ۔ پسر کی شفاعت خلاف رضا
تمھین چاہیے جا کے پیش خلیل ۔ کرو خواہش رحم رب جلیل

۵۱ فیقول لست هناکم ویذکر خطیئته التی اصاب اکله من الشجرة وقد نهی عنها ۱۲
۵۲ اشارہ بآیۂ کریمہ لا تقربا هذه الشجرة فتکونا من الظالمین ۱۲
۵۳ ولکن ائتوا نوحا اول نبی بعثه الله الی اهل الارض فیأتون نوحا ۱۲
۵۴ فیقول لست هناکم ویذکر خطیئته التی اصاب سواله ربه بغیر علم ولکن ائتوا ابراهیم ۱۲

وہ تھا جس نے بیٹے کی گردن پہ تیغ ۔۔۔ رکھی پاس کے حکمِ خدا سے بے دریغ
وہ تھا جسکو کہتے تھے اہلِ زمن ۔۔۔ کہ فرزندِ آذر ہوا بت شکن
ہوئی جس پہ آتش سلام اور برد ۔۔۔ کیا اُس نے نمرود کو گرد برد
بنایا خدا کا وہ پُر نور گھر ۔۔۔ کہ جس پر پڑے لامکان کی نظر
سے گئے قبلہ و کعبہ کے رُوبرو ۔۔۔ وُہی ہر قدم پر خم آرزو
وہ بولے کہ میشِ جہان آفرین ۔۔۔ نہیں مجھکو کہنے کی طاقت نہین
کہی باتین مانندِ انی سقیم[1] ۔۔۔ غلط کہہ کے میرا ہوا دل دونیم
اسی سے ہے ہر دم مرا حال غیر ۔۔۔ ملو جا کے موسیٰ[2] سے یادش بخیر
اسی کو ملا تھا یہ گوش ودہن ۔۔۔ کہ ہر دم خدا سے رہا ہم سخن
نگینِ جہانتاب نام آوری ۔۔۔ چراغِ سرِ طورِ پیغمبری
عصا بیرِ اعجاز کا دستگیر ۔۔۔ اسیرِ کفِ دستِ قہرِ منیر
وہاں[3] جاکے گھبرائے خونین جگر ۔۔۔ ق ۔۔۔ کہ بولے جنابِ کلیم الحذر
خیال ایک خون کا بڑا ہے مجھے ۔۔۔ لیے مشعلین ڈھونڈھتا ہے مجھے
مری طبع کو ہے بڑا انتشار ۔۔۔ مرا قلب ہے لالہ سان داغدار
مگر تم اُٹھاؤ نہ حرمان کا غم[4] ۔۔۔ تمھارے لیے بس ہے عیسیٰ کا دم

[1] قال فیاتون ابراھیم فیقول انی لست ھناکم ویذکر ثلث کذبات کذبھن ولکن ائتوا موسیٰ عبداً اتاہ اللہ التوراۃ وکلمہ وقربہ نجیا ۱۲

[2] وقولہ فعلہ کبیرھم وسارۃ اختی ۱۲

[3] قال فیاتون موسیٰ فیقول انی لست ھناکم ویذکر خطیئۃ التی اصاب قتلہ النفس ۱۲

[4] ولکن ائتوا عیسیٰ عبد اللہ ورسولہ وروح اللہ وکلمتہ ۱۲

دمِ واپسین تک رہی اوسکی بات
کہ دیتا تھا مُردون کو آبِ حیات

نہ تھی جسمِ خاکی مین اور ایسی رُوح
وہ تھا عطرِ گل یا کہ مٹی کی رُوح

ہوئے رُوح آکے حاضر بشوق تمام
بسر کارِ ذیجاہِ گردون مقام

لٹاتے ہوئے معدنِ چشم تر
لیے نذرِ تارِ نظر مین گہر

سمجھ کر کہ مشکل ہے یہ ماجرا
مسیحا ہوئے اس طرح رہنما

کہ لو دامنِ شاہِ اقلیم دین
مخاطب ہے یا شافع المذنبین

کلیدِ درِ درگہِ کبریا
حبیبِ خدا اشرفِ انبیا

محمدؐ کہ شانِ خدا شانِ او
جحیم و جنان زیرِ فرمان او

نعت منبع الطاف احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سنبھل کر ذرا خامۂ تیز دم
ادب سے ٹھہرتا ہوا ہر قدم

سرِ شکر سے سیکڑون کر سجود
ہر اک سجدے مین پڑھ ہزارون درود

مقابل مین رکھ لوحِ محفوظ کو
توارد بھی مصحف سے گر ہو تو ہو

یہ ہو معنیِ تازہ کا رنگ و بو
کہ جو حرف نکلے وہ ہو با وضو

ہر اک صفحے پہ نُہ ورق ہون نثار
وہ لکھ نعت محبوبِ آمرزگار

وہ لکھ جسکو فرمائین روح الامین
کہ بڑھ چل کے پیشِ سخن آفرین

حسینے کہ روے خدا سوے او
حبیبے کہ سوے خدا روے او

مہ حسنِ عارض کی منزل مین ہے
نہم عشق کا خون رگِ دل مین ہے

وہ خود شمع روشن ہے خود ہی گداز
نیاز اُسکا پروانہ مانندِ ناز

سلہ قال فیاتون عیسیٰ فیقول لست ھناکم ولکن ائتوا محمدؐ عبد اغفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر ۱۲

وہ سرکار ہاشم ہیں سردارِ جیش
چراغ رہِ دودمانِ قریش

وہ دیباچۂ گلستانِ وجود
کہ جسپر ہے بلبل کا طغرا درود

کہے دیکھ کر صورتِ بےمثال
ہر آئینہ حیرت سے یا ذوالجلال

وہ عالم کہ دانائے سرِّ قدم
وہ اُمّی کہ ہمراز لوح و قلم

وہ کامل کہ جسپر فدا شانِ بدر
نثار اُس پہ روحِ شہیدانِ بدر

صفی جسکی اِلّا پہ ہر دم نگاہ
سخی جو کہے لا نہ جز لا اِلٰہ

قدم عزت افزائے عرشِ بریں
غبارِ قدم سرمۂ چشمِ دین

سلامش پیامِ خدائے حمید
درودش بہارِ کلامِ مجید

بحارِ قدم کا دُرِ شاہوار
گلستانِ قدرت کا صبحِ بہار

چہ کثرت کہ یک سقفِ عرشِ بلند
ز صد جلوہ اوست آئینہ بند

چہ وحدت کہ آئینہ پیکرش
نتابد کہ عکسے فتد از برش

لیے ہاتھ وسعت کا فیضِ عمیم
کیے عہدِ الفت کا خلقِ عظیم

رضا اسکی عینِ رضائے خدا
شفاعت ہی شرط اور غفران جزا

دعا کو اثر کی ضرورت نہیں
طلب کو تقاضے کی حاجت نہیں

کرامات جنت کرم کا خطاب
عذابِ الیم اصطلاحِ عتاب

سخاوت کا منصب شجاعت کے ساتھ
عبادت کا میدان ریاضت کے ہاتھ

لبِ خشک بےمایگی روزہ دار
دمِ ہر قدم کا تہجد گزار

وہ عارف کہ تھی جسکی خلوت سرا
مقامِ اِلیٰ ربک المنتہیٰ

وہ عابد کہ جس کی سر افگندگی
تھی معراجِ پیغمبرِ بندگی

ملی اُس کے ہاتھون سے یہ آبرو | کہ کعبے وضو کرنے آیا وضو
کیا سجدۂ شکر با صد نیاز | مصلے پر اُس کے جو پہونچی نماز
دہان مبارک سے روزی کی عید | جہاد اُس کے جینِ جبین کا شہید
دو عالم کا تھا قبلۂ محترم | سرِ منبرِ کعبہ اُسکا قدم
بتون سے کیا اُسنے کعبے کو صاف | کہو حج کرے اُسکے گھر کا طواف
وہ توحید کی اک دعائی پھری | کہ دورِ بتان سو خدائی پھری
دیا قول اُسکے جو دو بول سنے | تو سکلمے کا طوطی لگا بولنے
حکومت ہر اک جا ہدایت کی تھی | ولایت خدا کی ولایت کی تھی
عرب اور عجم سب کی زینت ہین آپ | ولایت کا تاجِ کرامت ہین آپ
مہِ برجِ رفعت سپہرِ شرف | گلِ ہفت گلشن دُرِ دُرِ صدف
شہنشہ کہ تاجِ سرِ سروری | پیمبر کہ اعجازِ پیغمبری
عناصر کی یارب یہ تقدیر ہو | کہ اس پہ جو کھٹے ہین یہ تصویر ہو
کریم و کرم گستر و کارساز | خدا در حقیقت بقولِ مجاز

شفاعت شفیع

خبر لے ذرا ساقیِ مستِ ناز | کہ بے کیف بیخود ہین اہلِ نیاز
نہ بیکے کہ از مادر دوشش برد | پیام و سلامی بزودش برد
نہ رنگے کہ زیب بہارش کنم | نہ جانے کہ نذر نثارش کنم
تجسس میں کس گل کے ہر بیقرار | ذرا سُنیے تو نالہ ہائے ہزار
ہوا ہے نمک پاشِ زخمِ جگر | یہ ہے شور کو کو ہے قمری کدھر

(حاشیہ) [illegible] ولایت کی آپ

پپیہے نے لین دل مین سو چُٹکیان کہان بولتا ہے سکھی پی کہان
وہ مَے دے جو ہو دلکش و دل کشا وہ مَے جسکا نشہ ہو مشکل کشا
وہ مے جو ہے سرجوش دیگِ قبول وہ مَے جو ہو رحمت کی ٹوپی کا پھول
کھنچی بیخودی خانۂ نور کی نچوڑی مدینے کے انگور کی
چلا اللہ اللہ کسے دیکھنے کوئی مجکو دیکھے مری آنکھ سے
اِسی واسطے تھا یہ شورِ نشور ظہورِ فناؤ فناے ظہور
کہ سب اگلے پچھلے بُرے اور بھلے جنھون نے نہ دیکھا ہو دیکھین اُسے
ہر اک بسملِ مشہدِ اضطرار پہونچکر حضورِ شہِ ذی وقار
ہوا ہمدمِ نالہاے بلند زبان یُون ہوئی ترجمان سپند
کہ اے خستہ جانون کے حاجت روا ہر انسان کے دردِ دِل کی دوا
بہارِ گلستان صبح وجود چراغِ شبستانِ شامِ شہود
حبیبِ خداوند بالا و پست فدا تجھ پہ ہستی وہ ہر آنچہ ہست
ترے گرد پھرنے کو ہین نہ سپہر ہین تیرے قدم کے نشان ماہ و مہر
شرافت کو آدم کی تجھ سے شرف خلافت کو تو ہی گرامی خلف
بلا کی نبرد اور غضب کے فتوح نہان تیرے خنجر مین طوفان نوح
نہ رہتے کہین کفر کے بحر و بر جو آتا زبان پر تری لاتذر[1]
ہوا جبکہ تڑکا ترے نور کا چراغ کفِ دستِ موسیٰ بجھا
خدا کا جُدا تجھ سے طرزِ سخن نہو حذف کیون لن ترانی کا لن

[1] اشارہ بدعاے حضرت نوح رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا ۱۲

مقیمانِ مہمان سرائے خلیل　　ترے خوانِ نعمت پہ ابن السبیل

مریضانِ دار الشفائے مسیح　　ہوئے لوٹ کر تیرے در پر صحیح

تپش سے ہر اک شخص بسمل ہی آج　　نفس گرد [illegible] ہے آج

بسا خوب خانہ خرابی کا گھر　　بنا آسمان اُجڑے گھر اور [illegible]

بیان کیا کرین حالتِ آب و گل　　کہ پس پس گیا دہر جان و دل

خموشی مین ہر اک نفس لالہ خیز　　ہر اک زخم پر زخم الماس ریز

نہین باقی اب دوست دشمن مین بیر　　ہے شر کی زبان پر بھی یہ ذکرِ خیر

ترے دوست بھی کہہ نہین سکتے حال　　مبادا کہ ہو دشمنون کو ملال

کوئی بیقراری کوئی آہِ سرد　　نہ پیدا کرے آپ کے دل مین درد

غبار اپنا حضرت کے دل پر نہ ہو　　مزاجِ مبارک مکدر نہ ہو

بلا مین پھنسے ہین غریب و امیر　　ہین سب ایک تکیے کے گویا فقیر

تمام اہلِ دل اک مصیبت مین ہین　　تری جان سے دور آفت مین ہین

اوکھڑتا ہی میدان سے ہر اک قدم　　نکلتا ہے ہر سانس کے ساتھ دم

نہین آب و دانہ جیین یا مرین　　ہمین آنسو کھاتے رہین ٹھوکرین

ذرا جان تک پیرہن مین نہین　　کوئی دم کا دھاگا کفن مین نہین

ہر اک دیدۂ تر ہوا تار گھر　　اِسی تار مین ہے ہماری خبر

جھڑی وہ لگائے ہی چشم پُر آب　　کہ ہو اُسکے ڈھیلون کی مٹی خراب

بھڑک اُوٹھی اک آتشِ تیز تر　　اور اُس بجھانے کو دوڑا جو دامان تر

ہ سب تیری پاس آئے ہین اسلیے　　کہ بندون کو دکھ سے خدا کے لیے

رخ خور مین زردی نمودار ہو | زمین حشر کی زعفران زار ہو
وہ سردی کہ ہو موسم برد گرد | وہ یخ جس سے یہ آگ ہو جای سرد
بلا سے فلک گر جلن مین رہے | یہ سورج کوئی دم گہن مین رہے
بفرمود آن سید انبیا | کہ کار منست این ورانی لہا
کہ یعنی ہون مین ہر بشر کا کفیل | جمیع انبیا کی طرف کا وکیل
اسی دن مرا جشن موعود ہے | مقام محمد ہی محمود ہے
قلمرو مین محشر کی نام خدا | چلے گا تو سکہ اسی نام کا
مجھے ہر بشر کا تھا خود انتظار | مین تھا نا امیدون کا امیدوار
رکھے گا مرا رب مری آبرو | فمن رحمۃ اللہ لاتقنطوا
کرم اسکا ہے فتحیاب فرح | کہ من دق باب الکریم الفتح
گذر پھر تہ عرش اعظم کیا | سر بندگی اس قدر خم کیا
کہ سیپارۂ دل کا ہر اک رکوع | گرا سجدے مین باکمال خشوع
زمین پر گری جب جبین جبین | مٹی سب کی قسمت کی چین جبین
دعا ایسی کی بعد حمد و ثنا | کہ الحمد آمین کہنے لگا
کہا عرش نے بار بار آفرین | ہزار آفرین صد ہزار آفرین
تمنا درون دل دردمند | یہی قاف قدرت کی شیشہ مین بند
یہ فرمان ہوا سر اٹھا تو سہی | جو ہے تجھ کو منظور ہوگا وہی
اوٹھایا سر پاک المختصر | گرایا دعا کی قدم پر اثر
تمنائے محبوب روشن ضمیر | یہ تھی ملتجی پیش رب قدیر

کہ اے خالقِ چرخ و شمس و قمر | ترے باغ کے خشک و تر بحر و بر
خداوند کرسی و عرشِ مجید | زقوت بفعل آور ما یرید
رُخِ مہرِ انور سے آتش فگن | جوان پیر ہوا ہی سپہر کہن
حرارت سے ہر شخص بیتاب ہی | بدن کا عرق مثلِ تیزاب ہی
بلا کا غضب کا مصیبت کا دن | قیامت کی گرمی قیامت کا دن
چھٹی سب سے مرقد کی بیت الحزن | ہین بے یار و یاور غریب الوطن
تو ہی بندہ پرور تو ہی کارساز | مجھے ناز ہے تجھ پہ اے بے نیاز
نہ تیرا سہیم اور نہ تیرا شریک | تری ذات ہے وحدہٗ لاشریک
گرون کو زمین سے اُٹھائیگا کون | بگاڑے کو تیری بنائیگا کون
ترے ہاتھ ہے اپنی بگڑی بنی | ہین محتاج سب تو کریم و غنی
کہان جز تری مجرمون کی پناہ | ترحم صفائی کا سچا گواہ
کسی کے گناہون کی پروا نہ کر | تو ستار ہے آج رسوا نہ کر
ہر اک چشم تر با دلِ بیقرار | سحاب کرم کی ہے اُمیدوار
مٹا دے یہ گرمی کا نام و نشان | کہ بلبل کے آتشِ گل کہان
یہ سایہ ترا دفعۃً گھیر لے | کہ خورشید جگنو کی پر مین چھپے
ہوا دل سے ممنون خلق رسولؐ | دُعا کو گلے سے لگا کر قبول
الا اے غمِ عشق و تاثیرِ تو | دو عالم بفتراکِ تسخیر تو
وفا سے بھی بہتر تھی تیری جفا | جزاک اللہ ای دوست خیر الجزا
ترے درد کا شیوہ جان پروری | ترے جذب کا نام پیغمبریؐ

تجلی ہوئی ظہر تنزیہ کی
یہ تقدیر اللہ تشبیہ کی

ہمہ اوج وحدت ہی کثرت مقام
نہین اپنا بے وحدتون سے کلام

ہوا جلوہ فرما بعز و جلال
مثال آفرین قادر بے مثال

خدا ے جہان عزّ سلطانہٗ
علا شانہٗ جلّ برہانہٗ

زمین پر ہجوم ملائک کا نور
چمکتی ہوئی شمع شان غفور

اب اے روز بد آنکھ پھیرے ہوئے
خدا ہے خدائی کو گھیرے ہوئے

نہ لایا خدا کی تجلی کی تاب
ہوا اسکتہ مین مطلع آفتاب

زمین پر ہوئی آتشین دھوپ چھاؤن
بنا اطلس آسمان دھوپ چھاؤن

زر مہر کا رنگ پھیکا ہوا
بہت چرخ کھا کھا کے کشتا ہوا

ہوا خلد کی لائے روح الامین
کہ دامان محشر کی کلیان کھلین

چمن ہو گیا تختۂ روزگار
ہوا دشت پرخار اک سبزہ زار

چھپی اُس کے سائے مین دھوپ آج کی
نہ تھا جسکی قامت مین سایہ کبھی

خزانۂ رحمت

ہوا ٹھنڈی چلتی ہے میدان مین
یہ کہتے ہین سورج ہے میزان مین

پلا بے حساب اب تو ساقی مجھے
دکھا اپنی واصل نہ باقی مجھے

کہون کیون نہین میرے ذمہ حساب
تو سچا ہے سچی ہے تیری کتاب

مرے سامنے آئے میرا لکھا
اگر مین کہون سب ہے تیرا لکھا

مرے ہاتھ ہی کا نوشتا سہی
ترا میر منشی فرشتا سہی

غنی ہے تو محروم رہنے نہ دے
مین مفلس ہون ہر دم او لینے نہ دے

نبا لیکھ لکھے زرا و کرم | کوئی چاہیے بندۂ بے درم

روی جب ہوا پیرچۂ آفتاب | کھلا دفترِ امتحان حساب

ادھر[1] شانہ دارانِ ذی فہم وہوش | ہمارے رفیقان خانہ بدوش

جنازون مین حسرت کا کاندھا دیے | ہراک مردے کا روزنامہ لیے

ادھر[2] ہوشگافان موزون رقم | نہ ہو جنکی میزان مین کچھ بیش وکم

ترازو کو ہاتھون مین تولے ہوئے | رعایت کے پلون کو کھوے ہوئے

نہین ہی کچھ آسان ای دلِ حساب | ہے محشر کی اک سخت مشکل حساب

مقابل کمان دار تقدیر ہے | ترازو کلیجون مین اک تیر ہے

ادھر کلکِ قدرت کا ردّ و قبول | ادھر بندگان ظلوم وجہول

ہراک مدکا ہر اہلِ مدخود گواہ | دو رویہ ہین فردین کی فردین سیاہ

محاسب نہ کیونکر کہے نادرست | ہمارا نہ روکڑ نہ کھاتا درست

گھٹائین بڑھائین تو ہو فرد گرد | کہ میزان کی جانچ والا ہے فرد

کچھہری[3] ہوئی گرم جب جانچ کی | ہراک بال کی کھال کھنچنے لگی

صدا آئے[4] ز عمال نار و بہشت | چہ آخر درو کرد واوّل چہ کِشت

نوید انّ ابرار ھم فی نعیم | وعید انّ فجّار ھم فی جحیم

[1] قال تعالی وان علیکم لحافظین کراما کاتبین یعلمون ما تفعلون ۱۲ [2] ونضع الموازین القسط لیوم القیامۃ فلا تظلم نفس شیئا وان کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بہا وکفی بنا حاسبین ۱۲ [3] واشرقت الارض بنور ربہا ووضع الکتاب وجیئ بالنبیین والشہداء وقضی بینہم بالحق وہم لا یظلمون ۱۲ [4] ووفیت کل نفس ما عملت وہو اعلم بما یفعلون ۱۲

بنی نوع انسان جو بعد حساب
ہوئے مستحق عذاب و ثواب

بہشت اور دوزخ کی جانب چلے
دکھائے مقدر نے جو راستے

اٹک یہ کہ دریاے رُعب جلیل
لیئے ایک قطرے مین سو رود نیل

اُترنے کا پل اک بلاے عظیم[2]
جسے کہیے سرطان پشت جحیم

لیے شہسوارِ قضا و قدر
ہے تیغ کمر یا کہ خود وہ کمر

کہ گر بال سی دھار تلوار کی
مقابل ہو اُس سے تو ہو کر کری

چڑھی ہے کمان برق کے تیر کی
بھڑکتی ہوئی آنچ شمشیر کی

کھلا جادۂ راہ تیغ ہلاک
بٹھائے ہوئے لاکھ بجلی کی ڈاک

دمِ دابسین کا اجارا لیے
گذرنے کا دروازہ تیغا کیے

نہ تھا فرق ابرار و فجار مین
چلین کشتیان ایسی منجدھار مین

اوسی کا کنارے پہ بیڑا لگا
جو گمراہی و کجروی سے بچا

پیمبر چلے جیسے حق کا پیام
ولی جیسے رُوحِ نبی پر سلام

خدا کے طلبگار اہلِ کمال
بڑھے جیسے مشتاق روزِ وصال

ہوا بعد ازان حق کا گذر
سے چلے تار برقی مین جیسے خبر

[illegible]

[1] وسیق الذین کفروا الی جہنم زمرا حتی اذا جاؤھا فتحت ابوابہا وقال لہم خزنتہا الم یاتکم رسل منکم یتلون علیکم ایات ربکم وینذرونکم لقاء یومکم ھذا قالوا بلی ولکن حقت کلمۃ العذاب علی الکافرین قیل ادخلوا ابواب جہنم خالدین فیہا فبئس مثوی المتکبرین وسیق الذین اتقوا ربہم الی الجنۃ زمرا حتی اذا جاؤھا وفتحت ابوابہا وقال لہم خزنتہا سلام علیکم طبتم فادخلوھا خالدین وقالوا الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض نتبوء من الجنۃ حیث نشاء فنعم اجر العاملین ۱۲

[2] قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ تعالی الناء جسرا ودون الصراط الاقطن بھم ملا حضرہ من القنطرۃ وحیل علیہ سبعۃ قناطیر کل قنطرۃ منہا مسیرۃ ثلث الف سنۃ الف منہا صعود والف منہا ہبوط والف منہا استواء ادق من الشعر واحد من السیف واظلم من اللیل الحدیث ۱۲

چلا کوئی جیسے کہ قالب سے جان ‏ ‏ کوئی جس طرح گلستان سے خزان

جنھین راہِ حق کی ہدایت ہوئی ‏ ‏ اور اپنے نبی کی حمایت ہوئی

وہ گزرے مثالِ نسیمِ بہار ‏ ‏ کہان اُنکا دامن کہان خارزار

ذرا جنکے صدق و یقین مین تھا فرق ‏ ‏ ہوئے الامان آب آتش مین غرق

غرض خیر و شر آن کی آن مین ‏ ‏ ہوئے خیمہ زن اپنے میدان مین

کوئی داخلِ گلستانِ نعم ‏ ‏ کوئی دارِ ذلت مین نامحترم

کہین عیش فی عیشۃ راضیہ ‏ ‏ کہین آفتِ اُمّہ ہاویہ

پھنسے غم مین تھوڑی مسلمان بھی ‏ ‏ گیا کفر کے ساتھ ایمان بھی

خدا ناشناسون کا جم غفیر ‏ ‏ ہوا تازہ مہمان بئس المصیر

شکم سیر دردِ عذابٌ الیمٌ ‏ ‏ بلانوش زہراب مارِ حمیم

پگھلنے لگی نفس سرکش کی رُوح ‏ ‏ معاذ اللہ آتش کہ آتش کی رُوح

جہنم کے چہرہ پہ غیظ شدید ‏ ‏ ہر اِک داخلہ پر ہے ہل من مزید

قضا کا یہ قہر نہانی ہوا ‏ ‏ کہ دوزخ کا پتہ بھی پانی ہوا

شفاعت اکبر

چھپا تھا کدھر عالمِ پاک مین ‏ ‏ مین تھا کب سے ساقی تری تاک مین

تری مست پھر لڑکھڑانے لگے ‏ ‏ وہی جھونکے غفلت کے آنے لگے

وہ مَے دے جو ہو رُوح بخشِ انام ‏ ‏ جو خود ہو حلال اور تو بہ حرام

وہ مَے جسکا مینخانہ خُلدِ برین ‏ ‏ وہ مَے جو کہین اور ملتی نہین

وہ مَے جس سے دکان رضوان رچے ‏ ‏ جسے بیچین غلمان بنے منچھے

جسے لائے گاتی ہوئی حورِ عین یُطافُ عَلَیہِم بِکَاسٍ مَعِین

وہ مے جو بحکمِ پیمبر چلے وہ مے جو لبِ حوضِ کوثر چلے

جو زندان میں اپنے اسیروں کا حال یہ دیکھا تو یعقوب یوسف جمال

غم اندوزِ کنعان گم گشتگان عزیزِ وشہ مصر کون ومکان

شفیقِ جہان احمدِ مجتبیٰ شفیع الوریٰ خاتم الانبیا

گرا سجدے مین باکمالِ ادب سپاس وثنائے خدا زیرِ لب

کیا شوق دل سے وہ پیارا سجود کہ تھا وردِ سُبحانَ ربّی درود

ثنا اس صفت کی کہ بےمثل و طاق نہ ثانی کا جس سے روا اشتقاق

کیا ایسی خوبی سے الحمد ادا کہ تعریف الفنلام کرنے لگا

مناجات وہ کی کہ روحی فدا وہ توصیف بیجد کہ صلِّ علیٰ

ہوا بحرِ مواجِ رحمت کا جوش سخنگو بہ اندازِ موجِ خموش

تامل نہ کر عرضِ مطلب مین تو کہ ہے مصطفیٰ مجتبیٰ سب مین تو

نظر مین ہے مالک کی تیرا وقار ہر اِک قطرہ تیرا دُرِ شاہوار

تو اس دن کا پہلے سے مامور ہے رضا تیری خالق کو منظور ہے

سند پیش کر سوفَ یُعطیک کی فترضیٰ کی ہے مُہر جس پر لگی

ہوا تازہ باغِ روانِ نبیؐ زبان پر روان اُمّتی اُمّتی

[1] ثم اعود الثانية فاستأذن على ربي في داره فيؤذن لي عليه فاذا رأيته وقعت ساجدا فيدعني ما شاء الله ان يدعني ثم يقول ارفع محمد وقل تسمع واشفع تشفع وسل تعطه قال فارفع راسي فاثني على ربي بثناء وتحميد يعلمنيه ثم اشفع فيحد لي حدا فاخرج فاخرجهم من النار وادخلهم الجنة ۱۲

یہ حاصل کہ ہون خبتی سب کے سب — بغیر عمل بے عوض بے سبب
نہ سائی نہ میکش نہ قاتل کو دیکھ — تو اپنے کرم کو مرے دل کو دیکھ
کہان ناتوانون کو گرمی کی تاب — انھین بخشدے کرکے ڈیوڑھا[31] حساب
نہ دکھلا مجھے میرے ربّ غفور — مین ہون پاس تیرے وہ ہون مجھسے دور
مرے ساتھ کر محو اونکے گناہ — غریبون کا جنت ہو آرامگاہ
حساب انکا نیکی ہی کی مد مین ہو — جو انکی بدی ہے مری بد[32] مین ہو
الٰہی ہون تیرا گنہگار مین — شفاعت سے اپنا طلبگار مین
ہوا حکم ناطق کہ اے دردمند — ہی رحمت کو تیری شفاعت پسند
بہ لطفِ خداوند ارض و سما — کر اک نوع کے مجرمون کو رہا
یہی عفو تعذیر کی حد رہے — رہائی ہو لیکن اسی قید سے
اُٹھے آپ بخشش کی لیکر برات — دی اک قسم کے عاصیون کو نجات
جھکے پھر[33] کئی بار پیش خدا — کیے یون ہی پیہم سجود و دعا
یہانتک کہ پوری تمنا ہوئی — نہ باقی رہی جنس بھی نوع کی
بتاکید و تعجیل دیوان پاک — خطِ عفو لائی فرشتون کی ڈاک
یہ ہر کار سے جلد ہی جانے لگے — کہ بے دستخط حکم آنے لگے
نہ باقی رہا ایک بھی مبتلا — جو رائی برابر بھی ایمان تھا

[33] ثم اعود الثالثة فاستاذن على ربی فی داره فیؤذن لی علیه فاذا رأیته وقعت ساجدا فیدعنی ما شاء الله ان یدعنی ثم یقول ارفع محمد وقل تسمع واشفع تشفع وسل تعط قال فارفع راسی فاثنی علی ربی بثناء وتحمید یعلمنیه ثم اشفع فیحد لی حدا فاخرج فاخرجهم من النار وادخلهم الجنة حتی ما یبقی فی النار الا من قد حبسه القرآن ای وجب علیه الخلود ثم تلا هذه الآیة عسی ان یبعثك ربك مقاما محمودا وقال هذا المقام المحمود الذی وعده نبیکم متفق علیه ۱۲

[31] حساب ڈیوڑھا ہونا یعنی کہ بیباق ہو جائے ۱۲ [32] بمعنی ذمہ در اصطلاح ساہوکاران و تاجران ۱۲

بچایا ہر آدم کو ایمان نے مگر جسکو روکا ہے قرآن نے
سے چلے خوش نصیبانِ ایمان سرشت جہنم سے اُٹھ اُٹھ کے سوے بہشت
جہنم مین پہونچے تھے جو اُس سرے وہ بجلی کی مانند اُلٹے پھرے
بہت لوگ نادیدہ شکلِ جحیم چلے خلد کو بر خطِ مستقیم
حضور جنابِ رسالت مآب فرشتون کی ہاتھون مین سادی کتاب
ہوئی پھر اسی مبتدا کی خبر کرم جوشی انبیاسے دگر
مسیحا تک آدم سے جو تھے رسول ہوے خضر مقصد براہِ وصول
ہمہ رہنمایانِ خیر السُّبل فضیلت مآبانِ ملک الرُّسل
گہرہاے گنجینۂ کاف و نون مہین شہسوارانِ والسابقون
پھر اور انجم آسمانِ نبیؐ غبارِ رہِ آستانِ نبیؐ
تقدس مقامانِ اوجِ حضور بلند اخترانِ کرامت ظہور
ابوبکرؓ لاثانیِ روزگار کہ تھا ثانیٔ اثنین یارانِ غار
عمرؓ نام و ناموس نام آوری متاے اسرار پیغمبری
سخا جلوہ عثمانؓ عالی مقام انیس پیمبر علیہ السلام
علیؓ شیر یزدانؑ عالی وقار یدُ اللہ سیفِ خدا ذوالفقار
ملک رتبہ خاتونِ جنت بتول مہِ اوجِ تنزیہ بنتِ رسول
حسنؑ خاتمِ خاتم المرسلین سیادت کا الماس زیرِ نگین
شہادت کا لختِ جگر نورِ عین نیامِ شجاعت کا خنجر حسینؑ
تمام آل و اصحاب خیر الانام اس امت کا ہر پیشوا ہر امام

ہر اک غازیِ مردِ میدانِ بدر ہمہ بسملان و شہیدانِ بدر
شکن پرورِ طالعِ نارسا اویس قرن عاشقِ مصطفےٰ
بہار آفرینانِ صبحِ اُمید جنید و حسن ادہم و بایزید
ابا عن جد جو ولی در ولی قدم جسکا بر گردنِ ہر ولی
ہوالحق نوایانِ ثابت قدم انا الحق سرایانِ منصور دم
سب اپنے نبی کے قدم پر چلے جو باقی تھے وہ طے کیے مرحلے
ہزارون بنے ایک بتی سے باغ جلے ایک بتی سے لاکھون چراغ
شفاعت کے پورے ہوئے حوصلے کہ عاصی کو خلعت پہ خلعت ملے
تعالی اللہ اُستاد کا انتخاب کہ خاطے خطا پر بھی صادِ صواب
گنہ ہے تلاشِ گنہگار مین وہ بھرتی ہی احمد کی سرکار مین
ہوا خاک جل کر جہنم کا باغ کیا برفِ رحمت نے ٹھنڈا چراغ
ہوا سوخت آتش کا سب سوز و ساز سمندر مین ڈوبا دُخانی جہاز
وہ ریلا ہوا باغِ فردوس مین کہ میلا ہوا باغ فردوس مین
بڑھا ہر طرف جوشے رحمت کا آب کٹورا بجانے لگا ہر حباب
بھرے حوض ایسے اُبھرنے لگے کہ خود میوے دامن مین گرنے لگے
قرابون مین کوثر نے رکھی سبیل تہ نخل فوارۂ سلسبیل
جوانون کی خاطر بساز و یراق ٹہلتے ہوئے راستون پر براق
محافے پری وش براے زنان گلابی کہارون کی سب وردیان
ہوا کیا کہ لڑکے مچاتے ہین شور لگا دو ہنڈولے کی طوبی سے ڈور

کھلے نخل ایجاد کے پھول پھل — ابد پر جا رنگِ صبحِ ازل
لگے ٹوٹنے صبر و تمکین کے پل — بہار آئی لادے ہوئے بارِ گل
شگفتہ ہر اک تختہ کا خشک و تر — رسیدہ ہر اک نخل کا ہر ثمر
ہر اک برگ مین ساز و برگِ بہار — ہر اک لالہ صد معدن کوہسار
ہر اک جا پہ موجود ہر ایک شی — کوئی ہمدم نے کوئی محو جے
گمان جس پہ جائے وہ تحقیق ہو — تصور مین جو آئے تصدیق ہو
سحر وہ کہ جسپر فدا ہر نفس — ہوا وہ کہ ہر دل کو جلی ہوس
ہر اک بیل بوٹہ نگار آفرین — ہر اک خار و گل صد بہار آفرین
کلی بے صبا کے شگفتا ہوئی — خزان بے بہار آئے پتا ہوئی
پری سایۂ نخل کی پایبوس — گلستان عروس آبِ عطر عروس
جو لالہ ہے لاکھا جمائے ہوئے — تو نرگس ہے کاجل لگائے ہوئے
یہ مانا کہ دل سے نہ کیجیے سنبھل — نظر تو سنبھالو نہ جائے پھسل
کہین پھیل کر بیل بوٹا ہوئی — کہین نکہت اُڑ کر فرشتا ہوئی
اگر شاہدِ گل ہے بُلبُل بدست — تو پھولون کے بنگلے مین بُلبُل ہدست
چمن اور ایسا دکھائے کوئی — تسم مصحفِ گل کی کھائے کوئی
کہانی تھین دُنیا کی پھلواریان — یہ سچ مچ بہشت اور وہ گلکاریان
وہ گویا نیاز اور یہ بے نیاز — یہ شانِ حقیقت وہ شانِ مجاز
وہ[1] ہر لحظہ نعمت پہ نعمت ملی — کہ اک شکر کی بھی نہ فرصت ملی

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالیٰ اعددت لعبادی الصالحین ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر الحدیث ۱۲

ہر اک کے[1] چہرے مین ایک نورِ دگر — ہر اک حور ہے رشکِ حورِ دگر
ملین نعمتین سبکو بے انتہا — اور آخر کو ان نعمتون کے سوا
وہ نعمت کہ[2] جو ہے سرِ عین الیقین — جو ہے دین و ایمانِ ایمان و دین
وہ نعمت کہ ہی اوسکے دم سے بہشت — جو بازارِ جنت کی ہے در بہشت
وہ نعمت جو ہے یک بہ از صد ہزار — خدا نے بخشے دیدارِ پروردگار
پڑا ہاتھ دھو کر جو پیچھے وضو — گیا لے ہی معبود کے روبرو
نماز آئی کہتی بتاکید تام — کہ کر چل کے سجدے سے پہلے سلام
مؤکد ہوا صومِ افطار کا — کہ تیار شربت ہے دیدار کا
یہ کہتا ہے ایمان کہ ای اہلِ ذوق — اُٹھا دو ستیجے پردہ چشمِ شوق
عدم کو چلے ساعتِ نیک سے — دو عالم سے جھٹکر ملے ایک سے ق
وہ ہے سامنے درگہِ محترم — قدم بزمِ امکان سے تھا دو قدم
ہے آغوش مین پرتوِ لایزال — قدِ آدم آئینہ بے مثال
رہِ منزلِ کبریائی ملی — ہر اک بندے کو اک خدائی ملی
خودی سے جو از خود جدا ہو گئے — خدا سے ملے کیا خدا ہو گئے
کھلا دیکھکر ہم کو حالِ مآل — کہ تھا حشر سوا سے شوق وصال
یہ تھے انقلاباتِ ردّ و بدل — کشش مظہرِ شاہد لم یزل

[1] قال صلی اللہ علیہ وسلم لکل رجل منہم زوجتان من الحور العین یری مخ سوقہن من وراء العظم واللحم من الحسن الحدیث ۱۲ وقال تبارک وتعالی حور مقصورات فی الخیام فبای آلاء ربکما تکذبان لم یطمثہن انس قبلہم ولا جان فبای آلاء ربکما تکذبان متکئین علی رفرف خضر وعبقری حسان فبای آلاء ربکما تکذبان تبارک اسم ربک ذی الجلال والاکرام ۱۲

[2] عن النبی صلعم قال اذا دخل اہل الجنۃ الجنۃ یقول اللہ تعالی تریدون شیئا ازیدکم فیقولون الم تبیض وجوہنا الم تدخلنا الجنۃ وتنجنا من النار قال فیرفع الحجاب فینظرون الی وجہ اللہ فما اعطوا شیئا احب الیہم من النظر الی ربہم ثم تلا للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ ۱۲

چشمداشت دعاے مقبول (انشاء اللہ)

ادھر بھی زرا ساقیِ گلعذار — ہزاروں سہی تیرے امیدوار

جو ہین تیری چوکھٹ پہ مرزا وپیر — یہ ناچیز ہے کسکے در کا فقیر

کوئی موج مجھ تک براہ ثواب — تو دریا ہی مین اک شکستہ حباب

چلے کشتیِ مَے نہ میرے بغیر — مِرے ناخدا تیرے بیڑی کی خیر

وہ مَے دے کہ لیتا رہون تیرا نام — وہ دے جو لائے ترا فیضِ عام

نہ ہو جام کورے سکورے مین دے — کھنگالے ہوئے آبخوری مین دے

زمانے کا عالم ہوا دوسرا — بفضلِ خدا و حبیبِ خدا

خوشی مین بھری مومن و مومنات — احاطے مین رضوان کے اُتری برات

جہنم کے گھر مین غمی ہو گئی — مرا غصہ آتش سستی ہو گئی

بجین نوبتین خلد مین بارہا — کہ اسلام کے سر پہ سہرا رہا

خوشی کیا کہ اکدم ہوا اکدم نہ ہو — یہ وہ عیش ہے جو کبھی کم نہ ہو

کہان بیدلی جب حزین دل نہین — ہو آسان کیا کوئی مشکل نہین

دعائین جو کی تھین ہوئین اب قبول — مراد ایک ہے اور ہزارون حصول

تمنا سبھون کے قدم پر پڑی — ہر اک آرزو ہاتھ باندھے کھڑی

دل و دلربا ہمدم حال و قال — نہ ہجران کا کھٹکا نہ فکرِ وصال

گیا اب جہنم مین وہ روزگار — کہ محشر تھا اک اک دمِ انتظار

ملا اُس سے تھی جسکی جسکو طلب — بمصداق اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبّ

وہ حاصل ہوا جسکے جو دل مین تھا — ابھی قیس لیلی کے محمل مین تھا

عن انس بن مالک قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المرء مع من احب ولہ ما اکتسب ۱۲

بنا پھر جو بگڑا اسھا بن بنکے ساتھ | مجھے خود ملا محسن احسن[۱] کے ساتھ

عجب چال مستانہ چلتے ہوئے | روش پر جنان کی ٹہلتے ہوئے

بگردش زہر چشم پیمانۂ | زہر سایہ پیدا پریخانۂ

دلون مین مسرت تو رخ پر بہار | گلائی مین گجرے تو گردن مین ہار

کمر مین کرامت کے ٹپکے کا بل | ملائک ہلاتے ہوئے مورچھل

مدینے کے عمامے بالاے سر | قباہاے استبرقی زیب بر

جلو مین غلامانِ روشن جبین | صراحی و ساغر لیے حورِ عین

خدا کی تجلی کا آنکھون مین نور | ہر اک نوکِ مژگان پہ اک شمع طور

دلون مین محبت کے راز و نیاز | زبان پر بآہنگ شوقِ حجاز

شفیعٌ مطاعٌ نبیٌ کریم | قسیمٌ جسیمٌ نسیمٌ وسیم

[illegible]

[۱] احسن تخلص مولوی محمد احسن مرحوم کا ہے جو چھوٹے بھائی مصنف کے تھے اور جو پیشتر اضلاع ملک اودھ مین سب جج اور پھر پنشن لیکر نائب وزیر دیوانی ریاست بھوپال کے ہو گئے - تاریخ ذیل مشتمل سال وفات اُن کے کی ہے

می تواند شد کہ رنگِ رفتہ بعد سالہا | لعل گردد در بدخشان و عقیق اندر یمن

می تواند شد کہ گردد نالۂ افسردہ | بلبل شیرین نوا یا طوطی شکرشکن

می تواند شد کہ از تاثیر دامان نسیم | نکہتے از غنچہ خیزد یا شمیمے از ختن

لیک نتوان شد کہ مثلِ احسن آید در وجود | سرو رعنا در گلستان یا گلِ نو در چمن

رفت حیف از دہر آن جانِ جہان و ہم ہوش | ہوشم از سر قوت از دل راحت از جان طاقت از تن

شوخیِ طبع رسا کم سرو او پر سوز و ساز | تا گوارِ خاطرِ من سوختن یا ساختن

کیست در ارض فنا محسن چو من اندوہگین | ہر نفس سوہانِ خود ہر دم سنانِ خویشتن

من باد باشم الٰہی از طفیلِ مصطفٰے | چون شود در بزم قدسی مجمع بے ملا من

گفت دل ہر گاہ آمد سال آن آفتاب ۱۳۰۹ھ | مردہ در گور ست احسن زندہ در گور من ۱۸۹۲

قطعۂ تاریخ از نتائج طبع جناب منشی امیر احمد صاحب لکھنوی متخلص بہ امیر استاد جناب معلی القاب نواب رامپور

کس قیامت کی قیامت کے بیان میں ہے نظم
عاقبت میں ہے عقوبت سے برائت کی سند

ہے امیر اب میرے محسن کو نجاتِ دائمی
واہ جو صفحہ ہے اسکا ہے شفاعت کی سند
۱۳۱۳ھ

تاریخ طبعزاد جناب منشی عبد المجید صاحب سحر

شفاعت نامہ چون مطبوع گردید
کہ ادیانش بود آیات رحمت

دلِ محسن بود گنجور این گنج
عطا کردش ازل این بخت دولت

خط و مضمون او گنجینۂ فیض
بیاضِ صفحہ انوارِ سعادت

دوائر در حروفش چشم نگران
بجنبشہاے لبہاے نبوت

ندا آمد بگوشِ سحر از غیب
بگو سالش شفاعت جوی امت
۱۳۱۳ھ

تاریخ از فکر عالی مولوی اکرام اللہ عرف مفتی صاحب مرحوم متخلص بہ افسون

ہمہ داغِ فراقم از قصور حشر و نشر افسون
حضور یار میدانم حضور حشر و نشر افسون

خیالِ قامتش در قلب مضطر خوشنما باشد
بود موساے من بالاے طورِ حشر و نشر افسون

بود صحن قیامت خانۂ نیرنگِ عشق ما
طلسمش آفتاب صبح و صورِ حشر و نشر افسون

چنان لرزد سپہر شیشہ رنگ از اضطراب من
کہ بر خود بشکند رنگِ غرورِ حشر و نشر افسون

بہ امیدِ وفاے وعدۂ وصلِ کہ می یابی
براے انتظارِ دل مرورِ حشر و نشر افسون

مگر آوازہاے دلرباے اوست در گوشم
کہ گہ نزدیک سازد گاہ دورِ حشر و نشر افسون

ز داغِ معصیت صد آتشِ سوزان بدل دارم
شفاعت نامہ پیش از ظہورِ حشر و نشر افسون

ہمان از گفتۂ محسن کہ می آید بہ شعرش
درود پاک از شانِ غفورِ حشر و نشر افسون

پئ عظم رمیم جسم بیجان سخن گویا
صریر کلک او آواز صور حشر و نشر افسون

بود رفتار شوخ خامۂ سحر آفرین او
برائے خفتہ بخت نظم شور حشر و نشر افسون

ببین گہ ذکر محشر گہ حساب و گہ شفاعتہا
نہے تاریخ مجموعش امو حشر و نشر افسون

ایضاً

کرد چون طبع قیامت آفرین
شرح روز روزگار حشر و نشر

رفت در تحریر تاریخش سخن
گفت افسون حال از حشر و نشر

فقرات تاریخی از منشی امیر احمد صاحب خلف مولوی کمال الدین صاحب وکیل

نعت پاک محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم

سراج قوی نبی کریم
قسیم جسیم نسیم وسیم

اللھم صل وسلم علی مولانا محمد شافع یوم القیامۃ وآلہ دائماً ابداً

تاریخ طبع

اللھم صلی علی محمد النبی الامی شافع یوم الحشر وآلہ وازواجہ اجمعین

اللھم صل وسلم علی محمد معدن الحلم والکرم واصحابہ دائماً وابداً

قطعۂ تاریخ ریختۂ قلم بلاغت رقم جناب مولوی محمد حسن صاحب وکیل ہائی کورٹ

بسکہ محسن گل معانی چید
دستہائے شگفتہ کرد بہم

رفت فکرم بجستن تاریخ
گفت ہاتف گلے زباغ ارم

قطعۂ تاریخ نتیجۂ فکر مولوی محمد نور الحسن صاحب بی اے خلف اکبر جناب مصنف مدظلہ

ماشاء اللہ نظم دلکش
شایستہ شمر دلش اوراد
صد لعل و گہر شدست منظوم

از فیض طبیعت خدا داد
تمہید سخن ز عشق فرمود
شد مطلع مثنوی پریزاد

گویا نتوان شمر دلب را
جائز نبود بقول اُستاد
لیلےٰ گر دید کاکلِ قیس
در باغِ سخن نشاند شمشاد
عالی کششے ز شاہدِ غیب
در دست تلاش او چو افتاد
حقا که برائے وصلِ محبوب
از دستش پائمال بیداد
چیزے دگر ست ساقیِ غم
نقلش نبود فجور و الحاد
لیکن به بیان ہر روایت
با قول انس ز جمع اسناد
در مدح پیمبران پیشین
فیض رُوح القدس بامداد
اُمید و رجا که اہل معنے

اگر بے غمِ عشق کرد فریاد
معشوقِ زمانه عشق را خواند
شیرین شده است جان فرہاد
تشبیه دگر بآن کشش کرد
کان ہست بکند مصر دلشاد
مستقبل و حال را یکے کرد
کے شوق فتد بقید میعاد
تا موقع حُرمتِ مے ناب
رولیش یارب کسے بیناد
کلکش باداے حسن تحریر
بے بیش و کم تمام رود
بایعنی و ماحصل و سجا
نطق پاکش فرشته ارشاد
عرض مداح آنکه مولا
بر ہر حرفش ہند صد صاد
توقیع قبول و زینش باد

گفتن سخنے بغیرِ تمہید
شد دامن صفحه حیرت آباد
از قامتِ او قیامت آراست
کز وے شده حسن و عشق برباد
ہنگام گریز دامنِ حشر
این طرزِ عجیب کرد بنیاد
آمد مقبول طبع و آورد
ور نه بزم ادب نکرده اش یاد
رندے بیباک اگر طلب کرد
در صرف نهر ز معنی آزاد
بنگر آیات پاک مصحف
تشریح لطیف شد نو ایجاد
در نعت خاتم رسالت
با خلعتِ لطف خود کند شاد
تاریخ و دعا که یا الٰہی

قطعهٔ تاریخ نتیجهٔ فکر مولوی محمد انوار الحسن صاحب بلی خلف صغر جناب مصنف مدظله

چون ابو الحسن حسن بنو نعت حالِ انبیا
در شفاعت آرزو بودش بیانی ناگہان

باکمال خوبی تحریر و تحقیقِ سخن
رفت آن واصل بحق پیشِ خداے ذو المنن

در ظہور آورد اکنون مقصد او بن او — محسن من والد من کعبۂ ملجاے من
بارک اللہ معنی موزون کرد مصر خیال — جان عشاق سخن با یوسفی گل پیرہن
بر سر ہر صفحہ حرف از فیض ممدوح کریم — لالہ اندر چمن با نور شمعے در لگن
شوخی ہر مصرع رنگین فداے شان خود — خوبی ہر لفظ میگردد بگرد خویشتن
بر سر میدان محشر آتشے اندر تپش — در بہارستان رحمت سلسبیلے موجزن
از صفات او چہ گویم خوبتر فرمودہ است — حضرت والا برادر مولوی نور الحسن
دوش چون پرسید از من سال تاریخش سروش — گفتمش نوری ز انوار کرامات حسن

قطعۂ تاریخ نتیجۂ طبع بلند و فکر آسمان پیوند جناب شیخ غلام احمد صاحب سیفی رئیس کلپی

جناب حضرت استاد نے خوب — لکھا نقش و نگار یوم ساعت
جو ہو منظور دل تاریخ سیفی — کہو نقاش آشوب قیامت

قطعۂ تاریخ نتیجۂ فکر رشید الدین صاحب رشید نصرہم اللہ

رشید ایسا شفاعت نامہ ہے کون — ہو جس میں یہ فصاحت یہ بلاغت
قیامت کا بیان ایسا کہ گویا — ہے محشر آج کی ہر ایک ساعت
مقابل آب رحمت کا وہ چھڑکاؤ — ہو جس سے سرد بازار قیامت
نجات عاصیان فیض نبی سے — بروحش صد سلام و صد تحیت
وہی توحید کے لایا تھا آگے — جو تھی دنیا میں پھیلی شام ظلمت
قیامت میں اسی کی آبرو سے — ملیگی خاک میں عصیان کی شامت
تلاش ہر گنہگار ایسی ہو گی — کہ لیکر مشعلیں ڈھونڈھیگی جنت
لکھی ہاتف نے کیا تاریخ پرنور — بیان نور مصباح شفاعت
۱۳۱۱ھ

قطعۂ تاریخ از شیخ احمد علی صاحب شیون اکبرآبادی شاگرد جناب میرزا حاتم علی بیگ صاحب مرحوم

فصیح و شاعرِ نازک خیال و خوش بیان محسن — بلیغ و عالم و معنی شناس و نکتہ دان محسن

قیامت کی مضامین ہین عجب تصنیف عالی ہی — شفاعت نامۂ شاہنشہ ہر دو جہان محسن

پڑھا جسدم بکھیرے چار جانب پھول محفل مین — کہ لوٹی سننے والون نے بہارِ بوستان محسن

کہے احسنت سنکر روحِ مولانائے رومی کی — شرف یہ پہلوی پر رکھتی ہی ہندی زبان محسن

تری تیغِ زبان کا صاف لوہا مان جاتے ہین — عرب سے تا عجم اور ہند سے تا اصفہان محسن

تصدق نظم پر زین ہو گئی وہ نظم لکھی ہے — زمین سے ہے صدائے مرحبا تا آسمان محسن

عوض نیکی بدی کا ریخ و راحت نار و جنت کے — امید و بیم کے کیا کیا دکھائے ہین نشان محسن

چلینگے غول تیراحون کے جب میدانِ محشر مین — تو ہونگے صورتِ یوسف میانِ کاروان محسن

ہوا نعتِ نبی کے فیض سے رتبہ بلند ایسا — عجب کیا ہی مکان ہووے تمہارا لامکان محسن

صفا ایسی لطافت آب گوہر مین کہان ایسی — بجا ہی گر کہین کوثر کی دھوئی ہے زبان محسن

غزالانِ حرم آکر بچھائین شوق سے آنکھین — شفاعت نامہ پڑھنے کو قدم رکھین جہان محسن

عوض ہر بیت کے جنت مین گر بخشے خدا ہمکو — صلے مین حسن بندش کے ملین حورِ جنان محسن

ق

نہین آوازِ خستہ بلکہ ہر اک لفظ کہتا ہے — کہ گر نکلون ترے لب سے تو پھر جاؤن کہان محسن

مگر تعریف ختم الانبیا نے یہ شرف بخشا — کہ تھی لکنت سے پیاری جیسے موسیٰ کی زبان محسن

رسولِ پاک کا جسدم تصور آپ نے باندھا — دیارِ یثرب و بطحا ہوا ہندوستان محسن

خدا کے کام مین شرکت تمہاری عین ایمان ہے — وہ ہی مدّاح جسکا ہو اسکے مدح خوان محسن

شہِ عرش آشیان کے نقشِ پا جنکو سمجھتے ہین — بعینہ ہین وہ آنکھون کی تمہاری پتلیان محسن

عدا ایسا عاشقِ صادق نہ کوئی جان نثار ایسا
اویس اپنی زبان سے خود یہ کہتے ہین کہ ہان محسن

میسر آپ کو ہو اعتکافِ روضۂ اقدس
بلال آتے تھے کعبے مین اگر بہرِ اذان محسن

مدینہ ہند سے ہی دور لیکن پاس ہی دل سے
وہان ہی جان مشتاق اور رہتے ہین یہان محسن

یہین چھوڑا جہان کے نعمون نے مال دنیا کو
رہیگی ساتھ یہ دولت تمھاری جاودان محسن

خدا بخشے حیاتِ خضرؑ و عیسیٰؑ آپ کو آمین
رہی اقبال و دولت اور عیشِ جاودان محسن

کبھی وہ روز آئے کہ یہین احباب خوش ہو کر
ادا کر کے فریضہ حج کا لو ہو چکے وہان محسن

بہاؤن اشک ہین کیونکر نہ اپنی بدنصیبی پہ
کہان مین پست قسمت اور کہان وہ آستان محسن

اگر تاریخ کے لکھنے کی تمکو فکر ہے شیون
کہو شیرین زبان عیسیٰ نفس معجز بیان محسن

ذیل کی تاریخین بعد طبع اول آئین

قطعہ تاریخ از حسن نتائج فکر عالی جناب چودھری محمد عنایت الٰہی صاحب رئیس قدیم ماہرہ ضلع ایٹہ

کرم فرما شفیقِ حال میرے مہربان محسن
شہِ لولاک کے مدّاح ممدوحِ جہان محسن

عدیم المثل ہے ہمتا وحیدِ عصر لاثانی
سخن سنج و سخن فہم و سخن کے قدردان محسن

بلاغت نے تمھاری شور ڈالا ہر صفاہان مین
فصاحت نے مسخر کر لیا ہندوستان محسن

تمھارے نور رشک سے جہان نے لئے کنجِ مرقد مین
خجل ہو ہو کے گڑ ڈالین کفن کی دھجیان محسن

رقم جب نعت کرتے ہو قلم سے پھول جھڑتے ہین
جو پڑھتے ہو تو ہو جاتے ہین لب گوہرفشان محسن

حسینانِ سخن جو ہین غرض الفاظِ رنگین سے
مزے دیتی ہین کیا کیا دل مین ایکر چٹکیان محسن

صلہ مین منہ تمھارا نور سے تابندہ کر دینگے
عجب کیا تو یہ ہے صبحِ تجلّی کا بیان محسن

کہیگا انشاءاللہ گلشنِ فردوس مین رضوان
یہ غلمان ہین غلامی مین یہ حورین لونڈیان محسن

زمین سے عرش تک پہونچا ہے پایہ آپکا محسن
شبِ معراج کی لکھی جو تم نے داستان محسن

نسیمِ طبع نے کیا گل کھلائے ہین شفاعت کے
تمھاری مدح مین سوسن بھی ہے رطب اللسان محسن

حدیثِ پاک و قرآن سے نجاتِ حشر دکھلا دی
تمھاری نظم دلبستہ نے ڈالی جان مین جان محسن

وُہی تو بخشوائینگے جو ہین محبوب خالق کے
ہے محشر مین لقب جنکا شفیعِ عاصیان محسن

وُہی آدم کی پیشانی مین جنکا نور چمکا یا
ہوا جنکے لیے حکمِ سجودِ قدسیان محسن

وہی جو باعثِ ایجادِ عالم ہین خدا شاہد
وہی سر دفترِ دیوانِ حق شاہِ شہان محسن

وہ اُمی جو بظاہر اور بباطن عالم و دانا
علومِ اولین و آخرین جنپر عیان محسن

جنھون نے لیلۃ المعراج اپنے خیر مقدم سے
منور کر دیا رُوح الامین کا آشیان محسن

کیا طے سدرہ و رفرف کیا طے سب حجابون کو
ملا جا گیر مین جنکو مکان و لامکان محسن

نہ نکلا کوئی کلمہ منھ سے بے الہام ربانی
فاوحی شان مین جنکی ہے اک از نہان محسن

وہی مازاغ کا سُرمہ لگایا جنکی آنکھون مین
خدا مین اور اُن مین تھا تو فصلِ دو کمان محسن

یہ اک ادنیٰ اشارہ آپ کا ہے اور کیا کہیے
کہ آگے نطق کی بھی بند ہے گویا زبان محسن

وُہی جنپر خدا نے ختم کر دین نعمتین اپنی
وُہی جنکا کیا دینِ حق نے اکمل بیگمان محسن

ابُوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ اور حیدرؓ ستونِ دین
فدا کرتے ہین جنکے نام پر مال و جان محسن

اُٹھا کر جنکی جانب ہاتھ با الحانِ داؤدی
بلالِ با وفا کہتے تھے مسجد مین اذان محسن

اُویسِ عاشقِ صادق نے جنکے عشق مین دندان
سراسر توڑ ڈالے کر دیا خالی دہان محسن

ملائک پاسبانی مین ہین اونکی راتدن حاضر
فلک رتبہ ہوا جنکا زمین پر آستان محسن

وہی مولا ہمارے اور ہم ادنیٰ غلام انکے
ہمارا تاج سر پاؤن کی اونکی جوتیان محسن

یقین ہے وہ مجھے بھی یاد فرمائینگے محشر مین
ابھی سے راتدن آنے لگی ہین ہچکیان محسن

سلام انپر ہزاروں جنابِ اقبال سے ہر گھڑی ہر پل — تصدق انپہ ہر ساعت رہے بیکراں محسن
عنایت کر دعا پر ختم رکھے ہی ہاتھ خامہ — رہو آباد تم بادین و دولت شادمان محسن

ایضاً منہ

ہوئی حیرت پہ حیرت کیا شفاعت نامہ لکھا ہے — مضامینِ شگفتہ میں خزاں کی داستانِ محسن
بلائیں لیتے ہیں صبحِ طرب روزِ قیامت کی — بیانِ حالِ بیرنگی میں یہ نیرنگیاں محسن
پئے تاریخ سرسبزیِ سخن کی صاف کہتی ہے — کہ طوطیِ نامہ شیرین زبان رنگین بیان محسن
۱۳۱۱ھ

ایضاً

سخنور نکتہ دان شیرین زبان رنگین بیان محسن — نہیں ہے نعت گوئی میں کہیں اُنکا کوئی ہمسر
شفاعت نامہ کا ہے عالمِ بالا میں بھی چرچا — زِ روئے داد کہتے ہیں ملک مداحِ پیغمبر
۱۳۱۱ھ

قطعۂ تاریخ نتیجۂ فکرِ معنی آفرین جناب سید سراج الدین احمد صاحب کنتوری

تازہ تصنیفِ محسن صاحبِ جاہ (۱۳۱۱ھ) — زیبا شدہ بے مثال احسنت احسنت (سمت ۱۹۵۰ بکرمی)
بنوشتی این چہ تازہ محشر نامہ (سنہ ۱۸۹۴ع) — ای محسنِ باکمال احسنت احسنت (سنہ ۱۳۰۱ ف)

خاتم الطبع

الحمد للہ کہ کتاب سنبلستانِ حرمت جو مجموعہ آٹھ کتب نعتیہ کا ہے۔ مثنوی صبحِ تجلی۔ مثنوی چراغِ کعبہ۔ سراپاے رسولِ اکرم۔ مخمس نعتیہ۔ مدیحِ خیر المرسلین۔ حدیقۂ خاتم النبیین۔ انیسِ آخرت۔ مثنوی شفاعت و نجات ان میں سے اکثر رسالے علیحدہ بھی مطبع نامی سے شائع ہو چکے ہیں اب بصورت کلیات نعتیہ حضرت مولوی محمد محسن صاحب دام فیوضہ اول بار ماہ محرم الحرام ۲۳ ۱۳۱۳ھ مطابق مارچ ۱۸۹۶ع خاکسار ابو الحسنات قطب الدین احمد غفر لہ اللہ الصمد کے اہتمام سے

مطبع نامی لکھنؤ میں طبع ہوا

اشتہارات

اعلان
اس مطبع مین ہر ایک قسم کی
کتابین عربی - فارسی - اردو - ناگری
موجود ہین - عند الطلب شائقین علوم و تاجران کتب
مطبع سے ارسال کی جاتی ہین جن صاحب کو کوئی کتاب
طبع کرانا منظور ہو وہ بھی بعد انفصال قیمت طبع
کردیجاویگی - اگر کوئی کتاب مفید عام کسی صاحب نے تالیف فرمائی
یا کسی کتاب عربی - فارسی - انگریزی کا ترجمہ اردو مین کیا ہو وہ بلا معاوضہ
مطبع طبع کردیگا فہرست کتب و دیگر اشیاء ولایت ۲ کا
ٹکٹ بھیجنے پر بیڈوالا بیرنگ ارسال ہوگی
العبد
ابوالحسنات قطب الدین احمد عفا عنہ
ماہ اپریل ۱۹۰۵ء